صحیفہ حضرت امام حسین علیہ السلام

تالیف: جواد قیوم اصفہانی

ناشر: امامیہ پبلیکیشنز لاہور

Presented by:
www.zad-e-rah.com

مقدمہ مؤلف

امام حسین کی زندگی کے مختلف ادوار

امام حسین علیہ السلام، حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی باہمی زندگی کا دوسرا ثمر ہیں جو ہجرت کے چوتھے سال میں ۳ رشعبان کو شہر مقدس مدینہ میں آنکھ کھولتے ہیں۔

اپنی بچپن کی زندگی کے چھ برس پیغمبر اسلام کے ساتھ گزارتے ہیں۔ اُن کی وفات کے بعد تین برس اپنے والد بزرگوار کی زیر سرپرستی میں گزارے اور دورانِ خلافت میں پیش آنے والے واقعات میں فعال کردار ادا کیا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کی چالیسویں ہجری میں شہادت کے بعد اپنے بڑے بھائی امام حسن کے ساتھ ساتھ تمام سیاسی و اجتماعی میدانوں میں شریک رہے۔

امام حسن علیہ السلام کی پچاسویں ہجری میں شہادت کے بعد معاویہ کی حکومت کے عروج کے ایام میں ڈٹے رہے اور اس کی موت کے بعد اس کے بیٹے یزید کی حکومت کے خلاف قیام کیا۔ بالآخر ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری کو سرزمین کربلا پر شہادت پاتے ہیں۔

ظاہری امامت سے پہلے کے حالات

اپنی نوجوانی کے دنوں سے ہی خلافتِ اسلامی کے اپنے راستے سے ہٹ جانے پر اپنے والد کی سیاسی حکمتِ عملیوں کی بھرپور حمایت کرتے تھے۔

روایت میں ہے کہ عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں ایک دن مسجد النبی میں آئے تو دیکھا کہ عمر منبر رسول پر بیٹھا ہے۔ دیکھتے ہی منبر پر گئے اور عمرؓ سے کہا: میرے والد کے منبر سے نیچے اُترو اور اپنے باپ کے منبر پر بیٹھو۔ عمرؓ نے کہا: میرے باپ کا کوئی منبر نہیں ہے۔ پھر سید الشھداء کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور جیسے ہی منبر سے اترا، امام علیہ السلام کو اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گیا اور پوچھا: یہ بات کس نے آپ کو یاد دلوائی ہے؟ آپ نے جواب دیا: کسی نے بھی نہیں۔

اسی طرح اپنے والدِ گرامی کی خلافت کے دوران سیاسی اور فوجی نوعیت کے تمام معاملات میں اُن کے ساتھ ساتھ تھے۔ اس عرصہ میں تینوں درپیش جنگوں میں بھرپور انداز میں شریک ہوئے۔ جنگِ جمل میں بائیں دستے کی کمان ان کے ذمہ تھی۔ جنگِ صفین میں کبھی بھرپور تقریروں سے، حضرت علی علیہ السلام کے دوستوں کو جنگ میں شرکت کیلئے آمادہ کرتے اور کبھی مبارزہ کے ذریعے سے ایک بہت اہم کردار ادا کرتے رہے۔

حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ساتھ رہے۔ امام حسن علیہ السلام کی شام کی طرف پیش قدمی کرنے والی فوجوں کے ساتھ تھے۔

جیسے ہی معاویہ نے صلح کی تجویز دی تو امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابن جعفر سے اس حوالہ سے مشورہ کیا۔

امام حسین کے زمانے میں معاشرے کے حالات

سقیفہ سے شروع ہوئے اصولوں اور تعلیماتِ اسلامی سے انحراف جو عثمان کے دور میں مزید وسیع ہو گئے تھے، ان کے زمانے میں اپنے عروج پر تھے کیونکہ اسلامی معاشرے کے مقدرات کے فیصلے ایسے شخص کے ہاتھوں میں تھے جو خلیفۂ دوم کے زمانے سے حکومت کی جگہ پر پہنچ چکا تھا۔ ان چند سالوں میں اپنے ستم کار کارندوں کی مدد سے ایک استبدادی سلطنت کی تشکیل دیتا ہے۔

البتہ عثمان کے زمانے میں اُس کی غلط حکمتِ عملیوں کے خلاف مسلمان اپنا شدید قسم کا ردِعمل دکھاتے رہے۔ اسلامی شہروں سے مختلف انقلاب

وقوع پذیر ہوئے لیکن معاویہ کے دور میں ظلم وستم اور قتل و غارت گری میں اضافہ ہوگیا تھا۔ اس کے باوجود کسی قسم کا ردِعمل سامنے نہیں آیا، سوائے اُن اعتراضات کے جو حجر بن عدی اور عمرو بن حمق کے ذریعے ہوئے، ان کے سالار کو قتل کردیا گیا اور انقلاب کو آغاز سے پہلے ہی دبا دیا گیا۔

معاویہ ۴۲ برس تک دمشق میں حکومت کرتا رہا۔ ۵ سال تک خلیفۂ دوم کی طرف سے، ۱۲ برس عثمان کی طرف سے، ۵ برس کے قریب امیر المؤمنین علیہ السلام کے دورِ خلافت میں اور تقریباً ۶ ماہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خلافت میں شام کی حکومت پر مسلط رہا۔

اس طولانی مدت میں معاشرے کو مختلف جہات سے تباہی و بربادی کے دہانے پر لا کھڑا کیا۔ ایک طرف سے آزاد منش مسلمانوں پر سیاسی اور اقتصادی دباؤ ڈالنے کے ساتھ ساتھ انہیں اذیت دینے اور قتل کرنے سے ہرگز گریز نہیں کرتا تھا۔

ایک طرف تو وہ قومی مسائل کو کھڑا کر کے مختلف قبائل کو آپس میں الجھا دیتا تا کہ ان کی طاقت کمزور ہو جائے اور اس کے اقتدار کو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہ ہو، تو دوسری جانب اپنے زرخرید لوگوں کے ذریعے سے جھوٹی احادیث بنواتا اور قرآنی آیات کی تفسیر و تاویل اپنے حق میں کرواتا۔ اس طریقہ سے اس نے اپنی حکومت کو ایک شکل دے کر عمومی افکار و نظریات کو خراب کردیا تھا۔

اُس کی حالات پر گرفت اتنی مضبوط تھی کہ صلح نامہ امام حسن علیہ السلام کے خلاف عمل کرتا تھا، مثلاً اس میں یہ شرط بھی تھی کہ وہ شیعانِ امیر المؤمنین علیہ السلام کو نہ تو اذیت پہنچائے گا اور نہ ہی انہیں قتل کرے گا بلکہ اس شرط میں حجر بن عدیؓ (صحابیِ رسول و علی) کا نام خصوصی طور پر درج کیا گیا تھا جبکہ معاویہ نے حجر بن عدی کو ۶ ساتھیوں سمیت قتل کردیا اور ان میں سے ایک کو عبیداللہ ابن زیاد نے عراق میں زندہ درگور کردیا۔ اس کی قدرت اور طاقت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ جو چاہتا، کر گزرتا، کوئی اس کا راستہ روکنے والا نہ تھا۔

علی بن حسین سعودی چھوٹے قرن کے بہت بڑے مؤرخ گزرے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ معاویہ کی مطلق العنانیت کا یہ عالم تھا کہ جنگِ صفین کو جاتے وقت بدھ کو جمعہ کے طور پر شور مچایا اور پھر لوگوں کو بدھ کو ہی نمازِ جمعہ پڑھا دی۔ لیکن کسی میں یہ جرأت نہ ہوئی کہ آگے بڑھ کر کہے کہ بدھ کے دن نمازِ جمعہ یعنی چہ؟؟

معاویہ کے زمانہ میں انقلاب لانے میں بہت موانع تھے

معاویہ کی حد سے بڑھی ہوئی من مانیوں میں امامِ عالی مقام علیہ السلام نے قیام کیوں نہیں کیا؟ اس میں دو عامل بڑی اہمیت کے حامل ہیں:

الف۔ معاویہ دینداری کا مظاہرہ کرتا تھا، اگرچہ معاویہ نے عملاً اسلام میں تخریب کاری کی ہے اور سادہ سی خلافت کو ایک اموی حکومت میں تبدیل کیا۔ لیکن وہ یہ بات بھی بڑی اچھی طرح سمجھتا تھا کہ چونکہ وہ خلافتِ اسلامی کے نام پر حکومت کررہا ہے، لہٰذا کوئی ایسا کام نہ کرے کہ لوگ اس کو دین کی مخالفت شمار کریں بلکہ اس کی ہمیشہ کوشش ہوتی تھی کہ اپنے اعمال کو دینی رنگ میں ڈھالے۔ لیکن وہ کام جن میں شرعی طور پر گنجائش نہیں دیکھتا تھا، وہ چپکے سے انجام دیتا تھا۔

تاریخی حوالے سے ہمارے پاس شواہد ہیں کہ معاویہ ایک بے دین انسان تھا اور کسی چیز پر عقیدہ نہیں رکھتا تھا۔ لیکن عوام الناس میں خود کو اس انداز میں ڈھال رکھا تھا کہ ظاہراً دینی اعتبار سے اس میں کسی قسم کا عیب نظر نہیں آتا تھا۔

۲۔ امام حسن اور معاویہ کے درمیان صلح نامہ

یہ صلح نامہ امام حسین علیہ السلام کی طرف سے بھی تائید شدہ تھا۔ اگرچہ یہ صلح نامہ کافی دباؤ، بحث و مباحثہ اور سوچ بچار کے بعد انجام پایا تھا، لیکن پھر بھی امام علیہ السلام جیسے ہی قیام کرتے، معاویہ انہیں عہد شکن معروف کردیتا۔ اگرچہ خود معاویہ نے اس صلح نامہ کا کوئی احترام نہیں کیا۔ لیکن بہرحال سید الشہداء علیہ السلام کے قیام کے مقابل یہ بہانہ اُس کے پاس تھا۔ ضمناً یہ بھی عرض کرچکے ہیں کہ اس کے زمانے میں معاشرہ پُرسکون رہنے کو اپنا چکا تھا، لہٰذا اسے جنگ پر ترجیح دیتے تھے۔

معاویہ کے زمانے میں امام حسین کے مبارزات

البتہ مذکورہ بالا موانع امام حسین علیہ السلام کو معاویہ کی منہ زوریوں سے روک نہیں سکتے تھے۔ لیکن تمام مسائل میں سب سے زیادہ اہم مسئلہ یزید کی ولی عہدی کی مخالفت کا تھا۔ معاویہ بیعت لینے کی غرض سے مدینہ آیا تا کہ اس شہر کے مشہور لوگوں سے بیعت لے لے، لہٰذا ایک مرتبہ اس نے امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن عباس کے ساتھ گفتگو کی اور کوشش کی کہ یزید کی ولی عہدی کو بیان کرے۔ لیکن امام علیہ السلام نے جوابی گفتگو میں فرمایا: ''جو کچھ یزید کے کمالات، لیاقت اور امور مملکت کو چلانے کی صلاحیتوں کے حوالے سے بات کی ہے، میں سمجھ گیا ہوں''۔

اُنہوں نے اس کو اس انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی کہ گویا تو ایسے شخص کو متعارف کروار ہا ہے کہ وہ لوگوں سے مخفی ہے یا ایسے غائب کی خبر دے رہا ہے کہ گویا لوگوں نے اُس کو دیکھا ہی نہیں، یا اس کے متعلق فقط تو ہی جانتا ہے۔ یزید کو بھی اس کی خبر نہیں جبکہ وہ خود کو دکھا چکا ہے اور اپنے باطن کو واضح کر چکا ہے۔ یزید جتنا ہے، اُتنا ہی بتا۔ یزید ایک کبوتر باز اور کتوں کے ساتھ کھیلنے والا جوان ہے جس کی عمر ساز و آواز اور عیش بھری زندگی میں گزر رہی ہے۔ یزید کو ایسے پیش کر اور ان بے ثمر کوششوں سے خود کو دور رکھ (الامامۃ والسیاسۃ، ۱:۱۸۴)۔

مدینہ کا گورنر معاویہ کو ایک خط تحریر کرتا ہے کہ مجھے کچھ خبریں ملی ہیں کہ حسین بن علی کے پاس لوگ آتے جاتے ہیں، لگتا ہے کہ آئندہ انقلاب لانے کیلئے حالات سازگار کر رہے ہیں۔

معاویہ امام حسین علیہ السلام کو خط کے ذریعے دھمکی دیتا ہے۔ امام علیہ السلام اس ابہام کو رد کرنے کے ساتھ ساتھ شیعانِ علی علیہ السلام سے معاویہ کی زیادتیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''کیا تو حضرمی کا قاتل نہیں ہے جبکہ اس کا جرم فقط یہ تھا کہ ابن زیاد نے تجھے اطلاع دی تھی کہ وہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے دین پر ہے، حالانکہ علی علیہ السلام کا دین وہی اپنے چچا زاد بھائی پیغمبر اسلام والا دین ہے۔

تو آج اُسی دین کی حکومت اور قدرت پر سہارا لئے ہوئے ہے اور اگر یہ دین نہ ہوتا تو تو اور تیرے آباء واجداد اسی جاہلیت کے دور میں سر پٹخ رہے ہوتے۔ تم لوگوں کے لئے سب سے بڑا اشرف اور فضیلت شام اور یمن کی راہوں میں سردیوں اور گرمیوں کے سفروں کی مشقتیں برداشت کرنا تھیں۔ لیکن خداوند کریم نے ہمارے خاندان کی رہبری کے ذریعے سے اس ذلت بار زندگی سے تمہیں نجات بخشی اور ان کو تمہارے سے اٹھالیا۔

اے معاویہ! تیرا یہ کہنا کہ میں اس امت کے درمیان اختلاف اور ایجادِ فتنہ کروں، میں اس امت پر تیری حکومت سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں دیکھتا اور تیرا یہ کہنا کہ میں اپنے طور طریقوں اور دین محمد اور اُمتِ پیغمبر کا خیال رکھوں، میں تیرے ساتھ جنگ کرنے کے علاوہ کوئی بڑا وظیفہ نہیں جانتا اور یہ جنگ راہِ خدا میں ہوگی۔ اگر تیرے خلاف قیام نہ کرسکوں تو خدا سے طلبِ مغفرت کروں۔ میں خدائے سبحانہٗ سے چاہتا ہوں کہ جس طرح اس کی خوشنودی اور رضا ہے، مجھے اُسی طرح ہدایت فرما''۔

(الامامۃ والسیاسۃ ا:۱۸۰، بحارالانوار ۴۴:۲۱۶)۔

معاویہ کے زمانے میں امام علیہ السلام کا بڑا نمایاں کام یہ تھا کہ یمن سے شام جانے والا سرکاری کاروان جو بیت المال لئے مدینہ کے راستہ شام جارہا تھا، اس کاروان کے اموال کو ضبط کر دیا اور فقراء اور خصوصاً خاندانِ بنی ہاشم کے فقراء میں تقسیم کر دیا۔ اس عمل کے بعد معاویہ نے ان کو ایک بہت سخت خط لکھا۔

قیامِ امام حسین علیہ السلام کے عوامل

ان کے قیام میں چند عوامل کی طرف اشارہ کرتا ہوں جو نہضتِ امام حسین علیہ السلام کی تشکیل میں بہت مؤثر تھے:

۱۔ یزید سے بیعت کی مخالفت

پہلا وہ عامل جو قیامِ سید الشہداء علیہ السلام کا باعث بنا یزید سے بیعت نہ کرنا تھا۔

مرگِ معاویہ کے بعد ۱۵ رر جب ۶۰ ہجری کو یزید منصب خلافت پر متمکن ہوا۔ وہ مدینہ کے گورنر کو خط کے ذریعے سے اپنی خلافت نشینی کی خبر دینے کے ساتھ ساتھ کہتا ہے کہ جن لوگوں نے میرے باپ کے زمانے میں میری بیعت نہیں کی تھی، ان سب سے بیعت لو، خصوصاً امام حسین علیہ السلام سے۔

اُدھر امام علیہ السلام بھی جانتے تھے کہ یزید سے بیعت کا مطلب اُس کے کاموں کی تائید ہے۔ لہٰذا بیعت سے انکار کر دیتے ہیں۔ جب حاکم مدینہ بیعت کی غرض سے سختی کرتا ہے تو امام علیہ السلام ۲۸ رر جب کو اپنے گھر اور بنی ہاشم کے خاندان سے کچھ لوگوں کے ہمراہ مدینہ سے مکہ کیلئے نکل کھڑے ہوئے اور ۳ رشعبان کو مکہ معظمہ میں وارد ہوتے ہیں۔

مکہ کو اس لئے منتخب کیا کہ وہ حرمِ امن الٰہی شمار ہوتا ہے اور پھر موسمِ حج بھی نزدیک ہے۔ وہ اپنا پیغام تمام لوگوں تک پہنچا سکتے تھے۔

۲۔ کوفیوں کا دعوت دینا

امام علیہ السلام جیسے ہی مکہ پہنچے، اپنی فعالیات کا آغاز فرما دیا۔ جیسے ان باتوں کی اطلاع اہلِ کوفہ کو ہوئی تو ابھی تک اہلِ کوفہ کے ذہنوں میں امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے دورِ خلافت کے واقعات محفوظ تھے اور یزید کی سابقہ زندگی سے بھی آگاہ رکھتے تھے۔ اکٹھے ہو کر فیصلہ کرتے ہیں کہ یزید سے بیعت نہیں کریں گے۔ لہٰذا امام حسین علیہ السلام کو کوفہ میں دعوت دیں اور ان کے زیرِ پرچم چلے جائیں۔ انہوں نے بہت زیادہ خطوط امام حسین علیہ السلام کو لکھے۔

امام علیہ السلام نے بھی ان کی چاہت کو دیکھتے ہوئے اور دوسری جانب اپنے وظیفہ پر عمل کرتے ہوئے ان کی دعوت کو قبول کیا اور مثبت ردِ عمل کا اظہار کیا۔

۳۔ عمل بالمعروف اور نہی عن المنکر

امام علیہ السلام نے پہلے دن سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تحریک کا آغاز مدینہ سے ہی کر دیا۔ امام علیہ السلام کی بات کا معنی یہ بنتا ہے کہ اگر مجھ سے بیعت کا مطالبہ نہ بھی کرتے تو میں پھر بھی قیام کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور ہمیشہ بہت کھلے لفظوں میں فرماتے رہتے تھے:

''اے لوگو! پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ ہر انسان کو چاہئے کہ منہ زوروں کے عنصر کو پہچانے، آیا کہ یہ حرام خدا کو حلال اور اس کے وعدوں کی خلاف ورزی، سنتِ پیغمبر کی مخالفت تو نہیں کر رہا، لوگوں میں گناہ، حد سے تجاوز اور گھر تو نہیں کر چکا، اگر پھر بھی ایسے جابر، گفتار و کردار کے لحاظ سے ناصالح آدمی کی مخالفت نہ کرے، ایسی صورت میں خدا کا حق بنتا ہے کہ جس طرح ظالموں کو جہنم میں داخل کر رہا ہے، اس کو بھی اسی راستے سے واصلِ جہنم کرے''۔

کسی اور موقعہ پر فرماتے ہیں: ''اس وقت کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ حق وعدالت پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور نہ ہی باطل پر عمل کرنے سے روکا جا رہا ہے، ایسی صورتحال میں چاہئے کہ وہ انسان جو ایمان، فضیلت اور حق کا خیر خواہ اور فداکار ہے، حق وعدالت کی راہ میں بلند انسان اور الٰہی اقدار کیلئے قیام کرے اور اپنے پروردگار سے دیدار اور ملاقات میں اپنا اشتیاق ظاہر کرے''۔

میں اس صورتحال میں موت کو نیک بختی سمجھتا ہوں اور منہ زور، پست اور خود سے غافل لوگوں کے ساتھ زندگی کو بہت بڑی پستی اور ذلت سمجھتا ہوں۔

امام حسین علیہ السلام کے انقلاب سے پیغام

اصولاً ہر انقلاب دو چیزوں سے تشکیل پاتا ہے۔ ایک حصہ خونی مظاہرے اور احتجاجات سے تشکیل پاتا ہے جس میں اسلام کی راہ میں مارنا اور مرنا اور جانبازی کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔

دوسرا مرحلہ پیغام ہوتا ہے۔ یعنی انقلاب کا پیغام اور اپنے اہداف اور ارمانوں کا بیان کرنا ہے۔ کسی بھی انقلاب کی کامیابی میں اس دوسرے مرحلہ کی اہمیت پہلے مرحلے سے کم نہیں ہے، کیونکہ اہداف کو مشخص اور بیان نہیں کریں گے تو ممکن ہے کہ تحریفات اور دشمنوں کی ذاتی اغراض اس کو شکست کی طرف

لے جائیں۔

امام حسین علیہ السلام عصرِ عاشورا تک اپنی تحریک کے خود ہی علمبردار تھے۔ اس پہلے مرحلہ کو بہت شائستہ انداز میں اپنے انجام تک پہنچایا۔ جب سے امام علیہ السلام اپنے خون سے رنگین ہوئے، اس مقدس تحریک کا پرچم اُن کے بڑے فرزند امام زین العابدین علیہ السلام اور بہن جنابِ زینبِ کبریٰ سلام اللہ علیہا نے اٹھایا تاکہ سید الشہداء علیہ السلام کی تحریک کے مقاصد کو لوگوں تک پہنچایا جائے۔

اگر واقعاً وہ لوگوں پر حقائق نہ کھولتے تو دشمن ان کی زندہ جاوید اسلامی تحریک کو الٹا کر کے اور برعکس پہلو سے دکھاتے۔ جس طرح امیر المؤمنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد یہ کہتے تھے کہ کیا علی بھی نماز پڑھتے تھے؟ یا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائی کہ آپ ذات السل یا تپ دق کی بیماری سے فوت ہوئے۔ یا جس طرح کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام اپنی مرضی سے دنیا سے گئے ہیں۔

اسیری کے ایام میں کربلا والوں نے بہت وسیع پیمانے پر تبلیغات کیں۔ یزید کے منطقی طرزِ عمل نے یہ موقعہ فراہم کیا تھا، لہٰذا اہلِ بیت نے دشمنوں کو اس قسم کی تحریفات کا موقع ہی فراہم نہیں کیا۔ اگر شام میں معاویہ کے دورِ حکومت کے صفحات کی ورق گردانی کریں تو پتا چلتا ہے کہ معاویہ نے ۴۰ برس حکومت کی ہے۔ لہٰذا اس نے اس نسبتاً طوالانی مدت میں لوگوں کی اس طرح پرورش کی ہے کہ وہ لازمی بصیرت اور آگاہی بھی نہ رکھتے ہوں۔ لہٰذا معاویہ کے ارادے کے مقابلے میں بلا چون و چرا سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ اس حکومت نے اپنی زہر بھری تبلیغات کے ذریعے سے پیغمبر اسلام کے خاندان کو لوگوں میں منفی طور پر مشہور کر رکھا تھا اور بنی اُمیہ کے مقابلے میں آنے والے معروف کر رکھا تھا۔

خصوصاً تاریخ بشریت کے روشن چہرے امیر المؤمنین علیہ السلام کو منفی شخصیت متعارف کروانے میں معاویہ کے خیالات اور احساسات کو سب جانتے ہیں۔

ابن ابی الحدید کہتا ہے: عباسیوں کے انقلاب کی کامیابی اور ابو العباس سفاح کی حکومت قائم ہونے کے بعد امرائے شام سے ۱۰ آدمی اس کے پاس آئے اور قسم اٹھا کر کہا: اموی خاندان کے آخری خلیفہ مروان کے قتل ہونے تک ہم یہی سمجھتے تھے کہ رسولِ خدا کے بنی اُمیہ کے علاوہ کوئی رشتہ دار ہیں ہی نہیں جو اس سے میراث لے سکیں۔ یہاں تک کہ آپ برسرِ اقتدار آتے ہیں (شرح نہج البلاغہ ۷، ۱۵۹)۔

اس میں تعجب کی بات نہیں ہے۔ ہم تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ دمشق میں اسیروں کے داخل ہوتے وقت ایک آدمی امامِ سجاد علیہ السلام سے کہتا ہے کہ خدا ہی حمد و ستائش کا حقدار ہے جس نے آپ کو قتل کیا، نابود

کیا اور لوگوں کو آپ کے شر سے آسودہ خاطر کیا۔ امیر المؤمنین کو آپ پر کامیابی سے سرفراز کیا۔

امام علیہ السلام خاموش رہے، یہاں تک کہ شامی نے اپنے دل کی بھڑاس نکال لی۔ پھر امامِ سجاد علیہ السلام نے اہلِ بیت کی شان میں نازل شدہ آیت کے متعلق سوال کیا تو وہ بولا: ہاں! یہ آیات ان کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ یہیں سے وہ آدمی سمجھ گیا کہ اس نے بہت بڑا اشتباہ کیا ہے، لہٰذا فوراً بارگاہِ ایزدی میں توبہ بجالایا۔

یہاں سے حسینی تحریک کے باقی ماندہ قافلے کے سفرِ شام کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جہاں یہ لوگ چالیس سال تک جاری مسموم تبلیغات کے اثر کو زائل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں، وہاں بنو اُمیہ کی حکومت کے منحوس چہرے کو بے نقاب کرتے ہیں۔ بنو اُمیہ افکارِ عمومی کی تخریب اور اپنے حق میں لوگوں کو کرنے کیلئے جن عوامل اور اسباب کا سہارا لیتے ہیں، ان میں ایک عقیدۂ جبر کو فروغ دینا ہے۔ یعنی ہر چیز کو خدا کی طرف نسبت دیتے تھے۔ کہتے تھے کہ جو کچھ ہوا، مرضیِ خدا تھی۔ خدا کی طرف سے تقدیر تھی۔ خدا نہ چاہتا تو ایسے ہرگز نہ ہوتا۔

عقیدۂ جبر یہی تو ہے کہ جو کچھ ہے، یہ وہی ہے جو کچھ ہونا چاہئے اور جو کچھ نہیں، وہ وہی ہے جو نہیں ہونا چاہئے۔

واقعۂ کربلا کے یزیدی نوکروں نے اسی عقیدۂ جبر کا سہارا لیتے ہوئے تبلیغات کا آغاز اس طرح کیا کہ یزید کی ظاہری کامیابی کو تقدیرِ الٰہی کہتے

تھے۔جس طرح مسجد کوفہ میں ابن زیاد نے شہادت کے بعد رنگ و مذہب سے استفادہ کرتے ہوئے کہا کہ میں خدا کا شکر گزار ہوں جس نے امیر المؤمنین یزید کی نصرت فرمائی اور چھوٹے کے چھوٹے بیٹے کو قتل کیا (نعوذ باللہ)۔

امام سجاد علیہ السلام اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا اس طرزِ تبلیغ سے واقف تھے۔لہٰذا مناسب اوقات میں اس طرزِ فکر کی حوصلہ شکنی کرتے رہے اور یزید اور یزیدیوں کو اپنے کام کا ذمہ دار ٹھہراتے رہے۔ان دونوں متضاد افکار کا ٹکراؤ اس وقت ہوا جب اسیرانِ کربلا کو ابن زیاد کے دربار میں لایا گیا۔اس نے ایک عمومی یا عوامی احتجاج کی صورت میں اہلِ بیتِ اطہار کو دربار میں بلایا اور حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کا سرِ اقدس اس کے سامنے رکھیں۔پھر اہلِ بیتِ اطہار کو محل میں داخل کیا گیا۔حضرت زینب سلام اللہ علیہا اگرچہ انتہائی کم قیمت اور معمولی سا لباس زیبِ تن کئے عورتوں اور کنیزوں کے جھرمٹ میں غیر واضح انداز میں آئیں اور ایک کونے میں بیٹھ گئیں۔ابن زیاد نے جیسے ہی دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون خاتون ہے جس کو اطراف سے عورتوں نے اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے؟

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے کوئی جواب نہ دیا۔ابن زیاد نے دوبارہ سوال کیا تو جنابِ زینب کی کسی کنیز نے بی بی کے متعلق بتایا۔

ابن زیاد نے حضرت زینب سے کہا: حمد ہے اُس خدا کی کہ آپ کو رسوا کیا اور قتل کیا۔آپ کے جھوٹ کو عیاں کر دیا۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فوراً جواب دیا: حمد ہے اُس ذاتِ برحق کی جس نے اپنے پیغمبر کے ذریعے ہمیں عزت بخشی اور نجاستوں سے پاک رکھا۔فقط فاسق رسوا ہوا ہے، بدکار جھوٹ بول رہا ہے۔الحمدللہ! ہم ایسے نہیں ہیں بلکہ ہمارے غیر اس طرح ہیں۔

پھر ابن زیاد بولا: دیکھا! خداوند نے تیرے خاندان کے ساتھ کیا کیا ہے؟

حضرت زینب نے فرمایا: خدا کی جانب سے سوائے خوبی کے کچھ نہیں دیکھا۔بے شک انہوں نے نوشتۂ تقدیر کو مسکرا کر گلے لگایا اور جوان مردوں کی طرح اپنی مقتل گاہ کو گئے ہیں۔بہت جلد خداوند تجھے اور اُن کو قیامت کے دن آمنے سامنے کرے گا اور وہ بارگاہِ ایزدی سے حق طلبی کریں گے۔غور کر کہ اُس دن کون کامیاب ہوگا؟ اے مرجانہ کے بیٹے! تیری ماں تیرے غم میں روئے۔

ابن زیاد یہ باور کرانا چاہتا تھا کہ محاذِ جنگ پر جو بھی ظاہری اعتبار سے جنگ ہار جائے، وہ رسوا ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ حق پر ہوتا تو جنگ میں کامیاب ہو جاتا۔لیکن حضرت زینب سلام اللہ علیہا اس کے نظریئے سے خوب واقف تھیں۔لہٰذا اپنی گفتگو سے یہ باور کروانا چاہا کہ اس معیار، شرف، فضیلت، حق جوئی اور حقیقت کا طلبگار ہونا ہے نہ کہ ظاہری قدرت۔جو خدا کی راہ میں شہید ہو جائے، وہ رسوا نہیں ہوتا بلکہ ظلم و ستم روا رکھنے والا اور حق سے منحرف ہونے والا رسوا ہوگا۔

حضرت زینب کا کوفہ میں خطبہ

کوفہ حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کا دارالخلافہ اور ان کے شیعوں کا مرکز تھا۔اگرچہ کوفہ کے لوگ حکومتِ اسلامی اور ایک عادلانہ نظام کے خواہش مند تھے لیکن ساتھ ساتھ مادی زندگی، دولت اور ریاست کے طلبگار بھی۔لہٰذا وہ نہیں چاہتے کہ کوئی ایسا قدم اٹھائیں کہ ان کے منافع پر ضرب لگے۔فرزندِ رسول کو انتہائی ولولے اور ذوق وشوق سے اپنے شہر میں دعوت دی، جب انہوں نے ان کی دعوت قبول کی اور ان کی جانب آئے تو یہ لوگ حکومت کے ڈر سے فرزندِ رسولِ خدا کو موت کی پُرخطر وادی میں تنہا چھوڑ گئے۔انہیں اپنی جانب بلایا اور جب وہ اُن کی طرف آئے تو خود ہی ان کے قتل کے درپے ہوئے اور ان کا خون بہایا۔

البتہ یہ ان لوگوں کی پہلی خیانت نہ تھی۔اس سے پہلے بھی امام حسین علیہ السلام کے والد بزرگوار علی مرتضیٰ علیہ السلام اور بھائی حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی ایسے ہی کر چکے تھے۔خیانت کی صورتحال یہ ہوگئی تھی کہ امیر المؤمنین علیہ السلام موت کی تمنا کرتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ خداوندا! ان پر حجاج بن یوسف ثقفی مسلط فرماتا کہ وہ ان کو اُس سزا میں، جس کے یہ مستحق ہیں، مبتلا کرے۔

اہلِ کوفہ ابھی تک خوابِ غفلت میں تھے کہ کیا کیا ہے؟ ادھر جنابِ زینب سلام اللہ علیہا جو کربلا کی شیر دل، علی مرتضٰی علیہ السلام کی لختِ جگر، فاطمہ زہرا کی بڑی بیٹی، جو پہلے بھی کئی سال اس شہر میں بڑے جاہ وجلال کے ساتھ زندگی گزار چکی تھیں اور سب لوگ ان کو اپنے رہبر کی بیٹی کے طور پر جانتے تھے، دلوں میں ان کا احترام بھی رکھتے تھے، لیکن آج ان کو اسیروں کے قافلہ میں، اور وہ بھی ایسے اسیر جن پر خارجی ہونے کا الزام لگ رہا تھا، حضرت زینب بھی ان کے ماضی اور حال سے واقف تھیں۔ موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے تقریر شروع کر دی۔ لوگ بھی گویا ایک شنا سا آواز کو سن رہے تھے۔ لہجہ بھی علی علیہ السلام والا، آواز بھی علی علیہ السلام والی۔ ایسے لگ رہا تھا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام ہی گفتگو فرمارہے ہیں۔ ہاں ایسے ہی تھا کیونکہ وہ علی کی زبان سے دل میں چھپی حسرتوں سے گفتگو کر رہی تھیں۔

''اے کوفیو! تم مکار اور خیانت کار ہو۔ کبھی بھی تمہاری آنکھوں سے آنسو نہ رکیں اور کبھی بھی نالہ و بین تمہارے سینے سے نہ رکیں۔ تم لوگ اس عورت کی طرح ہو جو سب کچھ بن لینے کے بعد اپنے ہاتھوں سے سب کچھ پارہ پارہ کردے۔ نہ تمہارے وعدوں پر بھروسہ اور نہ ہی تمہاری قسمیں قابلِ اعتبار ہیں۔ فضولیات اور خود ثنائی تمہارا پیشہ ہے۔ تم کنیزوں کی طرح ظاہراً خوشامد کرتے ہو اور اندر سے دشمنوں سے تعاون کرنے کے علاوہ ہو ہی کیا؟ تم گندگی پر اگنے والی سبزی کی طرح ہو۔

اگلے جہان کیلئے کیا اچھا زادِراہ تیار کیا ہے۔ خدا کی ناراضگی اور جہنم کا عذاب تم لوگ لے رہے ہو۔ ہاں خدا کی قسم! تم رونے کے ہی سزاوار ہو۔ تم زیادہ رو‌ؤ اور تھوڑا مسکراؤ۔ ایسی ذلت کے ساتھ جسے خود خریدا ہے، کیوں نہ روئیں، ایسی ذلت جو کسی پانی سے بھی نہ دھوئی جائے۔ فرزند رسول اور جوانانِ جنت کے سردار کے قتل کی ذلت، وہ ہستی جو تمہاری راہوں کیلئے چراغ اور بُرے دنوں میں مددگار تھا، مر جاؤ اور ذلت و رسوائی سے سر جھکا لو۔ ایک ہی مرتبہ میں اپنے کیئے پر پانی پھیر چکے ہو اور آئندہ کیلئے بھی کوئی چیز حاصل نہیں کر سکے، اس کے بعد ہمیشہ ذلت و رسوائی سے زندگی بسر کرو گے کیونکہ تم خدا کی ناراضگی کے خریدار بنے ہو۔

تم نے ایسا کام کیا ہے کہ گویا آسمان زمین پر آرہا ہے اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑوں کو اپنے اندر اتار لے۔ تم جانتے ہو کہ کس کا خون بہایا ہے! تم جانتے ہو کہ جن عورتوں اور بچیوں کو قیدی بنا کر گلی کوچوں میں لائے ہوں، کون ہیں؟ تم جانتے ہو پیغمبر خدا کے جگر کو پارہ پارہ کیا ہے۔ کس قدر پست اور احمقانہ کام انجام دے چکے ہو۔ اس کام کی پستی اور رسوائی پورے جہاں کو اپنے اندر لے چکی ہے۔ تم تعجب کرتے ہو کہ آسمان سے بارش کیوں نازل نہیں ہو رہی! جان لو کہ قیامت میں عذابِ جہنم کی رسوائی بہت سخت ہے۔ آج اگر خدا بھی تم کو ڈھیل دے رہا ہے تو تم خوش نہ ہو، اللہ تعالیٰ گناہوں کی سزا جلدی سے نہیں دیتا لیکن خدا مظلوموں کے خون کو رائیگاں نہیں جانے دیتا۔ خدا کے پاس ہر چیز کا حساب ہے۔

یزیدی محل میں جنابِ زینب کا خطبہ

یزید کے کہنے کے مطابق اسیروں کے قافلے کو شہداء کے سروں کے ہمراہ شام روانہ کیا گیا۔ اس دن دمشق شہر میں یزید کی ظاہری کامیابی پر جشن کا سا سماں تھا۔ لوگ دروازۂ شہر سے لے کر محل تک پھیلے ہوئے تھے اور جب اسیر محل میں داخل ہوئے تو ملک کے بڑے بڑے لوگ اور بعض غیر ملکی سفارت کار بھی محل میں موجود تھے۔

یزید کی فرمائش کے مطابق امام حسین علیہ السلام کے سرِ اقدس کو ایک طشت میں رکھا گیا۔ یزید اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی سے امام حسین علیہ السلام کے دانت مبارک کی توہین کرنے لگا اور دورِ جاہلیت کے اشعار بھی پڑھتا جاتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس طریقہ سے اپنی خوشی کا اظہار بھی کرے اور لوگوں کے سامنے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرے۔ لیکن کربلا کی شیر دل اور زہرا مرضیہ کی دلیر بیٹی نے اس کی خوشی کو زہر میں بدل دیا اور فرمایا:

خدا اور رسول نے سچ کہا ہے کہ بدکار لوگوں کا انجام بھی یہی ہوتا ہے کہ بُرا کام انجام دینے کے بعد آیاتِ الٰہی کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یزید! تو خیال کر

رہا ہے کہ چونکہ تو زمین وآسمان سے اطراف کو ہم پر تنگ کر رہا ہے اور ہم کو اسیروں کی طرح اس شہر سے دوسرے شہر لئے جا رہا ہے، لہٰذا ہم رسوا اور تو عزیز ہوا ہے؟ تو خیال کرتا ہے کہ اس کام سے تیری حیثیت بڑھی ہے، اس پر فخر کرتا ہے، تکبر کرتا ہے، جب تو دیکھتا ہے کہ تیری قدرت کے تمام اسباب آمادہ اور تیری حکومت منظم ہے تو تو خوشی سے پھولا نہیں سماتا ہے۔ تجھ کو پتا نہیں ہے کہ یہ فرصت تجھ کو اس لئے دی گئی ہے کہ تو اپنے اندر سے سب کچھ ظاہر کر دے۔ کیا خدا کی فرمائش کو بھول چکا ہے؟

کافر خیال کرتے ہیں کہ انہیں جو مہلت دی گئی ہے، وہ ان کیلئے بہتر ہے جبکہ ہم ان کو اس لئے مہلت دیتے ہیں کہ وہ زیادہ گناہ کر لیں، پھر ہم ان کو رسوا اور ذلیل کر دینے والے عذاب میں مبتلا کرتے ہیں۔

اے طلقا کے بیٹے! کیا یہ عدالت ہے کہ تیری مستورات تو عزت سے پردوں میں رہیں لیکن رسول اللہ کی بیٹیوں کو اسیر کر کے ان کی چادر کا تقدس پامال کر دے اور ان کی آواز کو دبا دے۔ لوگوں کے سامنے ان کو قیدی بنا کر اس شہر سے دوسرے شہر گھماتا پھرے، نہ کوئی اُنہیں پناہ دے! نہ ہی کوئی اُن کا خیال رکھے، نہ ہی محرم ہو، نہ مردوں میں سے اُن کا کوئی سرپرست ہو!

لوگ ادھر اُدھر ان کو دیکھنے کیلئے جمع ہو جائیں!! البتہ جس کے سینے میں ہم سے بغض بھرا ہوا ہو، اس سے اس کے علاوہ کیا توقع کی جا سکتی ہے؟ تو کہتا ہے کہ اے کاش! جنگ بدر میں قتل ہونے والے ہمارے آباء و اجداد آج ہوتے، یہ جملے بولتے ہوئے رسول اللہ کے نواسے کے دانتوں پر چھڑی مارتا ہے۔ ہرگز تو خیال بھی نہیں کر سکتا کہ گناہ کیا ہے اور بہت بڑا ناپسندیدہ عمل انجام دے رہا ہے۔ ایسے کیوں نہ ہو، تو نے پیغمبر اسلام اور عبدالمطلب کے بیٹوں کا خون بہا کر، جو زمین پر ستاروں کی مانند تھے، دو خاندانوں کے درمیان دشمنی کو بھڑکایا ہے۔

خوش نہ ہو، بہت جلدی بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگا۔ اُس وقت تو آرزو کرے گا کہ اے کاش! اندھا اور بہرہ ہوتا تاکہ اس دن کو نہ دیکھتا، کاش یہ نہ کہتا کہ میرے آباء و اجداد اس میں ہوتے تو وہ خوشی سے نہ سماتے۔

بارِ الٰہا! تو ہی ہمارے حق کو لے اور ہمارا انتقام لے۔ خدا کی قسم! تو نے اپنی جلد اتار دی ہے اور اپنا گوشت نوچ لیا ہے۔ جس دن محمد وآلِ محمد اپنے بدن کے ٹکڑوں کے ہمراہ رحمتِ الٰہی کے سایہ میں پُرسکون ہوں گے تو اس دن انتہائی ذلت کے ساتھ اُن کے حضور میں کھڑا ہوگا۔ وہ ایسا دن ہے جس دن خدا اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ یہ مظلوم مختلف اطراف سے خون آلود حالت میں جمع ہوں گے۔

ارشادِ ربانی ہے: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو گئے ہیں، اُنہیں مردہ تصور نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے پروردگار کی نعمتوں سے مستفید ہو رہے ہیں''۔

وہ معاویہ جس نے تجھے ناجائز طور پر مسلمانوں کی گردن پر سوار کیا، اُس دن انصاف طلب کرنے والے محمد اور عدالت کرنے والا خدا ہوگا اور تیرے ہاتھ، پاؤں، تیری جنایت کی گواہی دیں گے۔ اُس دن معاویہ جان لے گا کہ تم میں سے کون زیادہ بدبخت تر اور بے یار و مددگار ہوگا۔

یزید! اے خدا کے دشمن اور دشمنِ خدا کے بیٹے! خدا کی قسم! تو میری نگاہوں میں اس قابل ہی نہیں کہ میں تیری سرزنش کروں اور اس سے بہت چھوٹا ہے کہ میں تیری تحقیر کروں۔ لیکن کیا کروں، آنسو آنکھوں میں بھر آئے ہیں اور آہ سینے میں جوش مار رہی ہے۔ جب سے امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے ہیں اور حزب الشیطان ہمیں کوفہ میں ناعاقبت اندیشوں کے سامنے لے گئی تاکہ خاندانِ پیغمبر اسلام کی حرمت کے پامال کرنے کی جرأت اور پاداش بیت المال مسلمین سے وصول کریں اور جب سے ان بدخواہ اور درندوں کے ہاتھ ہمارے خون سے رنگین ہوئے ہیں اور ان کے منہ ہمارے گوشت سے بھرے ہیں، جب سے ان درندہ صفت بھیڑیوں نے اُن پاکیزہ بدنوں پر گھوڑے دوڑائے ہیں، اب تیرا سرزنش کرنا کس مرض کی دوا ہے۔

اگر تو خیال کرتا ہے کہ ہمیں قتل کرنے اور قیدی بنا لینے سے کچھ فائدہ پہنچا ہے تو تو بہت جلدی جان لے گا کہ جسے تو فائدہ سمجھ رہا ہے، وہ تو سراسر نقصان ہے۔ اُس دن اپنے کئے کا ہی پھل پائے گا۔ اُس دن تو ابن زیاد سے مدد مانگے گا اور وہ تجھے پکارے گا۔ تو اور تیرے پیروکار عدلِ خدا کے میزان کے

پاس جمع ہوں گے۔ اس دن جان لے کہ جو بہترین توشہ معاویہ نے تیرے لئے تیار کیا ہے، وہ یہ ہے کہ تو رسولِ خدا کے بیٹوں کو قتل کرے۔

خدا کی قسم! میں خدا کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتی اور اسی سے شکایت کرتی ہوں۔ تو جو کچھ بھی کر سکتا ہے، کر لے اور جو ہوشیاری دکھا سکتا ہے، انجام دے لے، جو دشمنی بھی رکھتا ہے، ظاہر کر۔

خدا کی قسم! یہ ذلت و رسوائی والا دھبہ جو تیرے دامن پر لگ چکا ہے، کسی بھی طرح دھویا نہیں جا سکتا۔

اُس ذات کی حمد اور تعریف بجالاتی ہوں کہ جوانانِ جنت کے سردار کا کام انتہائی سعادت مندی سے انجام پایا ہے اور جنت کو ان کیلئے واجب قرار دیا ہے۔ میں خدا سے چاہتی ہوں کہ ان کے مقامات بلند تر کرے اور اپنی رحمتیں ان پر زیادہ سے زیادہ برسائے۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی تقریر اس قدر مؤثر واقع ہوئی کہ یزید تقریر سے پھیلتے ہوئے آثار کو دیکھ کر بولا: ''خدا پسر مرجانہ کو قتل کرے، میں حسین کے قتل پر راضی نہیں تھا''۔

امامِ سجاد علیہ السلام کا شام میں خطبہ

اسیروں کے شام میں رکنے سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ شامی جو کئی سالوں سے معاویہ کی منفی تبلیغات کی وجہ سے صحیح معنوں میں اسلام اور محمد و آلِ محمد سے ناواقف تھے، امامِ سجاد علیہ السلام اور اُن کی پھوپھی جنابِ زینب سلام اللہ علیہا نے اس فرصت سے بھرپور استفادہ حاصل کیا۔

روایت ہے کہ ایک دن یزید نے حکم دیا کہ منبر لگایا جائے اور خطیب منبر پر جا کر حضرت علی اور امام حسین علیہما السلام کی توہین کرے۔ خطیب منبر پر گیا، خطبہ پڑھنے کے بعد ایک لمبی چوڑی تقریر ان کے خلاف کی۔ پھر معاویہ اور یزید کی تعریف میں کچھ تقریر کی۔ اتنے میں امامِ سجاد علیہ السلام بھی لوگوں کے درمیان سے بلند آواز سے بولے:

''اے خطیب! تجھ پر افسوس ہے۔ خالق کی خوشنودی کی بجائے مخلوق کی خوشی کا خریدار بنا ہے اور اپنی جگہ جہنم کی آگ میں تیار کر چکا ہے''۔ پھر فرمایا:

''اے یزید! اگر تو اجازت دے تو لکڑیوں کے اس منبر پر جا کر ایسی تقریر کروں جس سے خدا بھی راضی ہو اور لوگوں کیلئے بھی مفید ہو''۔

لیکن یزید نے اجازت نہ دی۔ البتہ لوگوں نے یزید سے کہا کہ انہیں تقریر کی اجازت دے دے۔ یزید نے کہا کہ یہ منبر سے اُس وقت نیچے آئیں گے جب مجھے اور خاندانِ ابوسفیان کو رسوا کریں گے۔ کسی نے کہا کہ اے امیر! مگر ایک قیدی کیا جانتا ہے اور کر بھی کیا سکتا ہے؟ یزید نے کہا کہ یہ اس خاندان سے ہیں جو علم کو بچپن سے ہی دودھ کے ساتھ پیتے ہیں اور علم ان کے خون میں ملا ہوا ہے۔

لیکن لوگوں کے اصرار پر یزید کو اجازت دینا پڑی۔ بہرحال امام علیہ السلام منبر پر گئے اور فرمایا:

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہم خاندانِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امتیازات سے نوازا ہے اور سات فضیلتیں عطا کر کے دوسروں پر برتری دی ہے۔ ہمارے چھ امتیازات یہ ہیں:

علم، حلم، سخاوت، بزرگواری، فصاحت و بلاغت اور شجاعت۔

اور مزید یہ کہ مؤمنین کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دی ہے۔ ہماری سات فضیلتیں یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہم سے ہیں، صدیق (علی ابن ابیطالب علیہما السلام) ہم سے ہیں، جعفر طیار ہم سے ہیں، شیر خدا و رسول، حمزہ سید الشہداء ہم سے ہیں، اس امت کے دو سبط یعنی حسن اور حسین ہم سے ہیں۔

اے لوگو! جو کوئی مجھے پہچانتا ہے، وہ تو پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا، اُس کو اپنا تعارف کروائے دیتا ہوں۔ میں مکہ اور منیٰ کا بیٹا ہوں۔ میں زمزم اور

صفا کا بیٹا ہوں ۔ میں اُس بزرگوار کا بیٹا ہوں جس نے حجرِ اسود کو عبا رکھ کر اٹھوایا ۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جس نے سب سے بہتر احرام باندھا، طواف کیا اور سعی بجالایا ۔ میں بہترین انسانوں کی اولاد ہوں ۔

میں اُس کا فرزند ہوں جسے مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا ۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جو آسمانوں میں سیر کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ کو پہنچ گیا ۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جس نے فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کی ۔ میں اُس کا فرزند ہوں جسے خدائے بزرگ و برتر نے وحی کی ۔ میں محمد مصطفےٰ کا بیٹا ہوں ۔ میں علی مرتضیٰ کا بیٹا ہوں ۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جو مشرکوں سے مسلسل جہاد کرتا رہا، یہاں تک کہ ان کی زبانوں سے لاالہ الا اللہ جاری ہوا ۔

میں اُس کا بیٹا ہوں جو پیغمبر خدا کے زیر کمان دو تلواروں اور دو نیزوں سے جہاد کرتا رہا ۔ جس نے دو بار ہجرت کی اور دو مرتبہ پیغمبر سے بیعت کی ۔ بدر و حنین میں دلیروں اور بہادروں کی طرح جنگ کی اور ایک لمحہ کیلئے بھی کفر اختیار نہیں کیا ۔

میں اُس کا بیٹا ہوں جو صالح مؤمن ہے، جو پیغمبروں کا وارث ہے، کافروں کو نابود کرنے والا ہے ۔ جو مسلمانوں کا پیشوا ہے ۔ مجاہدین کی آنکھوں کا نور ہے ۔ عبادت گزاروں کیلئے زیور ہے ۔ خوفِ خدا سے گریہ کرنے والوں کیلئے باعثِ فخر ہے ۔ صبر کرنے والوں کیلئے نمونۂ عمل ہے ۔ جو بہترین قیام کرنے والوں میں سے ہے ۔ جو آلِ یٰسین سے ہے اور خدا کا بھیجا ہوا ہے ۔

میرے جد وہ ہیں جن کی تائید کرنے والا خود جبرئیل تھا اور جن کی مدد کرنے والا میکائیل تھا ۔ جو خود مسلمانوں کے ناموس کی حفاظت کرنے والے تھے ۔ جنہوں نے دین سے نکل جانے والوں کے ساتھ (مارقین، ناقین اور قاسطین) سے جنگ کی اور دل میں کینہ رکھنے والے خدا کے دشمنوں سے جہاد کیا ۔

میں اُس کا بیٹا ہوں جو تمام قریش سے سابق الایمان تھے اور جو تمام مسلمانوں کے پیشوا تھے ۔ جو متکبروں کے دشمن، مشرکوں کو تباہ کرنے والے، منافقوں کے سروں پر مسلسل منڈلانے والے خدائی تیر، جو عبادت گزاروں کی زبانِ حکمت تھے، جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے والے، امرِ خدا کے ولی، اللہ کی حکمتوں کے باغ اور علمِ الٰہی کا مرکز تھے''۔

پھر فرمایا: ''میں فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا بیٹا ہوں ۔ میں سیدۃ النساء علیہا السلام کا لختِ جگر ہوں''۔

امام علیہ السلام اپنا تعارف کروانے میں اس قدر آگے گئے کہ لوگوں کے رونے کی آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئیں ۔ یزید کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں مزاحمت نہ کھڑی ہو جائے ۔ لہٰذا مؤذن کو حکمِ اذان دے دیا ۔ مؤذن بھی اٹھا اور اذان دینا شروع کردی ۔

اُس نے کہا: ''اللہ اکبر''۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ''جی ہاں! کوئی چیز اللہ سے بڑی نہیں ہے''۔

پھر مؤذن نے ''اشھد ان لاالہ الا اللہ'' کہا۔ تو امام نے فرمایا: ہاں! میرا گوشت پوست، بال اور خون خدا کے وحدہٗ لاشریک ہونے کی گواہی دیتے ہیں''۔

جیسے ہی مؤذن نے کہا: ''اشھد ان محمداً رسول اللہ''۔ تو امام علیہ السلام نے منبر سے ہی یزید سے کہا: ''اے یزید! بتا کہ محمد میرے جد ہیں یا تیرے؟ اگر تو کہے کہ تیرے جد ہیں تو جھوٹ بولا ہے اور حق سے انکار کیا ہے اور اگر کہتا ہے کہ میرے جد ہیں تو پھر بتا کہ اُن کے فرزندوں کو قتل کیوں کیا ہے؟''

امام حسین علیہ السلام کے انقلاب کے اثرات

امام حسین علیہ السلام کے قیام اور تحریک کے آثار بہت زیادہ سامنے آئے ہیں جن میں سے بعض بطورِ مثال عرض کئے جاتے ہیں:

۱۔ اس وقت کے حکومتی ڈھانچہ کو رسوا کرنا

چونکہ بنو اُمیہ مسلمانوں پر اپنی حکومت کو دینی انداز میں پیش کرتے تھے اور خود کو پیغمبر اسلام کا جانشین متعارف کرواتے تھے ۔ مختلف طریقوں سے

معاشرے میں اپنی دینی حیثیت کومضبوط کرنے میں لگے رہتے تھے، لہٰذا سید الشہدا علیہ السلام کے قیام اور شہادت سے ان کے حکومتی ڈھانچہ پر ضرب کاری لگی۔ اُنہوں نے جو کچھ دشتِ کربلا میں امام حسین علیہ السلام پر روا رکھا اور وحشیانہ انداز میں پاکیزہ بدنوں پر ظلم ڈھائے، وہ عوام الناس میں سخت ناپسندیدہ واقع ہوا کیونکہ کامیابی کے اوائل میں وہ بہت خوش اور مغرور تھا۔ لیکن عوام الناس میں سخت تنقید ہونے کی وجہ سے امام حسین کے قتل کا گناہ ابن زیاد کی گردن پر ڈال دیا۔

۲۔ درسِ شہادت کا دوبارہ زندہ ہونا

اگر تاریخ پر غور کیا جائے تو صدرِ اسلام میں مسلمانوں کی بڑی بڑی فتوحات اس وجہ سے ممکن ہوئیں کہ وہ شہادت کے متمنی ہوتے تھے۔ لیکن جیسے جیسے اسلامی حکومت اپنے صحیح راستہ سے ہٹتی گئی اور ساتھ ساتھ ظاہری فتوحات وسیع سے وسیع تر ہوتی گئیں، پھر جنگی غنائم بھی کثرت سے آرہی تھیں، لہٰذا مسلمان اس جہادی طرزِ زندگی کو محفوظ نہ رکھ سکے۔ لہٰذا لوگ عیش وعشرت میں پڑ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ اب وہ اپنی پُرسکون زندگی چھوڑ کر اجتماعی اور قومی کشمکش میں پڑنا ہی نہیں چاہتے تھے۔ وہ ہر قسم کے حاکم سے اطاعت کرنے کیلئے تیار تھے بلکہ اس کو پیغمبر اسلام کا جانشین شمار کرتے تھے۔

یہ چیز امام حسن علیہ السلام کے اصحاب میں بہت واضح طور پر نظر آتی ہے۔ جب معاویہ نے امام علیہ السلام کے تمام بڑے بڑے فوجی سالاروں کو خرید کر امام علیہ السلام کو صلح پر مجبور کر دیا، امام حسین کے قیام نے ایسے حالات کو یکسر بدل دیا اور اسلامی معاشرے میں درسِ شہادت کو زندہ کر دیا۔ جو معاشرہ بیس برس سے خاموش تماشائی بنا آرہا تھا، اگرچہ انقلاب کے کئی مواقع آئے، لیکن ایک چھوٹی سی بھی تبدیلی نہ لائی جاسکی تھی، آج واقعۂ کربلا نے دینی معاشرے کے ضمیر کو بیدار کر دیا اور ایک نئی زندگی عطا کی بلکہ مکمل طور پر دینی معاشرے میں حالات ہی بدل گئے۔

یہ بھی بہت بڑی بات ہے کہ اپنے دین، شرافت اور شخصیت سے دفاع کرنے کی ہمت دی اور جہادی روح جو دینی معاشرے میں ماند پڑ چکی تھی، نئی جلابخشی اور پریشان حال زندگی میں تازہ روح پھونک دی۔

۳۔ حکومت کے خلاف لوگوں کا قیام

سید الشہداء علیہ السلام کا قیام اسلامی معاشرے میں مختلف تحریکوں اور تبدیلیوں کیلئے جاری وساری چشمہ ثابت ہوا۔ وہ شیعہ جنہوں نے امام علیہ السلام کو کوفہ آنے کی دعوت تو دی تھی لیکن اُن کی مدد کرنے کی توفیق پیدا نہیں کر سکے تھے، آہستہ آہستہ متوجہ ہو رہے تھے کہ کس قدر ذلت بار عمل انجام دے چکے تھے۔ اب اُن کو یہ احساس تھا کہ اس گناہ کی ذلت ورسوائی کا داغ دھویا نہ جاسکے گا۔ مگر یہ کہ ہم سید الشہداء علیہ السلام کے خون کا بدلہ لیں یا اُن کی راہ میں شہید ہو جائیں۔

دوسری طرف وہ لوگ بھی انقلابیوں سے مل گئے جو بنواُمیہ کے ظلم بھرے حکومتی ڈھانچہ سے آزادی چاہتے تھے۔ واقعۂ کربلا کے بعد سب سے پہلے اٹھنے والی تحریک کا آغاز تقریباً ۶۱ھ ہجری سے ہی ہو گیا تھا جس کی قیادت سلیمان بن صرد خزاعی، مسیّب بن نجبہ، عبداللہ بن سعد، عبداللہ بن وال تمیمی اور رفاعہ بن شداد کر رہے تھے۔

خفیہ طور پر خود کو مسلح کرتے رہے، یہاں تک کہ پانچ ربیع الثانی، بمطابق ۶۵ ہجری، بروز جمعہ، رات کے وقت امام حسین علیہ السلام کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے اور یوں گویا ہوئے:

''پروردگارا! ہم نے فرزندِ رسول کی مدد نہیں کی۔ لیکن تو ہمارے گذشتہ گناہوں سے درگزر فرما اور ہماری توبہ کو قبول فرما۔ سید الشہداء علیہ السلام کی پاکیزہ روح اور اُن کے سچے ساتھیوں اور شہیدوں پر رحمت نازل فرما۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ جس عقیدہ پر حسین بن علی علیہما السلام قتل ہوئے ہیں، ہم اُسی راہ کے راہی ہیں۔ لہٰذا پروردگار! اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر نگاہِ رحمت نہ ڈالی تو ہم نقصان اٹھانے والے ہو جائیں گے''۔

اس قسم کے رقت آمیز مناظر کے بعد مجاہدین شام کی طرف روانہ ہوگئے۔عین الوردہ کے مقام پر شامی فوج سے نبرد آزما ہوئے اور تین دن کی سخت جنگ کے بعد چند ایک آدمیوں کے علاوہ تمام ساتھی شہید ہوگئے۔

اس کے بعد دوسری اٹھنے والی تحریک حضرت مختار ثقفی کی زیر قیادت تھی۔ابتداء میں امیر مختار حضرت مسلم بن عقیل کے ساتھ تعاون کی وجہ سے قیدی بنالئے گئے لیکن کچھ عرصہ بعد کسی کی سفارش سے آزاد ہوگئے۔انہوں نے (یا لثارات الحسین) کے نعرے سے اپنی تحریک کا آغاز کیا۔مختار ثقفی نے امام حسین کے دشمنوں کا بڑی سختی سے تعاقب کیا اور انہیں واصل جہنم کیا۔انہوں نے فقط ایک دن میں ہی ۲۸۰ آدمیوں کو واصل جہنم کرنے کے ساتھ ساتھ کربلا کے بڑے بڑے ظلم کرنے والوں کے گھر بھی جلا دیئے۔البتہ واقعۂ کربلا کے بعد فقط یہ دو ہی تحریکیں نہیں اٹھیں بلکہ بہت سے انقلابات کی بازگشت کربلا کی طرف ہوئی۔خصوصاً بنی عباس کا انقلاب بھی خونِ حسین علیہ السلام کا انتقام لینے کیلئے وجود میں آیا۔

سید الشہداء کے چہلم کے متعلق ایک بات

شیعوں کے نزدیک سید الشہداء علیہ السلام کا چہلم یعنی ۲۰ رصفر المظفر بہت مشہور ہے۔عام رائے کے مطابق رہائی کے بعد اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام شام سے کربلا میں تشریف لائے۔لہٰذا آئمہ سے اُس دن کیلئے مخصوص دعائیں بھی نقل ہوئی ہیں۔

علمائے امامیہ ساتویں صدی تک مذکورہ باتوں میں کسی قسم کا اعتراض نہیں کرتے لیکن سب سے پہلے ساتویں صدی میں جنہوں نے اس حوالہ سے گفتگو کی ہے، وہ سید اجل رضی الدین علی بن طاؤس قدس صاحب اقبال الاعمال اور صاحبِ کتاب لہوف ہیں۔

مرحوم سید بن طاؤس کتاب ''لہوف'' میں فرماتے ہیں:''جب سید الشہداء علیہ السلام کا خاندان شام سے عراق پہنچا تو انہوں نے قافلہ سالاروں سے کہا کہ ہمیں کربلا کے راستے سے لے جائیں۔قافلہ سالاروں نے بات مان لی۔لہٰذا اہلِ بیت کو کربلا کے راستے سے گزارا گیا۔جیسے ہی مقتل گاہ پہنچے تو دیکھا کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؒ بعض بنو ہاشم اور اولادِ پیغمبر کے ہمراہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر موجود ہیں۔اتفاق سے یہ سب ایک ہی وقت میں کربلا میں اکٹھے ہوگئے۔ماتم داری، گریہ اور مصائب ہوئے۔دلوں کو ہلا دینے والی مجالس بپا ہوئیں۔مختلف اطراف سے خواتین آگئیں اور کئی دن تک یونہی عزاداری کا سلسلہ جاری رہا''۔

فقیہ ابن نما اپنی کتاب مثیر الاحزان میں یوں فرماتے ہیں:''جب سید الشہداء علیہ السلام کے اہلِ بیت کربلا پہنچے تو جابر بن عبداللہ انصاریؒ بنو ہاشم کے بعض لوگوں کے ہمراہ وہاں موجود تھے۔لہٰذا مصائب اور گریہ زاری کی حالت میں ایک دوسرے سے ملاقات کی''۔

اگرچہ سید ابن طاؤس اور ابن نما آمد والے دن کی وضاحت نہیں کرتے لیکن بے شک ان کی مراد یہی چہلم والا دن ہے۔اس کے علاوہ کوئی بھی ۲۰ رصفر المظفر کے علاوہ ان کی ملاقات کا ذکر نہیں کرتا۔

عام مؤرخین اور اربابِ مقاتل بھی متفق ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاریؒ سید الشہداء علیہ السلام کی زیارت کیلئے چہلم والے دن مشرف ہوئے ہیں۔لہٰذا اسیرانِ اہلِ بیت اور حضرت امامِ سجاد علیہ السلام کربلا میں اُسی چہلم والے دن حضرت جابر سے ملاقات کرتے ہیں۔

قرن چہارم کے معروف ریاضی دان ابوریحان البیرونی اپنی معروف کتاب ''الآثار الباقیہ'' میں وضاحت کرتے ہیں کہ بیس (۲۰) صفر کو ہی سید الشہداء علیہ السلام کا سرِ اقدس بدن سے ملحق کیا گیا اور اہلِ بیت کے بچے کھچے قافلے کے لوگ جو مقدار میں ۴۰ افراد تھے، شام سے کربلا آئے۔

اس کی صحت میں اشکال ہے

مرحوم سید ابن طاؤس اپنی کتاب ''اقبال الاعمال'' میں مذکورہ باتوں کے برعکس فرماتے ہیں۔شیخ طوسیؒ کی کتاب ''مصباح'' میں دیکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے اہلِ بیت امامِ سجاد علیہ السلام کے ہمراہ ۲۰ رصفر المظفر کو مدینہ منورہ پہنچے۔

کتاب مصباح کے علاوہ میں نے کہیں پڑھا ہے کہ اہلِ بیت ۲۰ رصفر المظفر کو کربلا پہنچے ۔ دونوں اقوال کی صحت بعید ہے کیونکہ روایت ہے کہ پورا ایک ماہ اہلِ بیت شام میں ایک ایسے مکان میں رہے جس کی چھت نہیں تھی ۔ ظاہراً ایسے لگتا ہے کہ اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کا عراق یا مدینہ منورہ پہنچنا سید الشہداء کے قتل کے بعد چالیس دن سے زیادہ عرصہ چاہتا ہے ۔ ہاں! اس بات کا امکان ہے کہ اہلِ بیت کربلا کے راستہ سے گزرے ہوں ۔ لیکن ۲۰ رصفر کو ہی کربلا یا مدینہ پہنچنا ممکن نہیں ہے کیونکہ اہلِ بیت نے وہاں حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے ملاقات کی ہے ۔

لیکن اگر حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ مکہ سے آئے ہوں تو سید الشہداء علیہ السلام کی شہادت کی خبر کا مکہ میں پہنچنا اور اُن کا مکہ سے کربلا آنا یقیناً چالیس دن سے زیادہ عرصہ چاہتا ہے ۔

جس طرح مرحوم سید ابن طاؤس کی باتوں سے پتا چلتا ہے کہ چہلم کے عدم وقوع کیلئے مضبوط دلیل یہ ہے کہ ابن زیاد نے شام خط بھیجا تھا، اب اُس کا جواب آنے تک کافی زیادہ عرصہ درکار ہے جبکہ اسیرانِ اہلِ بیت ایک ماہ تک شام میں بھی رہے ہیں ۔ البتہ ایک ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد اس قسم کے واقعہ میں اس قسم کے ناممکنات کا ذہنوں میں آنا طبعی بات ہے جو اس واقعہ میں شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے کیونکہ ہم ابن زیاد کی حاکمِ شام سے اجازت اور خط وکتابت کو اپنی سطح پر سوچتے ہیں ۔

اس کی بھی وجوہات ہیں ۔ ایک تو یہ کہ جو کچھ بعض کتابوں میں اس طرح بڑھا چڑھا کر لکھا گیا ہے، اس سے ذہنوں میں آتا ہے کہ اہلِ بیت طویل عرصہ تک شام میں رہے ہیں ۔

جس طرح اس واقعہ عاشورا کے متعلق داستانیں پھیلائی گئی ہیں کہ اہلِ بیت کا شام سے چہلم تک کربلا آنا محال خیال کرتے ہیں، ہاں اگر گہری نظر سے تاریخ پر توجہ دیں تو پتا چلتا ہے کہ فقط چند دنوں میں ہی عراق سے شام اور پھر شام سے عراق آنا جانا ممکن ہے اور تاریخ ایسے شواہد سے بھری پڑی ہے ۔ لمبی لمبی مسافتیں تیز دوڑنے والے رام اور اعلیٰ عربی نسل کے گھوڑوں سے طے پاتی رہی ہیں بلکہ یہاں تک تاریخ میں ملتا ہے کہ فقط دس دن یا آٹھ دن بلکہ ایک ہی ہفتے میں عراق سے شام اور پھر شام سے عراق آتے جاتے تھے ۔ تاریخی مسلمات میں ایک بات یہ بھی ہے کہ امام حسین علیہ السلام ۶۰ ر ہجری، ۸ ر ذی الحجہ کو مکہ سے عراق کیلئے روانہ ہوئے ۔

یاد رہے کہ مکہ اور کوفہ کے درمیان کا فاصلہ ۳۸۰ فرسخ کا ہے ۔ اس کے باوجود بہت سے قرائن سے پتا چلتا ہے کہ امام علیہ السلام بہت تیزی سے اپنا سفر نہیں کر سکتے تھے کیونکہ راستہ میں تمام ملنے والوں میں سے جسے چاہتے تھے، اپنی مدد کیلئے دعوت بھی دیتے تھے ۔

دوسری جانب حر بن یزید ریاحی کے لشکر کی مزاحمت سے دو دن معطل بھی رہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ۲ رمحرم الحرام کو سرزمین کربلا میں وارد ہوتے ہیں ۔ بہرحال ان مذکورہ تمام رکاوٹوں کے باوجود مکہ سے کربلا اہلِ بیت فقط ۲۴ دن میں پہنچے ۔ اس کا مطلب ہے کہ روزانہ ۱۵ فرسخ کا فاصلہ طے کرتے تھے ۔ مزید یہ کہ بہت سی معتبر کتب وضاحت کرتی ہیں کہ اسیرانِ اہلِ بیت ۶۱ ر ہجری پہلی صفر المظفر کو شام میں آتے ہیں ۔

ابوریحان البیرونی متوفی سال ۴۴۰ ہجری اپنی مشہور کتاب الآثار الباقیہ میں یوں فرماتے ہیں کہ سید الشہداء علیہ السلام کا سرِ اقدس پہلی صفر کو دمشق میں لایا گیا اور یزید اُس کو اپنے سامنے رکھ کر چھڑی کے ساتھ سید الشہداء علیہ السلام کے لبوں کی توہین کرتا رہا ۔

بعض معتبر تاریخی تحریروں سے پتا چلتا ہے کہ اسیروں کو ۱۵ رمحرم الحرام کو ہی کوفہ سے روانہ کر دیا گیا اور ۱۰ یا ۱۵ دنوں میں ہی وہ دمشق پہنچ جاتے ہیں ۔ پس شام سے کربلا کی واپسی میں ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا نہیں ہونے چاہئیں ۔ پھر یہ بھی تو ممکن ہے کہ جتنی مدت جاتے ہوئے لگی تھی، اتنی ہی مدت آنے میں بھی لگی ہو ۔

پس اہلِ بیت کی ۲۰ رصفر کو واپسی یقینی بات ہے ۔ واضح طور پر پتا چل رہا ہے کہ اسیر شام میں کتنا عرصہ رہے ہیں ۔ البتہ اس وقت کی کشیدہ اور بحرانی سیاسی صورتحال کے پیش نظر اموی حکومت اہلِ بیت کو کچھ زیادہ عرصہ کیلئے روک بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ واقعۂ کربلا کی وجہ سے حالات ہر روز بدلتے جا رہے

تھے اور عوامی رائے یزید کے خلاف ہوتی جا رہی تھی۔ اسی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں حکومت سے نفرت بڑھتی جا رہی تھی۔ ایسی صورتِ حال میں یزید کیلئے کیسے ممکن تھا کہ اسیروں کو وطن سے دور تقریباً ایک ماہ تک دمشق میں، وہ بھی ایسی جگہ پر جہاں سردی اور گرمی سے بچنے کیلئے کوئی انتظام نہ ہو، روکے رکھے!

علاوہ ازیں کسی بھی معتبر کتاب میں اہلِ بیت کا ایک ماہ تک دمشق میں رکنا نہیں ملتا۔ ان مذکورہ شواہد سے پتا چلتا ہے کہ ۲۰ صفر کو اہلِ بیت کی کربلا آمد میں شک اس وجہ سے ہوا تھا اہلِ بیت شام میں زیادہ عرصہ رکے ہوں جبکہ یہ بات محض ایک افواہ ہے اور رہی یہ بات کہ کوفہ، شام اور کربلا میں طویل مسافت ہے، یہ بات تاریخ میں نہ فقط ممکن ہے بلکہ عملاً ثابت ہو چکی ہے کہ لوگ آتے جاتے تھے۔

آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ کتاب جو سید الشہداء علیہ السلام کی دعاؤں، خطبوں اور ان سے نقل شدہ احادیث کا مجموعہ ہے، جو صحیفۃ المہدی اور صحیفۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بعد خاندانِ اہلبیتِ عصمت وطہارت سے محبت رکھنے والوں کی خدمت میں حاضر ہے۔

ہمیں اُمید ہے کہ ہمارے معاشرے کی اہلِ بیتِ اطہار کے معارف سے آگاہی اور معرفت میں ترقی وکمال تک لے جانے میں اس کتاب کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ہوگا اور خداوند قدوس ہمیں اہلِ بیت سے معرفت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عنایت فرمائے (آمین)۔

والسلام

جواد قیوم اصفہانی، ۱/۷/۱۳۷۳

عرض ناشر

''الحسين سيد شباب اهل الجنة و قرة عين الرسول''

''امام حسین علیہ السلام اہلِ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور رسولؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں''۔

''الحسين قتيل العبرة، لايذكره المؤمن الااستعبر''.

''امام حسین علیہ السلام عبرتوں کے مقتول ہیں۔ مؤمن اُن کو یاد نہیں کرنے کا مگر اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ آئیں گے''۔

امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت تمام اعمال سے افضل ہے۔ امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت درازیٔ عمر و وسعتِ رزق کا باعث بنتی ہے اور ترکِ زیارت عمر اور رزق میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

اُنؑ کی زیارت گناہوں کو ختم کر دیتی ہے اور بارگاہِ ابی عبداللہ علیہ السلام میں حاضر ہونے سے گویا دل سے پریشانیاں دُھل جاتی ہیں اور حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں۔

زائرِ حسین علیہ السلام ایسے ہیں گویا عرش پر خود خدا کی زیارت کرتے ہیں اور اُن کا نام اعلیٰ علیین میں ثبت ہو جاتا ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے زائرین سب لوگوں سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔ زائرین حسینؑ، پیغمبرؐ، علی علیہ السلام اور جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پڑوس میں ہوں گے۔

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے ایام زائرین کی زندگی میں شمار نہیں ہوتے، زائرین حسین علیہ السلام شفاعت پائیں گے۔ زائرین حسین علیہ السلام اگر معرفتِ مقامِ حسینؑ رکھتے ہوں تو فرشتے اُن کے استقبال کیلئے آتے ہیں۔ اگر بیمار ہو جائیں تو فرشتے ان کی عیادت کیلئے آتے ہیں۔ اگر وفات پا جائیں تو قیامت میں ان کیلئے گواہ ہیں اور روزِ قیامت تک ان کیلئے استغفار کرتے ہیں۔

اے حسینؑ! تو نے دشتِ عرفات میں کیا پڑھا کہ جبلِ الرحمۃ کے پتھر آج بھی تیرے گریہ سے پریشان ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ آپؑ سے عشق اور معرفت کا درس لیں اور آپؑ کی مناجات، اخلاص اور عبادت کو پہچانیں بلکہ خدا وحدہٗ لاشریک کو بھی آپؑ کی دعائے عرفہ سے پہچانیں۔

اے حسینؑ! کیا کہا؟ آپؑ نے کیا پڑھا؟ کہ آج بھی آپؑ کی عرفانی طبیعت اس وسیع صحرا سے محسوس ہوتی ہے۔ یہ وسیع میدانِ عرفات عشق کی وادی ہے۔ عشق اور شعور کی وادی ہے، عرفات آپؑ کے نام سے عرفان رکھتی ہے اور اس کی فضا آپؑ کی ہی یاد سے خوشبودار ہے۔

اے حسینؑ! اے ایمان کی پاکیزگی! اے دنیائے عرفان کے سب سے بڑے کردار! آج مقامِ عرفات میں ہر خیمہ کے نیچے اور ہر پتھر کے سائے میں، اس سارے صحرا میں، حاجی ہر سال آپؑ کا پاکیزہ کلام اور دلوں کو وجد بخشنے والی دعائے عرفہ سے اپنے خدا سے راز و نیاز کرتے ہیں اور اپنے معشوق اور محبوب سے نغمہ سرائی اور زمزمہ میں مصروف رہتے ہیں۔

یہ کتاب، سیدؑ الشہداء کی دعاؤں، خطبوں اور منتخب احادیث پر مشتمل ہے جو صحیفۃ الحسین علیہ السلام کے نام سے شائع کی ہے۔ اُمید ہے کہ بارگاہِ ایزدی میں قابلِ قبول ہوگی۔

ہم مولانا عبدالخالق اسدی صاحب کے تہہِ دل سے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہماری خواہش پر اس کتاب کو اردو کے قالب میں ڈھالا اور اردو دان قارئین کو کلامِ امام علیہ السلام سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا۔

ادارہ اپنے تمام مربین کا بھی شکر گزار ہے۔ ہم اپنے قارئین کی آراء کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ لہٰذا آپ سے ملتمس ہیں کہ اپنی آراء سے نوازتے رہا کریں تاکہ ہم اپنے معیار کو آپ کی آراء کی روشنی میں بہتر سے بہتر کر سکیں۔

آپ کی آراء کے منتظر اراکین امامیہ پبلی کیشنز۔

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے:

آپ پر سلام ہو اے ابی عبداللہ اور اُن پاکیزہ ارواح پر بھی سلام ہو جو آپ کی بارگاہ میں اترتی ہیں۔ آپ پر میری جانب سے ہمیشہ خدا کے سلام ہوں۔ جب تک میں ہوں اور یہ شب و روز باقی ہیں، خداوند میری اس زیارت کو آپ سے آخری زیارت قرار نہ دے۔

سلام بر حسین علیہ السلام،
اور علی بن الحسین علیہما السلام پر سلام،
اور فرزندانِ حسین علیہم السلام پر سلام،
اور یار و انصارِ حسین علیہ السلام پر سلام۔

فصل اوّل

آنحضرت کی دعائیں اور مناجات

پہلا باب:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور توصیف میں۔
۲۔ نماز اور خدا کے ساتھ ربط میں۔
۳۔ دشمنوں کے خلاف جہاد کے بارے میں۔
۴۔ لوگوں کی مدح یا مذمت میں۔
۵۔ مشکلات کے رفع ہونے اور حاجات کے برلانے میں۔
۶۔ خطرات اور بیماریوں کے دور کرنے میں۔
۷۔ مبارک ایام میں۔

ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو اللہ سبحانہٗ کی تسبیح و تقدیس
خدائے بزرگ و برتر کے حضور مناجات
حجر اسود کے قریب اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز
اخلاقِ حسنہ کی طلب میں
آخرت کی رغبت میں
خلافِ معمول کاموں سے بچنے کیلئے
مردوں کے لئے طلبِ رحمت کرتے ہوئے

۱۔ ہر ماہ کی پانچ تاریخ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس

پاک ہے وہ ہستی جو اعلیٰ اور رفیع الدرجات ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو بزرگوار اور بلند مرتبہ ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو اس طرح ہے کہ کوئی بھی

اس طرح نہیں ہے۔ کوئی ایک بھی اس کی برابری کی طاقت نہیں رکھتا۔ پاک ہے وہ ذات جس کی ابتداء علم سے ہے، جو قابلِ توصیف نہیں اور اس کی انتہا ایسی دانائی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی۔

پاک ومنزہ ہے وہ ذات جو اپنی ربوبیت سے تمام موجودات پر برتری رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی آنکھ اس کو پا نہیں سکتی اور کوئی عقل اُسے مثال میں نہیں لا سکتی۔ وہم سے اُس کو تصور نہیں کر سکتے، جس طرح زبان اُس کی توصیف کرنے سے قاصر ہے۔

پاک ہے وہ ہستی جو آسمانوں میں بلند مرتبہ ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں کیلئے موت کو مقرر کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس کی بادشاہی قدرت مند ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی حکمرانی میں کوئی عیب نہیں۔ پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ سے ہے اور رہے گا۔ (دعوات: ۹۲، بحار۹۴: ۲۰۵)

۲۔ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے

روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام انس بن مالک کے ہمراہ چل رہے تھے کہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی قبر کے پاس پہنچے تو روئے۔ پھر فرمایا:
اے انس! مجھ سے دور چلے جاؤ۔ وہ کہتا ہے کہ میں امام علیہ السلام کی نگاہوں سے دور چلا گیا۔ جب انہیں نماز پڑھتے پڑھتے دیر ہوگئی تو میں نے سنا کہ یوں فرما رہے تھے:

پروردگارا! تو میرا مولا ہے۔
اپنے اس بندے پر رحم فرما جو تیری بارگاہ میں پناہ گزین ہے۔
اے عظیم الشان صفات والے! میرا تجھ ہی پر بھروسہ ہے۔
اُس کے لئے خوشخبری ہے جس کا تو مولا ہے۔

خوشخبری ایسے شخص کیلئے جو خدمت گزار اور شب زندہ دار ہے۔ جو اپنی مشکلات کو اپنے رب کے سامنے رکھتا ہے اور جو چیزیں اپنے رب کے سامنے پیش کرتا ہے۔

کوئی دل میں بیماری نہیں رکھتا بلکہ زیادہ تر اپنے مولا سے محبت کی خاطر۔ بہر حال جو بھی غصہ اور پریشانی بارگاہِ ربوبیت میں رکھی ہے، خدا جل شانہٗ نے سنی اور قبول فرمایا۔

کوئی بھی اگر اپنی پریشانیوں کو اندھیری رات میں اُس کی بارگاہ میں راز و نیاز کرے، خدا اُس کو عزت بخشتا ہے اور اپنا قرب عطا فرماتا ہے۔
پھر اُس بندے کو ندا دی جاتی ہے۔
اے میرے بندے! تو میری حمایت میں ہے اور تو نے جو کچھ بھی کہا ہے، ہم اُس کو جانتے ہیں۔
میرے فرشتے تیری آواز سننے کے مشتاق ہیں۔ کافی ہے کہ ہم تیری آواز کو سن رہے ہیں۔
آپ کی دعا میرے قریب ہے اور پردوں میں گردش میں ہے۔ کافی ہے کہ ہم تیرے لئے حجاب کو ہٹا دیتے ہیں۔
اگر اُس کی جانب سے ہوا چلے تو زمین پر بیہوشی سی طاری ہو جائے۔
مجھ سے طمع، ڈر اور حساب کے بغیر مانگ کیونکہ میں تیرا رب ہوں۔ (بحار۴۴: ۱۹۳)

۳۔ حجر اسود کے قریب اپنے رب سے راز و نیاز

اے پروردگارا! تو نے مجھے نعمت سے نوازا لیکن مجھے شکر بجا لانے والا نہیں پایا۔ مجھے مصیبت کے ذریعے آزمایا لیکن مجھے صابر و شاکر نہیں پایا۔
اس کے باوجود شکر نہ بجا لانے پر نعمتوں کو سلب نہیں فرمایا اور میرے صبر نہ کرنے پر

مصیبت میں اضافہ نہیں فرمایا۔

پروردگارا! تیرے علاوہ کسی کو عزت دار نہیں پایا۔ (کشف الغمہ ۱:۴۱۴،عدد القویۃ :۳۵)

۴۔ اخلاقِ حسنہ کی طلب میں

پروردگارا! ہدایت یافتہ لوگوں کی سی توفیق عطا فرما، پرہیز گاروں کے سے اعمال عطا فرما، توبہ کرنے والوں کی سی خیر خواہی عطا فرما، ڈرنے والوں کی سی خشیت عطا فرما، اہلِ علم کی سی طلب عطا فرما، متقی اور زاہد لوگوں کی سی زینت عطا فرما اور جزع وفزع کرنے والوں کا سا خوف عطا فرما۔

پروردگارا! ہمیشہ میرے دل میں اپنا خوف قرار دے جو مجھے گناہ کرنے سے روکے اور تیرے فرامین پر عمل پیرا ہو کر تیری کرامت اور بزرگواری کا مستحق ٹھہر سکوں۔ تیرے خوف سے تیری بارگاہ میں توبہ بجالاؤں۔

اور پھر تجھ سے محبت میں اعمال کو خلوص سے بجالاؤں۔ اپنے کاموں میں تجھ پر حسن ظن کرتے ہوئے تیری ذات پر ہی توکل کروں۔ نور کے پیدا کرنے والی ذات پاکیزہ ہے اور پاک ہے وہ ذات جو عظیم الشان ہے۔ تمام حمد وستائش اُسی کے ساتھ
سزاوار ہے۔ (مہج الدعوات: ۱۵۷)

۵۔ آخرت میں رغبت اور توجہ طلب کرتے ہوئے

پروردگارا! مجھے آخرت میں رغبت اور اشتیاق عطا فرما تا کہ اس کے وجود کی صداقت سے امورِ دنیا میں زہد کو اپنے اندر محسوس کروں۔

پروردگارا! مجھے اُمورِ آخرت کی پہچان اور بصیرت عطا فرما تا کہ میں نیکیوں میں اشتیاق اور تیرے خوف کی وجہ سے گناہوں سے دورر ہوں۔ (کشف الغمہ ۲:۶۳)

۶۔ استدراج سے امن میں رہنے کیلئے

پروردگارا! مجھے اپنی عطا کردہ نعمتوں سے غافل نہ فرمانا تا کہ میں تیرے عذاب کی راہ پر چل نکلوں اور مجھے اپنی ناراضگی سے ادب نہ سکھانا۔ (درۃ الباہرہ:۲۴)

۷۔ مُردوں کیلئے طلبِ رحمت کرتے ہوئے

پروردگارا! اے ان فنا ہونے والی ارواح کے رب! بوسیدہ جسموں کے رب اور نرم شدہ ہڈیوں کے رب! جو تجھ پر ایمان اور اعتقاد کی صورت میں دنیا سے گئے ہیں، اُن پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میری جانب سے سلام بھیج۔ (بحار ۱۰۲: ۳۰۰)

دوسرا باب

نماز اور اللہ سے راز و نیاز کے بارے میں آنحضرت کی دعائیں

قنوت میں

قنوت کی حالت میں

نمازِ وتر کی قنوت میں

سجدۂ شکر میں

صبح اور شب کی نماز میں

بارانِ رحمت کی طلب میں

بارش کی طلب میں

منافقین کی نمازِ جنازہ میں

۸۔ قنوت میں آنحضرت کی دعا

پروردگارا! ہر چیز کا آغاز بھی تجھ سے ہے اور انجامِ کار بھی تیرے ارادے کے تحت ہے۔قوت وقدرت بھی تیرے لئے مخصوص ہے۔تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔تو نے اپنے اولیاء کے دلوں کو اپنی مشیت اور ارادے کا محل قرار دیا ہے اور ان کے کردار سے امر و نہی کی تعلیم فرمائی ہے تا کہ تیری یاد سے ایک لحہ بھی غافل نہ ہوں۔

جب تو کسی چیز کا ارادہ کر لے تو اپنے اولیاء کو ودیعت شدہ اسرار کو متحرک کر دیتا ہے اور ان کی زبانوں سے وہی کچھ جاری کروادیتا ہے جو انہیں سمجھا رکھا ہے اور وہ تیری عطا کردہ عقل سے تجھے پکارتے ہیں۔جو کچھ مجھے تعلیم دیا ہے، میں جانتا ہوں اور جو چیزیں مجھے دکھائی ہیں، مجھے پناہ دی ہے۔تو ہی شکر گزاری کا سزاوار ہے۔

پروردگارا! اس قدرت اور طاقت کے باوجود تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔میں راضی ہوں کہ مجھے اپنی قضا وقدر کے متعلق اپنے علم کی راہ پر قرار دیا اور اس کے راستے پر متحرک کیا۔جو کچھ تو چاہتا ہے، میں اس پر سختی سے کاربند ہوں اور جن چیزوں کے متعلق تو مجھ سے راضی ہے، بخیل نہیں ہوں۔جس چیز کی طرف مجھے بلایا ہے، کوتاہی نہیں کروں گا۔

جس چیز کی مجھے تعلیم دی ہے، اس میں جلدی کروں گا۔جس چیز سے تو نے میری ابتداء کی تھی، میں بھی اسی سے آغاز کروں گا۔تیری ہی راہِ ہدایت سے ہدایت کا طلب گار ہوں۔جن امور میں بچنے کا حکم دیا ہے، بچوں گا یا جن امور میں احتیاط برتنے کو کہا ہے، احتیاط کروں گا۔پس تو بھی مجھے رعایت سے محروم نہ فرما اور اپنی عنایت سے باہر نہ فرما۔مجھے اپنی تائید اور توفیقات کے فیض سے محروم نہ فرما۔اپنی خوشی اور خوشنودی والی راہ سے خارج نہ فرما۔

میری حرکت کو میری بصیرت پر قرار دے اور میری راہ کو ہدایت کے ساتھ قرار دے۔میری زندگی رشد وکمال کے ساتھ قرار دے۔اگر مجھے ہدایت فرمائی ہے تو میرے وسیلہ سے دوسروں کو بھی اسی راہ کی ہدایت فرما جس کو تو پسند فرماتا ہے، جس کیلئے مجھے خلق کیا ہے، اسی کیلئے مجھے پناہ دے رکھی ہے اور مجھے وہاں پر اتارے گا۔

بارِ الٰہا! اپنے اولیاء کو میرے وسیلہ سے امتحان کرنے سے اپنی پناہ میں رکھ بلکہ ان کو اپنی رحمت اور نعمتوں کے وسیلہ سے امتحان فرما۔اپنے اولیاء کو پلیدیوں سے پاک ہونے کیلئے میرے طریقہ اور میری راہ سے ان کے برگزیدہ ہونے کا سبب قرار دے۔مجھے اپنے آباء واجداد اور صالح عزیز واقارب سے ملحق فرما۔(مہج الدعوات:۴۸، بحار ۸۵:۲۱۴)

۹۔ حالتِ قنوت میں پڑھی جانے والی دعا

پروردگارا! لوگ جہاں بھی پناہ لیتے رہیں، میری پناہ گاہ تو ہی ہے اور لوگ جس کو اپنا ملجاء قرار دیں، میرا ملجاء تو ہی ہے۔بارِ الٰہا! محمد وآلِ محمد پر درود بھیج۔میری دعاؤں کو سن اور میری دعاؤں کو قبول فرما۔اپنے نزدیک ہی مجھے جگہ عطا فرما اور امتحان اور ابتلا کے وقت، شیطان کے ذریعے گمراہی یا کسی بھی جہت سے لڑکھڑانے سے محفوظ فرما۔اپنی بزرگواری کے صدقے جو انسانی کذب وافترا اور خیال پردازیوں سے محفوظ ہے اور کوئی چیز اس سے خالی نہیں ہے، مجھے اپنے ارادے اور مشیت سے اپنی طرف لوٹا۔البتہ تیرے اور تیری رحمت سے میں شکوک و شبہات سے بالاتر رہوں، اے بہترین رحم کرنے والے۔(مہج الدعوات:۴۹، بحار ۸۵:۲۱۵)

۱۰۔ نمازِ وتر کے قنوت میں

بارِالٰہا! تو دیکھتا ہے لیکن تجھے نہیں دیکھا جا سکتا، تیری جگہ بہت بلند ہے۔ تیری ہی طرف بازگشت ہے۔ دنیا وآخرت تیرے ہی لئے ہے۔ بارِالٰہا! زلت ورسوائی میں تیری پناہ گاہ کا طالب گار ہوں۔ (کنز العمال ۸:۸۲)

۱۱۔ سجدۂ شکر میں دعا

شریح سے روایت ہے، وہ کہتا ہے کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو حسین علیہ السلام کو دیکھا جو مسجد میں تھے۔ سر میں خاک ڈال کر کہہ رہے تھے:

''اے بارِالٰہا! کیا میرے بدن کے اعضاء کو آگ بگولا گرزوں کیلئے خلق کیا تھا؟ کیا میرے وجود کو جہنم کے کھولتے پانی پینے کیلئے خلق کیا تھا؟ پروردگارا! اگر تو مجھے گناہوں سے روکے تو میں کریم اور بخشنے والے کو ہی پکاروں گا اور اگر مجھے خطا کاروں سے قرار دے تو میں تیری دوستی کے بارے میں اُنہیں بتاؤں گا۔ اے میرے آقا! میری اطاعت تجھے فائدہ نہیں پہنچاتی اور میرے گناہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ پس وہ چیز جو تیرے لئے فائدہ مند نہیں ہے، مجھے عنایت فرمادے اور جو تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی، اس سے مجھے محفوظ فرما۔ پس تو بہترین رحم کرنے والا ہے۔ (احقاق الحق ۱۱:۴۲۴)

۱۲۔ صبح وشب میں دعا

اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ سے اور اس کی راہ میں، اس کے رسول کے مذہب پر اور میں خدا پر توکل کرتا ہوں، قوت وطاقت صرف بزرگ وبرتر اللہ کیلئے ہے۔

پروردگارا! میں اپنی جان کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔ میں نے تیری طرف رخ کیا ہے اور اپنے امور کو تجھے تفویض کیا ہے۔ دنیا وآخرت میں ہر بدی اور برائی سے بچنے کا سوال کرتا ہوں۔

پروردگارا! تو نے مجھے دوسروں سے بے نیاز کر دیا ہے اور کوئی بھی مجھے تجھ سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ پس خوف وہراس میں میری کفایت فرما اور کاموں میں میرے لئے آسانیاں فرما کیونکہ تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا۔ تو قدرت والا ہے جبکہ میں قادر نہیں ہوں۔ تو ہر کام پر توانا ہے، اے بہترین رحمت کرنے والے۔ (مہج الدعوات:۱۵۷)

۱۳۔ طلبِ باران کیلئے دعا

پروردگارا! اے خیرات کو اس کی مخصوص جگہوں سے دینے والے اور رحمتوں کے خزانوں سے رحمتیں برسانے والے، اہل لوگوں پر برکتیں نازل کرنے والے! بارش تیری جانب سے مدد دینے والی ہے اور تو بھی بہترین مددگار اور دوست ہے۔ ہم گناہگار اور خطا کار ہیں جبکہ تو وہ ہے کہ جس سے طالب بخشش ہو، تو بخشنے والا ہے۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

بارِالٰہا! آسمان سے مسلسل بارشیں نازل فرما اور ہمارے لئے زیادہ بارشیں برسا۔ باعثِ رحمت بارشیں، بہت زیادہ اور وسیع بارشیں نازل فرما۔ موسلا دھار تیز بارشیں جو بادلوں کی گرج چمک کے ساتھ ہوں۔ بہت زیادہ بارانِ رحمت کا نزول فرما۔ ایسی بارشیں جو ہر کسی کیلئے مفید ہوں۔ اس طرح کہ اس کے قطرات پے در پے اور اس کا جاری ہونا منقطع نہ ہو۔ البتہ خالی گرج چمک کے ساتھ گزر جانے والے بادلوں سے نہ ہو۔ ایسی بارشیں ضعیف اور کمزور لوگوں کو زندہ کریں اور تیرے غیر آباد دیہاتوں کو زندگی بخش دیں۔ شہروں میں موجود گھروں کو روشنی بخش دے۔ اس بارش کے وسیلہ سے ہمیں اپنے احسانات کے قابل اور لائق قرار دے، اے جہانوں کے پروردگار۔ (قرب الاسناد:۱۵۷، بحار ۹۱:۳۲۱)

۱۴۔ طلبِ باران کیلئے

پروردگارا! وسیع، ہمہ گیر، مفید اور (ضرر سے پاک) بغیر ضرر کے بارش نازل فرما جو شہروں اور دیہاتوں میں برابر جاری ہو تا کہ ہماری روزی اور

ہمارے شکر میں اضافہ ہو۔

بارِالٰہا! ہمیں ایمان کی اساس پر اپنی روزی اور عطا کا مستحق قرار دے۔ بے شک تو دینے کے بعد واپس نہیں لیتا۔ بارِالٰہا! ہماری زمین پر بارش بھیج اور زمین کی رونقیں، ہریالی اور سبزہ جات کو پیدا فرما۔ (عیون الاخبار ۲:۲۷۹)

۱۵۔ منافقین میں سے کسی ایک کی نمازِ جنازہ کے دوران کی دعا

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمار ہے تھے کہ منافقین میں سے کوئی شخص مر گیا۔ امام حسین علیہ السلام اس کی تشیع جنازہ میں شریک ہوئے۔ پھر فرماتے ہیں کہ مردہ شخص کے ولی اور سرپرست نے تکبیر کہی لیکن امام علیہ السلام نے اس طرح تکبیر کہی:

''اللہ سب سے بڑا ہے۔ پروردگارا! فلاں شخص پر ہزار بار لعنت بھیج۔ البتہ ایسی لعنت جو پے در پے اور مسلسل ہو۔ بارِالٰہا! فلاں بندے کو لوگوں اور شہروں میں ذلیل وخوار فرما۔ اس کو آتش جہنم میں اتار اور بہت سخت اور بُرے عذاب میں مبتلا فرما کیونکہ وہ تیرے دشمنوں کو دوست اور تیرے دوستوں سے دشمنی رکھتا تھا۔ خصوصاً اہل بیت اطہار علیہم السلام کا بہت بڑا دشمن تھا''۔

ایک اور روایت میں یوں آیا ہے:

بارِالٰہا! فلاں آدمی کو لوگوں اور اپنے شہروں میں ذلیل وخوار فرما۔ بارِالٰہا! اسے جہنم کی آگ نصیب فرما۔ بارِالٰہا! بہت سخت عذاب اس پر نازل فرما کیونکہ وہ تیرے دشمنوں کو دوست اور دوستوں کو دشمن رکھتا تھا، خصوصاً خاندانِ پیغمبر اسلام کو اپنا دشمن سمجھتا تھا۔ (کافی ۳:۱۸۹)

تیسرا باب

دشمن کے ساتھ جہاد کے وقت آپ کی دعائیں

مدینہ سے روانگی سے قبل
مکہ پہنچنے پر
قیس بن مسہر کی شہادت کی خبر پہنچنے پر
کربلا داخل ہونے سے قبل
کربلا داخل ہوتے وقت
اس وقت جب کربلا میں دشمن کا لشکر زیادہ ہوگیا
شبِ عاشور میں
روزِ عاشور
روزِ عاشور اپنے لشکر کی صف بندی سے قبل
روزِ عاشور
جب حضرت علی اکبر علیہ السلام میدان میں گئے
حضرت علی اکبر علیہ السلام کی شہادت کے بعد
اپنے چھوٹے فرزند حضرت عبداللہ کی شہادت پر
اپنے چھوٹے فرزند حضرت عبداللہ کی شہادت پر
اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت عبداللہ کی شہادت پر
حضرت قاسم کی شہادت پر
حضرت قاسم کی شہادت کے وقت
حضرت عبداللہ بن حسن کی شہادت پر

جب آپ کی پیشانی پر تیر آ کر لگا

جب آپ کی طرف تیر اندازی کی گئی

جب آپ کی طرف تیر اندازی کی گئی

جب گھوڑے سے دائیں سمت گرے

روزِ عاشور کے آخری وقت

اپنی شہادت سے قبل مناجات

۱۶۔ مدینہ سے روانگی سے قبل

روایت ہے کہ سید الشہداء علیہ السلام ایک رات میں گھر سے نکلے اور اپنے جد کی قبر اور مزار کی طرف چل دیئے۔ وہاں پر چند رکعت نماز بجالائے۔ پھر یوں گویا ہوئے:

''پروردگارا! یہ تیرے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر ہے۔ میں ان کی بیٹی کا لختِ جگر ہوں۔ ایک مشکل درپیش ہے جسے تو جانتا ہے۔ بارِ الٰہا! میں ہر اچھے کام کو پسند کرتا ہوں اور بُرے کاموں سے نفرت کرتا ہوں۔ اے صاحبِ جلال واکرام! تجھ سے اس قبر اطہر کے صدقہ میں اور جو اس میں محو خواب ہیں، سوال کرتا ہوں کہ جو کچھ اور جس جس پر تو راضی اور خوش ہے، میرے لئے وہی قرار دے۔ (بحار۴۴: ۳۲۸)

۱۷۔ مکہ پہنچنے پر آپ کی دعا

روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام نکلے، یہاں تک کہ مکہ پہنچے۔ جب دور سے مکہ کے پہاڑوں پر نظر پڑی تو اس آیۂ مجیدہ کی تلاوت فرمائی:

''جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین آئے تو کہا: شاید میرا پروردگار مجھے راہِ راست کی ہدایت فرمائے''۔

پھر جب مکہ پہنچے تو فرمایا:

''پروردگارا! میرے لئے خیر و برکت قرار دے اور میری راہِ راست کی طرف رہنمائی فرما''۔ (طریحی در منتخب: ۴۲۲)

۱۸۔ جب قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت کی خبر پہنچی

روایت ہے کہ جب قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ روئے اور فرمایا:

''بارِ الٰہا! ہمارے اور ہمارے شیعوں کیلئے اپنے نزدیک جگہ مقدر فرما اور ہمیں اور ہمارے شیعوں کو اپنی رحمت کی جگہ پر جمع فرما''۔

ایک روایت میں ہے:

بارِ الٰہا! ہمارے اور ہمارے شیعوں کیلئے جنت کو بہترین مکان قرار دے۔ بے شک تو ہر کام پر قادر ہے۔ (لہوف: ۴۴، مثیر الاحزان: ۴۴، بحار۴۴: ۳۷۴)

۱۹۔ کربلا میں داخل ہونے سے پہلے

خداوندا! ہم تیرے پیغمبر حضرت محمد کا خاندان ہیں۔ ہمیں اپنے جد کے حرم سے نکالا گیا ہے اور چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ بنو اُمیہ نے ہم پر ظلم کیا اور تجاوز کیا۔ بارِ الٰہا! ہمارا بدلہ، ہمارا انتقام ان سے لے لے اور قومِ ظالمین کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ (بحار۴۴: ۳۸۲)

۲۰۔ کربلا میں داخل ہوتے وقت

بارِالٰہا! میں کرب و بلا سے تجھ سے پناہ کا طلب گار ہوں۔ (لہوف: ۳۵)

۲۱۔ جب دشمن کے لشکر کی تعداد زیادہ ہوگئی

روایت ہے کہ جب سید الشہداءعلیہ السلام کے دشمنوں کی تعداد میں اضافہ ہوایا اضافہ ہونا شروع ہوا تو امام علیہ السلام کو یقین ہوگیا کہ اب کوئی راہِ نجات نہیں ہے تو فرمایا:

''پروردگارا! ہمارے اور اس گروہ کے درمیان جنہوں نے ہمیں دعوت دی تا کہ ہماری مدد کریں، لیکن اب ہمارے قتل کے ارادے کر چکے ہیں، تو ہی فیصلہ فرما''۔

(مروج الذہب ۳: ۷۰)

۲۲۔ شبِ عاشورا کو آنحضرت کی دعا

بارِالٰہا! بہت اچھے انداز میں حمد و ثناءِ الٰہی کرنے والا ہوں اور مشکل اور آسانی میں تیرا
ثنا گو ہوں۔ بارِالٰہا! تیری حمد و ثنا کرتا ہوں کہ تو نے نبوت سے ہمیں عزت بخشی اور ہمیں قرآن کی تعلیم دی۔ ہمیں دین میں فصاحت نصیب فرمائی اور ہمارے لئے کان، آنکھیں اور دل بنایا۔ پس ہمیں توفیق عطا فرما کہ تیری نعمتوں پر شکر گزار رہوں۔ (اعلام الوریٰ: ۲۳۸)

۲۳۔ عاشورا کے دن آپ کی دعا

امام سجاد علیہ السلام سے روایت ہے جو فرما رہے تھے کہ جب عاشورا کے دن دشمنوں کے لشکر امام حسین علیہ السلام کے قتل کرنے پر جمع ہوگئے تو سید الشہداءعلیہ السلام نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا:

''پروردگارا! ہر سختی میں تو ہی میری پناہ ہے اور ہر مصیبت میں میری اُمیدیں تجھ ہی سے وابستہ ہیں۔ ہر آنے والی مشکل گھڑی میں تو ہی میرا مورد وثوق اور سرمایہ ہے۔ کتنی ایسی سختیاں ہیں جو دلوں کو لرزا دیتی ہیں۔ تمام کوششیں اور طریقے بے فائدہ ہو جاتے ہیں، جہاں پر دوست بھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ جب دشمن جری ہو کر کھلی دشمنی پر اتر آتے ہیں۔ میں ایسے کاموں کو تیرے حضور میں پیش کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں ہی شکایت کرتا ہوں کیونکہ میری اُمیدیں تجھ ہی سے وابستہ ہیں۔ پس تو نے ہی میرے کاموں کے انجام پانے کیلئے کوئی راہ مقرر فرمائی اور میری مشکلات کو حل فرمایا؛ پس تو ہی ہر نعمت کے دینے والا اور ہر ایک اچھائی اور نیکی کا مالک ہے۔ ہر ایک کیلئے تو ہی آخری اُمید ہے۔ (بحار ۴۵: ۴، مستدرک الوسائل ۱۱: ۱۱۲)

۲۴۔ عاشور کے دن اپنے لشکر کی صف بندی کرنے سے پہلے دعا

روایت ہے کہ جب عمر بن سعد نے اپنے لشکر کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے آمادہ کرلیا اور اس کی صف بندی کر لی تو امام حسین علیہ السلام ان کی طرف آئے اور تھوڑی دیر کیلئے خاموشی اختیار کرنے کو کہا لیکن انہوں نے خاموشی اختیار نہ کی۔ سید الشہداءعلیہ السلام نے اسی دوران میں اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

''پروردگارا! ان پر بارانِ رحمت کا نزول نہ فرما۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی طرح قحط نازل فرما۔ ثقفی خاندان کے جوان کو ان پر مسلط فرما تا کہ وہ ان پر بہت زیادہ سختی روا رکھے اور ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکے۔ مگر وہ لوگ جنہیں کسی صورت میں قتل کرنا ہے یا مورد ضرب وشتم واقع ہونا ہے۔ میرا، میرے دوستوں اور عزیزو
اقارب اور مددگاروں کا انتقام ان سے لے۔ بے شک اس جماعت نے ہمیں دھوکہ دیا ہے، ہمیں جھٹلایا ہے اور ذلیل وخوار کرنے کی کوشش کی ہے۔ تو ہی ہمارا پروردگار ہے۔ تجھ ہی پر توکل کرتے ہیں اور تیری ہی بارگاہ میں آہ و بکا کرتے ہیں۔ ہم سب کی بازگشت تیری ہی طرف ہے۔ (بحار ۴۵: ۱۰)

۲۵۔ عاشورا کے دن آپ کی دعا

پروردگارا! مجھے اپنے حق سے محروم کیا ہے، پس اس کو مجھے عطا فرما۔ بارِالہا! تحقیق میں نے ان کو غضبناک کیا ہے، انہوں نے مجھے غضبناک کیا ہے۔ میں نے انہیں پریشان کیا ہے، انہوں نے مجھے رنجیدہ کیا ہے۔ انہوں نے مجھے ایسا رویہ اور اخلاق اپنانے پر مجبور کیا ہے جو میرے شایانِ شان نہیں ہے۔

پروردگارا! میرے لئے ان سے بہتر گروہ اور جماعت کو مقدر فرما۔ میرے علاوہ کوئی بہت بُرا انسان ان پر مسلط فرما۔ پروردگارا! جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے، ان کے دلوں میں ایسے ہی ایمان گھول دے۔ (مستدرک ۴:۳۹۲)

۲۶۔ حضرت علی اکبر علیہ السلام کو جنگ کیلئے روانہ کرتے وقت دعا

روایت ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت علی اکبر علیہ السلام کو قومِ اشقیاء کے مقابل روانہ کیا تو امام علیہ السلام سر جھکائے گریہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پروردگارا! تو ان پر گواہ رہنا، اب ایسے جوان کو ان کی جانب روانہ کر رہا ہوں جو لوگوں میں سے سب سے زیادہ تیرے رسول کے مشابہ ہے''۔ (مقاتل الطالبین: ۸۵)

۲۷۔ حضرت علی اکبر کی شہادت کے بعد آپ کی دعا

پروردگارا! زمینی برکتوں کو ان سے روک لے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ فرما۔ ان کی صفوں کو پراگندہ فرما۔ ان کیلئے مختلف راہیں قرار دے۔ حکمرانوں کو ان سے راضی نہ فرما۔ انہوں نے ہمیں دعوت دی تاکہ ہماری مدد کریں لیکن وہ ہم پر حملہ آور ہوئے اور ہمارے قتل کے درپے ہوئے۔ (بحار ۴۵:۴۲)

۲۸۔ حضرت علی اکبر کی شہادت کے بعد آپ کی دعا

اے اللہ! اس قوم کو قتل کر جس نے تجھے قتل کیا ہے۔ (لہوف: ۴۹)

۲۹۔ حضرت علی اصغر کی شہادت کے بعد آنحضرت کی دعا

پروردگارا! اگر آسمان سے ہماری مدد کو روک رکھا ہے تو اس چیز کو ہمارے لئے اُس سے بہتر قرار دے اور اس قومِ ستم گار سے انتقام لے۔ (اعلام الوری: ۲۴۷)

۳۰۔ حضرت علی اصغر کی شہادت کے بعد آنحضرت کی دعا

روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام خیموں کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ معصوم پیاس کی شدت سے گریہ کناں ہے۔ اس کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور فرمایا: ''اے قوم! اگر مجھ پر رحم نہیں کرتے تو کم از کم اس بچے پر رحم کرو''۔ اتنے میں لشکر میں سے ایک آدمی نے ایسا ظلم کا تیر پھینکا کہ حضرت علی اصغر ذبح ہوگئے۔ امام حسین علیہ السلام دیکھ کر روئے اور فرمایا:

''پروردگارا! میرے اور اس قومِ اشقیاء کے درمیان فیصلہ فرما جنہوں نے ہمیں دعوت دی کہ ہماری مدد کریں لیکن ہمارے قتل کے درپے ہیں''۔

اتنے میں ہاتف غیبی سے آواز آئی: ''اے حسین! اس کو چھوڑ دیجئے کیونکہ جنت میں اس کو دودھ پلانے والی موجود ہے۔ (تذکرۃ الخواص: ۲۵۲)

۳۱۔ حضرت علی اصغر کی شہادت کے بعد آنحضرت کی دعا

روایت ہے کہ جب تیر حضرت علی اصغر کے گلے میں پیوست ہوا تو امام علیہ السلام روئے اور اپنے دونوں ہاتھ جنابِ علی اصغر کے گلے کے نیچے رکھ

دیئے اور فرمایا:

''اے نفس! صبر سے کام لو اور وارد شدہ مصائب کو خدا کا امتحان شمار کرو''۔ بارِالٰہا! حالِ حاضر میں جو کچھ ہم پر مصائب آئے، تو خود شاہد ہے۔ پس ان کو قیامت کے دن کیلئے ہمارا توشہ اور مددگار قرار دینا۔ (معالی السبطین ۱:۴۲۳)

۳۲۔ شہزادہ قاسم بن حسن مجتبیٰ علیہم السلام کی شہادت کے بعد دعا

پروردگارا! تو جانتا ہے کہ ان لوگوں نے ہمیں دعوت دی تا کہ ہماری مدد حاصل کریں لیکن ہمیں ذلیل وخوار کر کے ہمارے دشمنوں کے مددگار بنے بیٹھے ہیں۔ خداوندا! بارانِ رحمت کے نزول سے انہیں محروم فرما اور بارش کی رحمتوں سے محروم فرما۔ ہرگز ان سے راضی نہ ہونا۔

بارِالٰہا! اگر دنیا میں ہماری مدد کرنے سے گریز کیا ہے تو اس کو ہماری آخرت کیلئے ذخیرہ قرار دے اور اس گروہِ ستم گار سے ہمارا بدلہ اور انتقام لے۔ (ینابیع المودۃ:۳۴۵)

۳۳۔ حضرت قاسم بن حسن مجتبیٰ علیہم السلام کی شہادت کے بعد دعا

خداوندا! ان تمام کو نابود فرما۔ ان کو منتشر اور پراگندہ فرما اور انہیں قتل فرما۔ ان میں کوئی بھی زندہ نہ رہے اور ان سے ہرگز درگزر نہ فرما۔ (بحار۴۵:۳۶)

۳۴۔ عبداللہ بن حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت کے بعد دعا

پروردگارا! اگر انہیں ایک عرصہ تک زندہ رکھنا ہے تو انہیں پراگندہ فرما اور ان کو مختلف گروہوں میں تقسیم فرما۔ ہرگز ان سے راضی نہ ہونا۔

ایک اور روایت میں یوں ہے:

بارِالٰہا! بارانِ رحمت سے انہیں محروم فرما۔ ان سے زمین کی برکتیں روک دے۔ پروردگارا! اگر انہیں کچھ عرصہ تک زندہ رکھنا ہے تو ان کی صفوں کو اتحاد کی دولت سے محروم فرما۔ انہیں مختلف گروہوں میں تقسیم فرما۔ کبھی بھی ان کے رہبروں کو ان سے راضی نہ فرما۔ انہوں نے ہمیں دعوت دی تا کہ ہماری مدد کریں لیکن ہم پر حملہ آور بن کر ہمیں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ (اعلام الوری:۲۴۹، بحار۴۵:۵۳)

۳۵۔ آنحضرت کی پیشانی پر تیر لگنے کے بعد دعا

روایت ہے کہ جب تیر امام حسین علیہ السلام کی پیشانی میں پیوست ہوا تو اس کو نکالتے ہوئے چونکہ خون پورے چہرے اور داڑھی پر جاری ہو گیا تو فرمانے لگے:

خداوندا! جو کچھ میں اس گناہ گار گروہ سے مصائب اٹھا رہا ہوں، تحقیق تو دیکھ رہا ہے۔ خداوندا! انہیں تباہ و برباد فرما اور پراگندہ صورت میں قتل فرما۔ روئے زمین پر ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے۔ انہیں ہرگز معاف نہ فرما۔ (بحار۴۵:۵۲)

۳۶۔ امام کی دعا اُس وقت جب آپ کی طرف تیراندازی کی گئی

روایت ہے کہ جب پیاس کی شدت میں اضافہ ہوا تو گھوڑے پر سوار ہوئے تا کہ دریائے فرات سے شریعہ پر پہنچیں۔ حضرت عباس علیہ السلام ان کے سامنے اور ان سے آگے آگے تھے۔ عمر سعد کی فوجوں نے ان کا راستہ روکا۔ اتنے میں قبیلہ بنی دارم میں سے کسی آدمی نے امام حسین علیہ السلام کی طرف تیر چلا دیا جو ان کے چہرے کے نچلے حصہ میں پیوست ہو گیا۔ امام علیہ السلام اپنا ہاتھ چہرے کے نیچے لائے، یہاں تک کہ ان کے ہاتھ خون سے بھر گئے۔ سید الشہداء علیہ السلام خون پھینک کر یوں گویا ہوئے:

''خداوندا! جو کچھ تیرے نبی کی بیٹی کے فرزند کے ساتھ کر رہے ہیں، تجھ سے شکایت کرتا ہوں''۔

ایک اور روایت میں آیا ہے:

جب امام حسین علیہ السلام پر پیاس کی شدت میں اضافہ ہوا تو آپ فرات کے کنارے آئے تا کہ پانی پی سکیں لیکن حصین بن نمیر نے امام علیہ السلام کی طرف تیر پھینکا جو دہن اقدس میں پیوست ہو گیا۔

لہٰذا سید الشہداء علیہ السلام کے منہ سے خون جاری ہو گیا۔ خون کو اپنے ہاتھ میں لیا اور آسمان کی طرف بلند کر دیا۔ پھر حمد و ثنائے باری تعالیٰ کی اور فرمایا:

''خداوندا! جو کچھ تیرے نبی کی بیٹی کے فرزند کے ساتھ کر رہے ہیں، تجھ سے شکایت کرتا ہوں۔ خداوندا! ایک دم ان کو نابود فرما اور انہیں پراگندہ صورت میں قتل فرما۔ ان میں سے کسی کو بھی باقی نہ رکھ۔ (لہوف: ۵۱، بحار۴۵: ۵۰)

۳۷۔ چہرے اور منہ پر تیر لگنے کے بعد آنحضرت کی دعا

مسلم بن ریاح سے نقل ہے جو علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے موالیوں میں سے تھے، کہتے ہیں کہ روزِ عاشور میں مَیں امام علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ ایک تیر ان کے چہرے پر آ کر لگا تو امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ''اے مسلم! اپنا ہاتھ میرے نزدیک کرو''۔ ہاتھ خون سے بھرا ہوا تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ جیسے ہی وہ خون میرے ہاتھ پر ڈالنے لگے، انہوں نے خون کو آسمان کی طرف بلند کر دیا اور فرمایا:

''خداوندا! اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند کے خون کا مطالبہ کر''۔

مسلم کہتے ہیں کہ اس خون میں سے ایک قطرہ بھی زمین پر واپس نہ آیا۔ (کفایۃ الطالب: ۴۳۱)

۳۸۔ گھوڑے سے دائیں سمت گرنے کے بعد آپ نے فرمایا

''خدا کے نام، اس کی یاد میں اور پیغمبر اسلام کی راہ میں''۔ (لہوف: ۵۴)

۳۹۔ عاشورا کے آخری لمحات میں آپ کی دعا

پروردگارا! تیری جگہ بلند، تو عظیم الشان قدرت والا، سخت قہر و غضب والا، مخلوقات سے بے نیاز، وسیع قدرت والا، جس پر چاہتا ہے قدرت رکھتا ہے۔ بہت نزدیک رحمت والا، سچے وعدے والا، زیادہ نعمتوں والا اور اچھی آزمائش والا ہے۔

جب پکارا جائے تو تو بہت نزدیک ہے۔ اپنی مخلوقات پر محیط ہے۔ جو تیری طرف آئے، تو اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اپنے ارادے پر قادر ہے۔ جسے چاہے پا لیتا ہے۔ جب تیرا شکر ادا کیا جائے تو شکر قبول کرتا ہے اور جب تجھے یاد کیا جائے تو یاد آتا ہے۔

تیری طرف نیازمند ہو کر تجھے پکار رہا ہوں۔ ایک فقیر اور خالی ہاتھ تیری طرف آیا ہوں۔ خوف اور ڈر سے تیری بارگاہ میں آیا ہوں۔ دکھوں سے تیرے حضور میں گریہ کناں ہوں۔ ضعیف ناتوانی کی صورت میں تجھ سے مدد کا طلبگار ہوں۔ تجھے اپنے لئے کافی سمجھتے ہوئے توکل کرتا ہوں۔

پروردگارا! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق سے فیصلہ فرما۔ تحقیق انہوں نے ہمیں فریب دیا، دھوکہ دے کر ہمیں قتل کر رہے ہیں جبکہ ہم تیرے نبی کی بیٹی کی اولاد ہیں کہ جنہیں رسالت جیسے عظیم منصب کیلئے منتخب فرمایا ہے۔

انہیں اپنی وحی پر امین قرار دیا ہے۔ پروردگارا! ہمارے لئے کوئی راہ نکال دے، اے بہترین رحمت کرنے والے۔ (اقبال الاعمال: ۶۹۰، بحار۱۰۱: ۳۴۸)

۴۰۔ شہادت سے کچھ دیر قبل آپ کی دعا

روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام شہادت سے پہلے تھوڑی دیر تک زمین پر خون میں لت پت پڑے رہے۔ منہ آسمان کی طرف تھا اور فرما رہے تھے:

''خداوندا! قضا و قدر پر صبر کرتا ہوں۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اے فریاد گروں کی فریاد رسی کرنے والے!'' (ینابیع المودۃ: ۳۴۸)

چوتھا باب لوگوں کی مذمت اور تعریف میں

- حضرت علی بن حسین علیہ السلام کیلئے
- جناب زہیر بن قین کیلئے
- جناب قیس بن مسہر صیداوی کی تعریف میں
- ابوثمامہ صائدی کیلئے
- جنابِ جون، غلام ابوذر کیلئے
- یزید بن زیاد ابوشعثاء کیلئے
- یزید بن مسعود نہشلی کیلئے
- ضحاک بن عبداللہ مشرقی کیلئے
- اپنے شیعوں کیلئے ایک خطبہ میں
- اپنے شیعوں کیلئے ایک خط میں
- اپنے شیعوں کیلئے ایک خط میں
- روزِ قیامت اپنے دشمنوں کیلئے
- عمر بن سعد پر
- عمر بن سعد پر
- شمر پر
- قبیلہ کندہ کے ایک فرد پر
- اپنے قاتلوں پر
- زرعہ دارمی پر
- عبداللہ ابن حصین ازدی پر
- محمد ابن اشعث پر
- ابن ابی جویریہ پر
- ابن جوزہ تمیمی پر
- تمیم ابن حصین پر
- محمد بن اشعث پر
- جبیرہ کلبی پر
- مالک بن حوزہ پر
- ابی سفیان پر

۴۱۔ اپنے فرزند امام علی زین العابدین علیہ السلام کیلئے آپؑ کی دعا

خداوند مجھے بیٹے کی طرف سے جزاو خیر دے جو بہترین جزا ہر باپ سے بیٹے کو عطا

کرتا ہے۔ (لہوف: ۳۰)

۴۲۔ حضرت زہیر بن قین کیلئے آپؑ کی دعا

اے بارِالٰہا! اسے اپنی رحمت سے دور نہ کرنا اور اس کے قاتلوں پر اسی طرح لعنت فرما جس طرح گذشتہ پر لعنت کی تو وہ بندر اور خنزیر کی صورتوں میں بدل گئے۔ (ابصار العین: ۹۹)

۴۳۔ جناب قیس بن مسہر صیداوی کیلئے آنحضرتؑ کی دعا

پروردگارا! ہمارے اور ان کیلئے جنت مقدر فرما۔ ہمیں اور ان کو اپنی رحمت اور ذخیرہ شدہ ثواب اور اپنی پسندیدہ جگہ پر جمع فرما۔ (طبری در تاریخش ۷: ۳۰۴)

۴۴۔ ابوثمامہ صائدی کیلئے آپؑ کی دعا

بارِالٰہا! اسے ان نمازگزاروں سے قرار دے جو ہر وقت اُس کی یاد میں رہتے ہیں۔ (بحار ۴۵: ۲۱)

۴۵۔ حضرت جون غلام ابوذر کیلئے آنحضرتؑ کی دعا

پروردگارا! اس کے چہرے کو سفیدی عطا فرما، اس کی روح کو پاکیزہ فرما، اس کو نیکوں کے ہمراہ محشور فرما، اس کے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے درمیان شناخت قرار دے (بحار ۴۵: ۲۳)

۴۶۔ یزید بن زیاد ابوشعثاء کے لئے آپؑ کی دعا

پروردگارا! اس کی تیراندازی کو دقیق قرار دے اور اس کیلئے بہشت کو ثواب کے طور پر قرار دے۔ (بحار ۴۵: ۳۰)

۴۷۔ یزید بن مسعود النہشلی کیلئے امامؑ کی دعا

امام علیہ السلام نے بعض اشرافِ بصرہ کو خط لکھا اور انہیں اپنی مدد کرنے کی دعوت اور اپنی اطاعت کی دعوت دی۔ ان لوگوں میں سے یزید بن مسعود نہشلی بھی تھا۔ اس نے اس حوالہ سے امام علیہ السلام کی خدمت میں خط تحریر کیا۔ جب امام حسین علیہ السلام نے اس کا خط پڑھا تو فرمایا:

''قیامت کے دن خدا تجھے اپنی امان میں رکھے اور تجھے عزت بخشے۔ تجھے پیاس والے دن سیراب کرے''۔

ابھی وہ خود کو تیار کرکے امام علیہ السلام کی طرف نکلنے ہی والا تھا کہ امام علیہ السلام کی شہادت کی خبر اُس کو مل گئی۔ (لہوف: ۳۸، بحار ۴۴: ۳۳۹، عوالم ۱۷: ۱۸۸)

۴۸۔ ضحاک بن عبداللہ مشرقی کیلئے آپؑ کی دعا

تیرے ہاتھ شل نہ ہوں۔ خداوند تجھ کو قطع نہ کرے اور تیرے نبی کے اہلِ بیتؑ کی طرف سے اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔ (ابن اثیر در کامل ۲: ۵۶۹)

۴۹۔ اپنے خطبوں میں سے ایک میں اپنے شیعوں کیلئے آپؑ کی دعا

اللہ تعالیٰ قیامت کی ہولناکیوں کے مقابل میں ہماری اور آپ کی مدد فرمائے۔ اس کے عتاب سے ہمیں اور آپ کو نجات عطا فرمائے بلکہ ہمارے

اور آپ کیلئے بہت زیادہ اجر و ثواب لازم قرار دے۔ (تحف العقول: ۱۷۰، بحار ۷۸: ۱۲۰)

۵۰۔ اپنے خطبوں میں سے ایک میں

اپنے شیعوں کیلئے آپؑ کی دعا

اللہ ہمیں اور آپ کو ہدایت پر جمع فرمائے اور ہمیں اور آپ کو خود سے ڈرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (فتوح ۵: ۳۵، مقتل الحسینؑ ۱: ۱۹۵)

۵۱۔ اپنے خطوط میں سے ایک خط میں

اپنے شیعوں کیلئے آپؑ کی دعا

ہمارے لئے اور آپ کیلئے خدا بہترین چیز مقدر فرمائے اور اس پر بہترین انداز میں اجر عطا فرمائے۔ (اخبار الطوال: ۲۴۵)

۵۲۔ روزِ قیامت اپنے دشمنوں کیلئے

روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام قیامت کے دن اپنی مادرِ گرامی سلام اللہ علیہا کے پاس کچھ اس انداز میں آئیں گے کہ ان کی رگوں سے خون جاری ہوگا۔ آکر فرمائیں گے:

''پروردگارا! آج کے دن مجھ پر ظلم کرنے والوں سے انتقام لے''۔ (فرات بن ابراہیم: ۱۷۲)

۵۳۔ عمر بن سعد کی مذمت میں

اللہ تعالیٰ بہت جلد تیرے بستر پر ہی تیرے بدن سے سر کو جدا کرنے والے کو مسلط کرے اور قیامت میں تجھے اپنی بخشش سے محروم رکھے اور روزِ قیامت تو ہرگز نہ بخشا جائے۔ (بحار ۴۴: ۳۸۹)

۵۴۔ عمر بن سعد کی مذمت میں

خدائے بزرگ و برتر تیری نسل کو، تیرے سلسلۂ رحم کو ایسے ہی منقطع کرے جس طرح تو نے میری نسل منقطع کی ہے اور پیغمبرؐ اسلام سے میری قرابت اور رشتہ داری کی بھی پروا نہیں کی۔ خدا تجھ پر کسی ایسے کو مسلط کرے جو سوتے میں ہی تیرے بدن سے سر جدا کر دے۔ (بحار ۴۵: ۴۳، کامل ابن اثیر ۳: ۲۹۳)

۵۵۔ شمر کی مذمت میں

روایت ہے کہ شمر بن ذی الجوشن نے نیزے کے ساتھ خیامِ حسینیؑ پر حملہ کیا۔

پھر بولا کہ آگ لے آؤ تا کہ حسین علیہ السلام سمیت سب کو ان خیام میں ہی جلا دیں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ''اے ذی الجوشن کے بیٹے! تو میرے خاندان والوں کو جلانے کیلئے آگ چاہتا ہے، خداوند تجھے (جیتے جی) آگ میں جلائے''۔ (لہوف: ۵۳)

۵۶۔ قبیلہ کندہ کے ایک آدمی کی مذمت میں

روایت ہے کہ جب خولی بن یزید کا چلایا ہوا تیر امام علیہ السلام کے بدن میں پیوست ہوا تو امام حسین علیہ السلام زمین پر گر گئے۔ پھر وہیں زمین پر بیٹھ گئے اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے تیر کو اپنے بدن سے نکالتے ہیں، یہاں تک کہ ان کی داڑھی اور سر خون سے رنگین ہو گئے۔ اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا: ''میں خدا اور اُس کے پیغمبرؐ کے ساتھ اسی حالت میں ملاقات کروں گا''۔ پھر بیہوش ہو کر زمین پر گر گئے۔ پھر جب ذرا طبیعت سنبھلی تو اٹھنا چاہتے تھے لیکن نہ اٹھ سکے۔ اتنے میں قبیلہ کندہ کے ایک ملعون شخص نے امام علیہ السلام کے سرِ اقدس پر کسی چیز سے وار کیا جس سے آپؑ کا عمامہ زمین پر گر گیا۔ امام

علیہ السلام نے اس کے بارے میں یوں بد عا کی:

''تو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ کھا سکے اور نہ پی سکے۔ اللہ تعالیٰ تجھے ظالموں کے ساتھ محشور کرے''۔

ابومخف کہتے ہیں کہ جب قبیلہ کندہ کا یہ ملعون سید الشہداء علیہ السلام کا عمامہ اٹھا کر گھر لے گیا تو اس کی بیوی نے کہا: ''وائے ہو تجھ پر! امام حسین علیہ السلام کو قتل کر کے ان کا عمامہ لے آیا ہے۔ خدا کی قسم! اس کے بعد میں تیرے ساتھ زندگی نہیں گزاروں گی''۔

اُس ملعون نے اپنی بیوی کو مارنے کے ارادے سے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ کسی میخ نما چیز سے ہاتھ ٹکرا کر کٹ گیا اور وہ ہمیشہ کیلئے فقیر اور محتاج ہو گیا۔ (ینابیع المودۃ: ۳۴۸)

۵۷۔ اپنے قاتلوں میں سے کسی کی مذمت میں

ابی عینیہ سے روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں میں سے دو آدمیوں کو دیکھا، یہاں تک کہ ان دو آدمیوں میں سے ایک مسلسل پانی کے پیچھے ہے۔ تمام پانی پینے کے باوجود بھی سیر نہیں ہوتا تھا کیونکہ عاشور کے دن امام حسین علیہ السلام کو دیکھا تھا جو اپنا منہ پانی کے نزدیک کر کے اس سے پینا چاہتے ہیں۔ اس ظالم نے امام علیہ السلام کی طرف تیر پھینکا۔ امام علیہ السلام نے اس کے بارے میں یوں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تجھے دنیا اور آخرت میں سیراب نہ فرمائے''۔

وہ آدمی پیاس بجھانے کیلئے دریائے فرات میں کود گیا۔ اتنا پانی پیا کہ اسی تشنگی کی حالت میں موت واقع ہوگئی۔ (پانی پی پی کر مر گیا)۔ (کفایۃ الطالب: ۴۳۵)

۵۸۔ زرعۂ دارمی کی مذمت میں

روایت ہے کہ بنی ابان بن دارم کا زرعہ نامی شخص بھی سید الشہداء علیہ السلام کے قاتلوں میں سے تھا۔ اس نے تیر چلایا جو ابی عبداللہ کے منہ کے نیچے پیوست ہو گیا۔ پھر امام علیہ السلام نے جاری خون کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور آسمان کی طرف پھینک دیا۔ اس ملعون کو پتا تھا کہ امام حسین علیہ السلام پینے کیلئے پانی مانگ رہے ہیں۔ لہٰذا اُس نے اسی وقت تیر پھینک کر امام حسین علیہ السلام اور پانی کے درمیان فاصلہ ڈال دیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

''بارِالٰہا! اس کو پیاسا رکھ۔ بارِالٰہا! اس کو پیاسا رکھ''۔

کہتے ہیں کہ کسی عینی شاہد نے نقل کیا ہے کہ مرتے وقت وہ پیٹ کی گرمی اور پشت میں ٹھنڈک کی وجہ سے چیخیں مار رہا تھا۔ اس کی پشت کی طرف آگ اور اس کے سامنے برف اور ٹھنڈک قرار دی گئی تھی۔ پھر بھی کہہ رہا تھا کہ مجھے پانی پلاؤ، مجھے پیاس نے ہلاک کر دیا ہے۔ (کفایۃ الطالب: ۴۳۴، ذخائر العقبی: ۱۴۴)

۵۹۔ عبداللہ بن حصین ازدی کی مذمت میں

روایت ہے کہ عبداللہ بن حصین ازدی نے عاشور کے دن بآوازِ بلند کہا تھا:

''اے حسینؑ! دیکھتے نہیں ہو کہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا پانی آسمان سے باتیں کر رہا ہے لیکن خدا کی قسم! آپؑ مرتے دم تک اس سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکیں گے''۔

امام علیہ السلام نے یوں جواب میں فرمایا: ''پروردگار! اس کو پیاسا ہی موت آئے اور ہرگز اس کے گناہوں سے درگزر نہ فرما''۔

اس کے بارے میں بھی معروف ہے کہ پانی پیتے پیتے اس کا پیٹ نہیں بھرتا تھا، یہاں تک کہ سیر ہوتے ہوتے ہی اس کی موت واقع ہوگئی۔ (روضۃ الواعظین: ۱۸۲)

۶۰۔ محمد بن اشعث کی مذمت میں

روایت ہے کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ اے حسینؑ! تھوڑی دیر بعد آتش جہنم میں اترنے کی مبارکباد ہو، خوشخبری ہو۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ''میں خود کو پروردگارِ رحیم، شفاعت کرنے والے اور اطاعت کئے جانے والے کی بشارت دیتا ہوں۔ تو کون ہے؟'' اُس شخص نے کہا کہ میں محمد بن اشعث ہوں۔

پھر امام حسین علیہ السلام نے یوں فرمایا: ''اے پروردگار! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے تو اس کو جہنم کی آگ میں ڈال۔ آج اس کو اپنے دوستوں کیلئے نشانِ عبرت قرار دے''۔

کچھ ہی دیر بعد اس کے ہاتھوں سے گھوڑے کی لگام چھوٹی تو وہ زمین پر گر گیا۔ (مثیر الاحزان: ۶۴)

۶۱۔ ابن ابی جویریہ مزنی کی مذمت میں

روایت ہے کہ عاشور کے دن سید الشہداء علیہ السلام نے خیامِ حسینیؑ کے اطراف میں خندق کھودنے کا حکم دیا۔ لہٰذا لشکر کے اطراف میں خندق نما گڑھا کھودا گیا۔ پھر حکمِ امامؑ کے تحت اسے لکڑیوں سے بھر دیا گیا۔ پھر آپؑ کی فرمائش کے مطابق آگ لگا دی گئی تاکہ امام حسین علیہ السلام قومِ اشقیاء سے ایک جانب سے جنگ کریں۔

روایت ہے کہ محمد بن سعد کے لشکر سے ایک آدمی بنام ابن ابی جویریہ مزنی آگے بڑھا اور جیسے شعلے اگلتی آگ پر نظر پڑی تو ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہنے لگا: ''اے حسینؑ اور اصحابِ حسینؑ! آگ کی بشارت دیتا ہوں۔ دنیا میں آگ کی طرف کس قدر جلدی کی ہے!''

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ''بارِالٰہا! دنیا میں ہی اس کو عذابِ جہنم کا مزہ چکھا''۔

اسی وقت اس کا گھوڑا کودا اور اس کو اسی آگ میں پھینک دیا جس سے وہ جل گیا۔

(امالی: ۱۳۴)

۶۲۔ ابن جوزہ تمیمی کے بارے میں

روایت ہے کہ جب آگ پورے گڑھے میں پھیل گئی تو ابن جوزہ نے امام علیہ السلام کو یوں مخاطب کیا: ''اے حسینؑ! آخرت سے پہلے ہی دنیا میں آگ کی بشارت ہو''۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''پروردگارا! اگر تیرا یہ بندہ کافر ہے تو اسے آگ میں ڈال''۔

ایک اور روایت میں یوں ذکر ہے:

''خداوندا! اس کو آتش جہنم میں ڈال اور مرنے سے پہلے دنیا میں ہی اس کو آگ میں جلا''۔ تھوڑی دیر بعد وہ گھوڑے سے آگ میں گرا اور جل گیا۔ (بحار ۴۵: ۱۳)

۶۳۔ تمیم بن حصین فزاری کی مذمت میں

روایت ہے کہ عمر بن سعد کے لشکر سے ایک آدمی جسے تمیم بن فزاری کہا جاتا تھا، آگے آیا اور کہنے لگا: ''اے حسینؑ اور اصحابِ حسینؑ! کیا فرات کے پانی کی طرف نہیں دیکھتے گویا مچھلیوں کے پیٹوں سے بھی نظر آ رہا ہے۔ خدا کی قسم! مرتے دم تک اس سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکو گے''۔ امامؑ نے فرمایا: ''یہ اور اس کا باپ جہنمی ہیں۔

بارِالٰہا! آج ہی اس کو شدتِ پیاس سے موت دے''۔

اسی وقت شدتِ پیاس سے گھوڑے پر نہ سنبھل سکا اور زمین پر گر گیا۔ (امالی: ۱۳۴)

۶۴۔ محمد بن اشعث کی مذمت میں

روایت ہے کہ سید الشہداء علیہ السلام دعا کرتے ہوئے فرما رہے تھے:

اے اللہ! ہم تیرے نبی کے اہلِ بیتؑ اور ان کی اولاد اور قرابت دار (رشتہ دار) ہیں۔ ہم پر ظلم کرنے والوں اور ہمارا حق غصب کرنے والوں سے ہمارا انتقام لے۔ بے شک تو سننے والا سب سے قریب ہے''۔

محمد بن اشعث بولا: ''آپؑ کے اور حضرت محمدؐ کے درمیان کیا رشتہ داری ہے؟'' امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا:

''پروردگار! آج ہی اس کی ذلت وخواری مجھے دکھا''۔

ایک اور روایت میں آیا ہے:

''پروردگار! آج محمد بن اشعث کو اس طرح ذلیل ورسوا کر کہ کبھی عزت دار نہ بن سکے''۔

محمد بن اشعث رفع حاجت کیلئے گیا کہ ایک بچھو نے آلہ تناسل پر ڈس لیا۔ وہ اس قدر چیخا اور اپنے ہی فضلہ پر لوٹنے لگا۔ (بحار۴۵: ۳۰۲)

۶۵۔ جبیرہ کلبی کی مذمت میں

روایت ہے کہ جب امام علیہ السلام نے خندق تیار کروالی اور اُسے آگ سے بھر دیا تو ایک ملعون جس کا نام جبیرہ کلبی تھا، نے امامؑ سے کہا:

''اے حسینؑ! روزِ قیامت کی آگ سے قبل دنیا ہی کی آگ میں مبتلا ہوگئے ہیں''۔

امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آگ سے میرا مذاق اڑاتا ہے حالانکہ میرے والد آتش جہنم کے تقسیم کنندہ ہیں اور میرا پروردگار بخشنے والا اور مہربان ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''بارِالٰہا: اسے آتش جہنم سے قبل دنیا کی آگ میں فنا فرما''۔

ابھی امامؑ کی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ اس کے گھوڑے نے حرکت کی اور اسے اس آگ کے درمیان پھینک دیا اور جل کر خاکستر ہوگیا۔ امامؑ نے تکبیر بلند کی اور ایک منادی نے آسمان سے آواز دی کہ فرزندِ پیغمبرؐ آپؑ کی دعا بارگاہِ احدیت میں فوراً قبول ہوتی ہے۔

(ینابیع المودۃ: ۴۱۰)

(۶۶)۔ مالک بن جوزہ کی مذمت میں

روایت ہے کہ عمر بن سعد کے لشکر میں سے ایک شخص جس کا نام مالک بن جوزہ تھا،

اس حال میں کہ گھوڑے پر سوار تھا، امامؑ کے لشکر کی طرف آیا اور خندق کے کنارے کھڑے ہوکر کہنے لگا: ''اے حسینؑ! آپؑ کو بشارت ہو کہ آپؑ آتش جہنم سے قبل ہی آتش دنیا میں جلائے جائیں گے''۔

امامؑ نے فرمایا: ''اے دشمنِ خدا! میں اپنے پروردگار، مہربان اور اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب جارہا ہوں جو سب کیلئے شفاعت کرنے والے ہیں''۔

اور فرمایا:

''بارِالٰہا: اسے آگ میں داخل فرما اور آتش جہنم سے قبل اسے آگ میں جلا''۔

راوی کہتا ہے کہ اچانک اس کے گھوڑے نے حرکت کی اور اسے آگ میں گرادیا جس میں وہ جل کر خاکستر ہوگیا۔

راوی کہتا ہے کہ امامؑ نے اپنے چہرے کو سجدہ کی حالت میں زمین پر رکھا اور فرمایا کہ میری دعا کتنی جلد قبول ہوگئی۔

راوی کہتا ہے کہ اسی حالت میں امامؑ نے آواز بلند کی اور فرمایا:

''بارِالٰہا! میں تیرے نبیؐ کی اہلِ بیتؑ، ذریت اور قرابت دار ہوں۔ جو ہم پر ظلم روا رکھے اور ہمارا حق غصب کرے، بے شک تو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے''۔ (فتوح ۵:۱۰۸)

۶۷۔ ابی سفیان کی مذمت میں

روایت ہے کہ جب عثمان کی بیعت ہو چکی تو ابوسفیان نے امام حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! میرے ساتھ قبرستان جنت البقیع تک چلو۔ وہ چلے، یہاں تک کہ جب وہ جنت البقیع کے درمیان پہنچے تو سید الشہداء علیہ السلام کے سامنے جرأت کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا: ''اے اہل قبور! جس چیز کے متعلق (خلافت) ہم سے جنگ کرتے تھے، آج وہ ہمارے ہاتھوں میں ہے جبکہ تم بوسیدہ ہو چکے ہو''۔

یہاں پر سید الشہداء علیہ السلام نے فرمایا: ''خداوند تیرے بالوں کو سفید اور تباہ کرے اور تیرے چہرے کو قبیح کرے''۔

پھر سید الشہداء علیہ السلام نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور اس سے علیحدہ ہو گئے۔

(احتجاج طبرسی ۱:۲۷۵)

پانچواں باب

مصائب سے نجات اور حاجت روائی کیلئے آپؑ کی دعائیں

- ☆ دشواریوں سے چھٹکارے کیلئے
- ☆ غم واندوہ کو دور کرنے کیلئے
- ☆ نماز بجالانے کے بعد اپنی حاجات کیلئے دعا
- ☆ نمازِ حاجت میں آپؑ کی دعا

۶۸۔ مصائب اور مشکلات سے چھٹکارا پانے کیلئے آپؑ کی دعا

اے سختی اور مشکل میں کام آنے والے، اے مشکل وقت میں فریادرسی کرنے والے! اپنی ہمیشہ بیدار نگاہوں سے میری حفاظت فرما اور مجھے حملوں سے محفوظ اپنی پناہ گاہ میں پناہ دے۔

ایک اور روایت میں یوں ہے:

اے سختی کے وقت میرے کام آنے والے اور سختی کے وقت فریادرسی کرنے والے! اپنی ہمیشہ بیدار نگاہوں سے میری حفاظت فرما اور مجھے حملوں سے محفوظ اپنی پناہ گاہ عطا فرما۔ مجھ پر اپنی قدرتِ کاملہ سے رحمت برسا۔ میں کیسے ہلاک ہو سکتا ہوں جبکہ میری اُمیدیں تجھ سے وابستہ ہیں۔

پروردگار! تو سب سے بڑا ہے۔ عزت دار اور قدرت والا ہے۔ لہٰذا جس جس سے مجھے خوف ہے، ڈر ہے، اُنہیں نابود فرما اور مجھے اُن کے شر سے محفوظ فرما۔ تحقیق تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (بحار ۴۷:۵۱۷، اعلام الوری:۲۷۸)

۶۹۔ غموں اور پریشانیوں سے نجات کیلئے آپؑ کی دعا

اے پروردگار! میں سوال کرتا ہوں کہ اپنی آیات اور عرشِ بریں کے مکینوں کے صدقے، اپنی زمینوں اور آسمانوں کے مکینوں کے صدقے، اپنے نبیوں اور رسولوں کے صدقے میری دعا قبول فرما۔ ایک مشکل کام میرے دامن گیر ہے، لہٰذا تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ و آلِ محمدؑ پر درود بھیج اور مجھے اس مشکل سے نجات عطا فرما اور میری مشکل کو آسانی میں بدل دے۔ (کمال الدین ا:۲۶۵)

۷۰۔ نماز کے بعد اپنی حاجات کیلئے آپؑ کی دعا[۱]

پروردگار! تو نے حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا کی دعا کو مستجاب کیا جب انہوں نے کہا کہ پروردگار ہم نے خود پر ظلم کیا، لہٰذا اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور اپنی رحمت سے نہ نوازا تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر حضرت نوحؑ نے تجھے پکارا اور تو نے دعا کو قبول فرمایا۔ لہٰذا حضرت نوحؑ اور ان کے اہلِ بیت کو بہت بڑی مصیبت سے نجات دی۔ پھر آتش نمرود کو ابراہیم خلیل اللہ پر خاموش کیا اور اس کو متوازی قرار دیا۔

تو وہ ہستی ہے جس نے حضرت ایوب کی دعا کو قبول کیا جب انہوں نے ندا دی۔ اے میرے پروردگار! میں مشکل میں گھر چکا ہوں جبکہ تو بہترین رحم کرنے والا ہے۔ پھر تو نے اُن کی مشکل حل فرمائی، اُن کے اہلِ بیت اور اُن کی طرح کے لوگ انہیں عطا کئے، اپنی رحمت اور صاحبانِ دل لوگوں کی خاطر۔ جب حضرت یونس نے تاریکیوں سے تجھے پکارا تو تو نے اُن کی دعا قبول فرمائی۔

[۱]۔ سید بن طاؤس کہتے ہیں: نمازِ امام حسین علیہ السلام چار رکعت ہے۔ ہر رکعت میں پچاس بار سورۂ حمد اور پچاس بار سورۂ توحید پڑھی جائے۔ رکوع میں دس بار سورۂ حمد اور دس بار سورۂ توحید کی تلاوت کی جائے۔ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہر سجدہ میں اور دونوں سجدوں کے درمیان دس بار سورۂ حمد اور دس بار سورۂ توحید پڑھی جاتی ہے۔

بے شک تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے جبکہ میں ظلم کرنے والا ہوں، پس تو نے ان کو غم واندوہ سے نجادت دی۔

تو ایسی باعظمت ذات والا ہے جس نے حضرات موسیٰ وہارون کی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا: میں نے آپ دونوں کی دعا کو مستجاب کیا ہے جبکہ فرعون اور آلِ فرعون کو غرق کیا ہے۔ حضرت داوٗدؑ کے گناہ سے درگزر کرتے ہوئے ان کی توبہ قبول فرمائی، اپنی رحمت اور اور دوسروں کیلئے (تذکر) یاد آوری کیلئے۔ حضرت اسماعیلؑ پر بہت بڑی قربانی دی جبکہ وہ تسلیم ہو کر موت کیلئے جبین جھکا چکے تھے۔ تو نے ان کو آسانی، نجات اور سلامتی سے پکارا یا مشرف کیا۔

تو وہ ہستی ہے جس سے حضرت ذکریا نے بہت آہستہ سے یوں ندا دی: ''پروردگار! میری ہڈیاں کمزور اور بال سفید ہوگئے ہیں''۔ تو نے فرمایا: ''میں بھی تیری دعا کے سامنے شقی پروردگار نہیں ہوں''، اور پھر تو نے فرمایا: وہ مجھے اپنے ذوق وشوق سے پکارتے تھے اور میرے لئے خاضع اور خاشع تھے۔

تو وہ ذات ہے جس نے مؤمنین اور عملِ صالح بجالانے والوں کی دعائیں مستجاب کیں اور اپنے فضل ورحمت میں مزید اضافہ فرمایا۔

اے اللہ! تمام پکارنے والوں اور تیری طرف رغبت رکھنے والوں میں سب سے پست تر قرار نہ دے۔ جس طرح اُن کی دعائیں مستجاب فرمائی ہیں، میری دعا بھی قبول فرما۔ اُن کے صدقہ میں اپنی پاکیزگی سے مجھے پاکیزہ فرما اور اچھے انداز میں میری نماز اور دعا قبول فرما۔ میری باقی زندگی اور موت کو بہترین قرار دے۔ مجھے خلفِ صالح قرار دے۔

میری دعا سے میری حفاظت فرما اور میری اولاد کو صالح بنا۔ تجھے اپنی رحمت کا واسطہ! جس طرح اپنے اولیاء اور اطاعت گزاروں کی اولادوں کی حفاظت فرمائی ہے، ان کی بھی حفاظت فرما۔

اے وہ ذات جو ہر چیز پر نگاہ رکھے ہوئے ہے اور اپنی مخلوقات میں سے ہر ایک کی دعا قبول کرنے والے، ہر سائل کے قریب! تجھ سے ہی سوال کرتا ہوں۔ اے وہ ذات جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! تو زندہ اور ہمیشہ رہنے والا یکتا اور بے نیاز ہے۔ تو وہ ذات ہے جو نہ کسی کا باپ ہے اور نہ ہی کسی کا بیٹا اور کوئی بھی اس کے ساتھ برابری کا سزاوار نہیں ہے۔ پروردگار! تجھے اپنے ان اسماء کا واسطہ جن کے ذریعے سے آسمانوں کو بلند کیا ہے اور زمین کا فرش پھیلایا ہے، پہاڑوں کو کھڑا کیا ہے، پانی کو جاری کیا ہے، بادلوں اور شمس وقمر، ستارے، رات اور دن کو مسخر کیا ہے اور تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔

اے اللہ! تیرے اس جمال اور عظمت کے طفیل سے سوال کرتا ہوں جس سے آسمان وزمین روشن ہیں، جس سے تاریکیاں بھی جگمگا اٹھی ہیں۔

محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیج اور اُن کو اپنے خزانوں اور وسیع و عریض اور ہمیشہ رہنے والے فضل سے نواز۔

پروردگار! میرے دل میں حکمت کے ایسے چشمے جاری فرما کہ جن سے میں اور وہ بندے جن سے تو راضی ہے، مستفید ہوسکیں۔ آخری زمانے میں متقین میں سے میرے لئے امام قرار دے، جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو امام بنایا۔

بے شک تیرے ہی توفیق سے صالح لوگ کامیاب ہوتے ہیں، عبادت گزار عبادت کرتے ہیں، اصلاح کی جستجو کرنے والے، احسان کرنے والے اور اچھے لوگ اصلاح پاتے ہیں۔ جو تیری بارگاہ میں عبادت کرنے والے، تجھ سے ڈرنے والے، تیری ہدایت کے سبب تیری جہنم سے نجات پانے والے ہیں، تیری مخلوقات میں سے ڈرنے والے ہی ڈرتے ہیں اور اہلِ باطل خسارہ پانے والے ہیں۔ ظالم ہلاک ہونے والے اور غفلت سے کام لینے والے غافل ہی رہیں گے۔

پروردگار! میرے نفس کو متقی قرار دے کیونکہ تو اس کا مولا اور سرپرست ہے۔ تو بہترین انداز میں تزکیہ کرنے والا ہے۔ پروردگار! ان کیلئے راہِ ہدایت کو روشن فرما اور تقویٰ کا انہیں الہام فرما۔ مرتے وقت اپنی رحمت کی بشارت سے نواز۔

جنت کے بہترین طبقہ میں جگہ نصیب فرما۔ زندگی اور موت کو بہترین قرار دے۔ دنیا اور آخرت اور محل استقرار اور پناہ گاہ کو باعزت بنا۔ بے شک تو سرپرست اور مولا ہے۔ (جمال الاسبوع:۱۷۶، بحار۹۱:۱۸۴)

۷۱۔ نمازِ حاجت میں آنحضرتؑ کی دعا

سید الشہداء علیہ السلام سے ہی روایت ہے کہ چار رکعت نماز بجالائیں جس میں قنوت اور بقیہ ارکان کو بہترین انداز میں انجام دیں۔ پہلی رکعت میں ایک بار سورۂ الحمد پڑھیں اور سات مرتبہ اس آیہ کی تلاوت کریں: ''خدا میرے لئے کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے''۔

دوسری رکعت میں ایک بار الحمد پڑھیں اور سات مرتبہ یہ آیہ تلاوت کریں:

''جو خدا چاہے وہی انجام پاتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی قوت نہیں ہے۔ اور تو خیال کرتا ہے کہ میں مال و اولاد کے اعتبار سے تجھ سے کم ہوں''۔

پھر تیسری رکعت میں ایک مرتبہ الحمد پڑھیں جبکہ سات مرتبہ پڑھیں: ''تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاکیزہ ہے۔ بے شک میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں''۔

چوتھی رکعت میں ایک مرتبہ الحمد پڑھیں اور سات مرتبہ یہ آیہ پڑھیں:

''میں اپنے امور کو اسی کے حوالے کرتا ہوں کیونکہ وہ اپنے بندوں سے آگاہ ہے''۔

پھر اپنی حاجات بیان کرتے تھے۔

چھٹا باب

خطرات اور بیماریوں سے نجات کیلئے آپؑ کی دعائیں

- دشمن سے مخفی رہنے کیلئے
- خطرات کو دور کرنے کیلئے
- جن وانس کے خطرات سے محفوظ رہنے کیلئے
- دانتوں کے درد سے نجات کیلئے

- پاؤں کے درد سے نجات کیلئے
- پاؤں کے درد سے نجات کیلئے

۷۲۔ دشمن سے مخفی رہنے کیلئے آپؑ کی دعا

اے وہ ذات جس کی تعریف ہی کفایت کرتا ہے، جس کی شان ہی کفیل ہونا ہے اور جس کی توجہ رعایت کرنا ہے۔ اے وہ ذات جو ہمارا مقصد اور ہماری غرض و غایت ہے۔ اے پلیدیوں اور نقصانات کے دور کرنے والے! مجھ سے تمام جہانوں کے دکھ درد (جن وانس) دور فرما۔ البتہ نورانی وجوداتِ عالیہ، سریانی اسماء، یونانی قلموں اور عبرانی کلمات کے طفیل سے اور جو کچھ الواح میں بیان ہو چکا ہے۔

پروردگار! مجھے ہر نکالے گئے شیطان اور بغل میں چھپے ہوئے دشمن سے، کینہ رکھنے والے دشمن سے، مخالف، ضدی اور ہر حسد کرنے والے سے اپنی حفاظت میں رکھ۔ اپنے گروہ سے، اپنی امان اور پناہ میں رکھ۔

میں تیری بارگاہ سے شفا کا طلبگار ہوں۔ اپنے کاموں کی انجام دہی کا تجھ سے ہی مطالبہ کرتا ہوں۔ تجھ ہی پر توکل کرتا ہوں۔ اُسی سے مدد کا خواستگار ہوں۔ ہر ظالم کے ظلم کے مقابلہ میں، ہر ستمگر کے ستم کے مقابلہ میں، ہر تجاوز کرنے والے کے تجاوز کے مقابلہ میں، ہر اذیت دینے والے کی اذیت کے مقابلہ میں، تجھ ہی سے شکایت کرتا ہوں۔ پس اللہ بہترین حفاظت کرنے والا اور بہترین رحم کرنے والا ہے۔ (مکارم الاخلاق ۲:۱۲۲)

۷۳۔ دفعِ خطرات کیلئے آپؑ کی دعا

اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے۔ اے زندہ، اے ہمیشہ رہنے والے، اے زندۂ جاوید، اے ہمیشہ پائندہ باد، اے غموں کی تاریکیوں کو دور کرنے والے، اے دکھوں سے نجات دینے والے، اے رسولوں کے بھیجنے والے، اے سچے وعدوں والے!

بارِ الہا! اگر تو مجھ سے راضی ہے اور مجھ سے محبت کرتا ہے تو میرے اور میری راہ پر چلنے والوں، میرے بھائیوں، میرے شیعوں کے گناہوں سے درگزر فرما۔ میری صلب میں آنے والوں کو پاکیزہ فرما۔ اے بہترین رحم کرنے والے! تجھے اپنی رحمت کا واسطہ، ہمارے آقا حضرت محمدؐ اور اُن کی آلؑ پر درود بھیج۔ (مہج الدعوات:۱۱، بحار ۹۴:۲۶۵)

۷۴۔ جن وانس کے خطرات سے محفوظ رہنے کیلئے آپؑ کی دعا

امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب بھی میں یہ کلمات زبان پر جاری کرتا ہوں تو تمام جن وانس سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہوں:

اللہ کے نام سے، اُس کی مدد سے، خدا کی طرف سے، اُس کی راہ میں، پیغمبرؐ اسلام کے طریقہ پر، بارِ الہا! اپنی قوت، طاقت اور قدرت سے مجھے ہر دھوکہ دینے والے، ہر فاجر کے مکر و فریب سے محفوظ فرما کیونکہ نیکو کاروں کو دوست اور اچھے لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔ پیغمبر حضرت محمدؐ اور اُن کی آلؑ پر درود بھیج۔ (بحار ۹۵:۲۲۰)

۷۵۔ دانتوں میں درد کی دعا

لکڑی یا لوہے کے ٹکڑے کو دانتوں پر رکھ کر سات مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ نہایت تعجب ہے کہ ایک کیڑا جو منہ میں ہے، ہڈی کھاتا ہے، خون پیتا ہے۔ میں اس دعا کو پڑھتا ہوں۔ اللہ شفا دینے والا اور کفایت کرنے والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

جب تم نے ایک شخص کو قتل کر کے چھپایا۔ اللہ آشکار کرنے والا ہے جسے تم چھپاتے ہو۔ ہم نے کہا اس گائے کا ایک حصہ اس مردہ کو مارو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مردہ کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تا کہ تم غور کرو۔ (مکارم الاخلاق ۲:۲۷۲)

۷۶۔ پاؤں کا درد دور کرنے کیلئے

امام سجاد علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے امام حسین علیہ السلام سے پاؤں میں درد کی شکایت کی اور کہا کہ میرے پاؤں میں شدید درد محسوس ہوتا ہے جس کی وجہ سے نماز ادا کرنے سے بھی قاصر ہوں۔ امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ دعا کیوں نہیں پڑھتے ؟ کہا کیا پڑھوں؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ جہاں درد محسوس ہوتا ہے، وہاں ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھو:

''اللہ کے نام سے اور اُس کی مدد سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام''۔

پھر یہ پڑھو:

''اور اُنہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسا کہ اُس کی قدر کرنے کا حق ہے اور قیامت کے دن تمام زمین اُس کے قبضہ میں ہوگی اور آسمان اُس کے دائیں جانب لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ ذات پاک اور بلند تر ہے اُس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں''۔ (بحار ۹۵:۵۸)

۷۷۔ پاؤں کا درد دور کرنے کیلئے

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: میں امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص بنی اُمیہ سے جو ہمارے شیعوں میں سے تھا، نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: 'فرزندِ رسولؐ! پاؤں کے درد کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا'۔ آپ نے فرمایا: میری دعا کو کیوں نہیں پڑھتے ؟ عرض کیا کہ فرزندِ رسولؐ! میں کیا پڑھوں؟ فرمایا پڑھو:

''ہم نے آپ کو فتح مبین بخشا تا کہ گذشتہ و آئندہ خطاؤں کو بخشا جائے اور اپنی نعمت کو آپ پر کامل کرے اور سیدھی راہ کی ہدایت کرے اور اللہ آپ کو غالب نصرت عطا کرے۔ ابتداء وہی ہے جس نے مؤمنوں کے دلوں میں سکون نازل کیا تا کہ ان کے ایمان میں اضافہ ہو۔ زمین و آسمان کے لشکر خدا کیلئے ہیں اور خدا دانا و حکمت والا ہے۔

تا کہ مؤمن اور مؤمنات بہشت میں، جس کے اندر نہریں جاری ہیں، داخل کئے جائیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے گناہوں کو بخشا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے اور منافقوں اور مشرکوں کو جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمان ہیں، ان کی بدگمانی ثابت ہو چکی ہے۔ اللہ نے ان پر غضب کیا اور ان پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے دوزخ تیار کی ہے اور وہ بدترین جگہ ہے۔ اللہ کیلئے زمین و آسمان کی فوج ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے''۔ (طب الآئمہؑ:۳۳)

ساتواں باب

۷۔ ایامِ مبارک میں آنحضرتؑ کی دعائیں

☆ روزِ عرفہ میں آپؑ کی دعا

۷۸۔ عرفہ کے روز آپؑ کی دعا

تمام تعریفیں اُس ذات کے ساتھ خاص ہیں جس کے فرمان سے کوئی حکم عدولی کرنے والا نہیں۔ اُس کی عطا اور بخشش کو روکنے والا نہیں اور اُس کی مخلوق کی طرح کوئی صانع نہیں۔ وہ وسیع پیمانے پر سخاوت کرنے والا ہے۔ اُس نے مختلف اجناس کو پیدا کیا۔

پھر اپنی مخلوقات کے نظام کو حکمت سے محکم کیا۔ مختلف گروہ اس سے مخفی نہیں ہیں جبکہ امانتیں اُس کے پاس ضائع نہیں ہوتیں۔ وہ بھوکوں کی مدد کرنے والا، ہر کام کرنے والے کو اُس کی محنت کا صلہ ضرور دیتا ہے۔ ہر آہ وزاری کرنے والے پر رحم ضرور کرتا ہے۔ تمام خوبیوں اور اچھائیوں کا نازل کرنے والا وہی ہے۔ اُسی نے قرآن مجید کو چمکنے والے نور کے ساتھ اتارا ہے۔

وہی دعاؤں کا سننے والا، درجات کو بلند کرنے والا، مصیبتوں اور سختیوں کو ٹالنے والا ہے۔ وہی جابروں اور ستم کاروں کو تباہ کرنے والا اور خاموش کرنے والا ہے۔ وہی آہ وزاری کرنے والے کے آنسوؤں پر رحم کرنے والا ہے۔ ہر مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرنے والا ہے۔ اُس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ کوئی شے اس کے ہم پلہ نہیں۔ اُس جیسا کوئی بھی نہیں۔ وہ سننے والا، دیکھنے والا، مہربان، خبر رکھنے والا اور ہر شے پر قادر ہے۔

اے پروردگار! میں بڑے اشتیاق سے تیری بارگاہ میں آیا ہوں اور تیری ربوبیت کی گواہی اس انداز میں دیتا ہوں کہ تو ہی میرا رب ہے اور میری بازگشت تیری طرف ہی ہے۔ ذکر ہونے سے پہلے مجھے اپنی نعمتوں سے نوازا ہے، مجھے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر مجھے اپنے آباء واجداد کے صلب میں قرار دیا، حالانکہ میں زمانہ کی نیرنگیوں اور گردشِ ایام کی سختیوں سے محفوظ تھا۔ یہاں تک کہ گزشتہ ایام کے ساتھ ساتھ نسل در نسل منتقل ہوتا چلا آیا۔

پھر مجھے اپنی محبت اور مہربانی اور احسان کرتے ہوئے ایسے ایسے لوگوں کی طرف نہیں دھکیلا جنہوں نے تیرے عہد کو توڑا اور تیرے رسولوں کو جھٹلایا۔ خدایا! میں تیرا مشتاق اور تیرا اپنے پروردگار ہونے کا اقرار کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں اور تیری طرف میری بازگشت ہے۔ میرے وجود سے پہلے تو نے اپنی نعمتوں کا آغاز کیا اور مجھے خاک سے پیدا کیا۔ پھر مجھے صلب پدر میں ساکن کر دیا اور زمانے کی سختیوں اور سال وماہ کی گردشوں سے امن میں رکھا۔

پھر مجھے بہنے والے پانی سے پیدا کیا۔ مجھے گوشت، پوست اور خون کی سہ گانہ تاریکیوں کے درمیان قرار دیا۔ میری خلقت پر نہ مجھے گواہ بنایا اور نہ ہی میری خلقت کرنے میں مجھ سے مدد چاہی ہے۔

پھر مجھے صحیح وسالم دنیا میں بھیجا اور ابتدائے پیدائش میں جب میں بچہ تھا تو میری حفاظت فرمائی۔ پھر مجھے انتہائی مرغوب دودھ سے غذا فراہم کی۔

مجھ سے عشق کرنے والوں کے دلوں کو میری طرف موڑ دیا اور انتہائی مہربان اور شفیق ماؤں کو میری کفالت کی ذمہ داری سونپی۔ مجھے جنات کے شر سے محفوظ رکھا۔ مجھے کمی بیشی سے بچائے رکھا۔ پس اے رحم کرنے والے، بخشنے والے! تو ہی بڑا ہے۔

پھر جیسے ہی گفتگو کرنے کے قابل ہوا، مجھے اپنی وسیع وعریض نعمتوں سے نوازا۔ پھر مجھے سال بہ سال بڑا کیا، یہاں تک کہ میری فطرتِ سلیم کامل ہوگئی۔ میری سرشت نقطہ اعتدال پر آ گئی۔ پھر مجھے اپنی معرفت الہام کر کے اپنی حجت کو واجب کیا اور مجھے اپنی فطرت کی عجیب وغریب رعنائیوں سے حیرت زدہ کر دیا۔

پھر زمین وآسمان میں اپنی عجیب وغریب مخلوقات سے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھے اپنے ذکر، شکر، عبادت اور اپنی اطاعت کے واجب ہونے سے آگاہ کیا۔ پھر مجھے ماجاء بہ النبی کی تعلیم دی، اپنی مرضات کے حصول میں آسانی قرار دی۔ ان تمام مراحل میں اپنی مدد اور مہربانی سے مجھ پر احسان کئے۔ پھر جب مجھے بہترین سرشت سے پیدا کیا تو مجھے یکے بعد دیگرے نعمتیں دینے سے گریز نہیں کیا اور مجھے مختلف طریقوں سے رزق وضروریاتِ زندگی سے نوازا۔ پھر ہمیشہ اور اپنے عظیم الشان احسان سے تمام نعمتوں کو کامل اور مصیبتوں کو مجھ سے دور رکھا ہے۔

اے اللہ! میری جہالت اور تیری بارگاہ میں جسارت بھی تجھے اپنے قریب کرنے والی راہوں کی ہدایت کرنے سے نہیں روک سکی۔ اگر تجھے پکاروں تو میری پکار کو قبول کرتا ہے اور اگر تجھ سے سوال کروں تو تو عطا کرتا ہے، اگر تیری اطاعت کروں تو مجھے شکر گزاروں سے قرار دیتا ہے۔ اگر تیرا شکر بجالاؤں تو نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ سب کچھ تیری نعمتوں کی تکمیل اور مجھ پر تیرے احسانات کی وجہ سے ہے۔

اے وجود میں لانے والے، لوٹانے والے، تعریف والے، عظمت وجلالت والے، تیری ذات پاک ہے۔ تیرے نام مقدس ہیں اور تیری نعمتیں عظیم الشان ہیں۔ اے پروردگار! میں تیری کس کس نعمت کو شمار کروں اور ذکر کروں یا میں تیری کس عطا کا شکر بجالانے کی جسارت کرسکتا ہوں۔ اے

پروردگار! جو مجھ سے سختی اور بدحالی کو دور کیا ہے، یہ اس خوشحالی سے کہیں بہتر ہے جو مجھے عطا کی ہے۔

اے پروردگار! میں گواہی دیتا ہوں اپنے ایمان کی گہرائیوں سے اور یقین محکم سے، خالص توحید پرستی پر اور چھپے ہوئے ضمیر کے ساتھ، اپنی آنکھوں کے نور کے جاری ہونے کی جگہوں سے اور اپنی جبین پر پڑی سلوٹوں کے اسرار کے ساتھ۔

اپنے تنفس کے جاری، اپنی ناک کے نرم غضروف، اپنے کان کے پردوں میں سوراخ اور جو کچھ میرے دولبوں کے ساتھ ملا ہوا اور لگا ہوا ہے، اپنی زبان کی گردش اور اپنے منہ کے کھلنے اور بند ہونے کی جگہوں اور اپنی داڑھوں کے اُگنے کی جگہوں، اپنی گردن کے اطناب، اپنے کھانے اور پینے کی نگلنے کی جگہوں، اپنے مغز کی مضبوط کھال، اپنی شہ رگ کی تمام رطوبتیں، اپنے سینہ کے تمام مشمولات، اپنے دل کی زندگی کے تمام وترات، اپنے جگر کے تمام منافذ و متعلقات اور جسے میری پسلیوں نے گھیرا ہوا ہے اور اپنے جوڑوں کے بند، اپنی انگلیوں کے پوروں، اپنی گرفت کے تمام امور اور میرا خون، میرے بال اور میری کھال، میرے عصب اور میرے قصب، میری ہڈیاں اور میرا گودہ، میری شریانیں اور اپنے تمام اعضاء اور وہ سب کچھ جو میں نے ایامِ شیر خوارگی میں حاصل کیا ہے، جو کچھ مجھ سے زمین اٹھاتی ہے، میری نیند اور بیداری، سکون اور حرکت، اپنے رکوع کی حرکات اور سجود پر تجھے گواہ بناتا ہوں۔ اگر میں لیل و نہار کی گردش کے دوام تک لمبی عمر پاؤں اور تیرے شکر کی کوشش کروں کہ صرف تیری ایک نعمت کا شکر ادا کرسکوں تو میں تیرے احسان و منت کے بغیر نہ کرسکوں گا۔ اس کے سبب سے نعمت ہائے جدیدہ کا شکر اور تیری ثناء کا حق ادا ہو حتیٰ کہ ہمیشہ تیری تعریف کرتا رہوں، تب بھی تیرا شکر بغیر تیرے احسان و انعام کے ناممکن ہے۔

اگر میرے سمیت تمام شمار کرنے والے تیری گذشتہ اور آئندہ نعمتوں کو عدد اور زمانہ کے اعتبار سے شمار کرنا چاہیں بھی تو ہرگز شمار نہیں کرسکتے۔ یہ کام ہماری پہنچ سے بہت دور ہے کیونکہ تو نے اپنی کتابِ ناطق میں سچی خبر دیتے ہوئے وضاحت کردی ہے کہ: ''اگر میری نعمتوں کو شمار کرنا بھی چاہو تو شمار نہیں کرسکتے''۔

اے پروردگار! تیری کتاب اور تیرا کلام حرف بہ حرف درست ہیں۔ تیرے انبیاء اور رسولوں نے جو کچھ ان پر وحی کیا اور جس دین کو ان کیلئے معین کیا ہے، اس کو انہوں نے بطورِ احسن پہنچایا ہے۔ علاوہ ازیں میں انتہائی سنجیدگی، کوشش اور تمام تر طاقت کو بروئے کار لا کر گواہی دیتا ہوں اور یقین محکم سے کہہ رہا ہوں۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے اپنے لئے بیٹا قرار نہیں دیا تا کہ وہ اس سے وارث ٹھہرے۔ بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں تا کہ وہ مخلوق میں اس کی ضد پر اتر آئے۔ رُسوا کرنے میں اُس کا کوئی سرپرست نہیں ہے جو مخلوقات کے نظام کو چلانے میں اس کی مدد کرے۔ وہ پاک و پاکیزہ ہے۔ اگر دو خدا ہوتے تو جہان فساد کی لپیٹ میں آکر تباہ و برباد ہو جاتا۔ پس اللہ پاک ہے۔ وہ واحد ہے، یکتا، ہے، تنہا ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی بھی اُس کے برابر نہیں۔

تمام تعریفیں اللہ سبحانہٗ کے ساتھ خاص ہیں۔ ایسی تعریف جو اس کے مقرب ملائکہ اور انبیاء مرسلین کی تعریف کی برابری کرے۔ اللہ تعالیٰ کے درود و سلام ہوں برگزیدہ حضرت محمدؐ خاتم الانبیاء پر اور اُن کی پاک و پاکیزہ اولاد پر۔

یہاں پر امام علیہ السلام نے لہجہ بدلا۔ دعا میں بہت زیادہ رقت پیدا ہوگئی اور خود امام علیہ السلام کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ فرمانے لگے:

''اے پروردگار! مجھے خود سے ڈرنے والا قرار دے۔ گویا میں تجھے دیکھ رہا ہوں اور مجھے تقویٰ اختیار کرنے کی سعادت سے بہرہ مند فرما۔ اپنی نافرمانیوں اور گناہوں کے بدلہ میں مجھے بدبخت قرار نہ دے۔ اپنی قضاء وقدر میں میرے لئے اچھائی قرار دے، یہاں تک کہ جلدی آنے والی چیز میں تاخیر اور تاخیر سے آنے والی چیز میں جلدی میرے لئے دلچسپی کا باعث نہ ہو۔

اے پروردگار! مجھے بے نیازی کی دولت سے مالا مال فرما۔ دل کو یقین محکم عطا فرما۔ عمل بجالانے میں اخلاص مرحمت فرما۔ آنکھوں میں نور کی شمعیں روشن فرما۔ دین میں بصیرت عطا فرما۔ اپنے اعضاء و جوارح سے صحیح معنوں میں استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ میری سماعت اور بصارت کو میرے لئے بہترین وارث قرار دے۔ مجھ پر ظلم کرنے والے کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔ اس سے انتقام لینے اور میری ضرورت کو اس ظالم سے چھیننے کی توفیق عطا فرما اور اس عمل میں میری آنکھوں کو منور فرما۔

اے پروردگار! میری مشکلات کو برطرف اور میرے عیوب پر پردہ ڈال۔ میری خطاؤں سے درگزر فرما۔ مجھے شیطان سے محفوظ فرما اور ہر قسم کی ذمہ داریوں سے مجھے دور فرما۔

دنیا اور آخرت میں مجھے بلند درجہ عطا فرما۔

اے پالنے والے! حمد تیرے ہی ساتھ خاص ہے کیونکہ تو نے مجھے پیدا کیا، پھر میرے لئے سماعت و بصارت کو قرار دیا۔ اسی لئے حمد تیرے ساتھ خاص ہے کہ مجھ پر رحمت کرتے ہوئے مجھے صحیح و سالم پیدا کیا۔ جبکہ تو میری خلقت سے بے نیاز ہے۔

اے اللہ! تو نے مجھے بے عیب پیدا کیا اور میری فطرت کو متوازی قرار دیا۔ مجھے ایجاد کیا اور میری صورت کو حسین بنایا۔ اے پروردگار! مجھ پر نیکی کرتے ہوئے سلامتی اور عافیت عطا فرمائی۔ پروردگارا! جو کچھ میرے سپرد کیا، اس کی حفاظت کرنے کی توفیق بھی مرحمت فرمائی۔ بارِالٰہا! تو نے مجھے نعمتیں عطا کرنے کے ساتھ ساتھ ہدایت بھی فرمائی ہے۔ اے پروردگار! مجھے منتخب کیا اور مجھے ہر اچھائی سے بھی نوازا۔ اے پروردگار! مجھے خوراک فراہم کی اور مجھے سیراب کیا۔ اے رب! مجھے دوسروں سے بے نیاز کیا اور مجھے عزت کے سرمایہ سے بھی نوازا۔ اے رب! میری مدد بھی فرمائی اور مجھے عزیز و گرامی قدر بھی بنایا۔

اے پروردگار! مجھے لباسِ کرامت پہنایا اور اپنی ایجادات میں میرے لئے کافی حد تک آسانیاں قرار دیں۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیج اور زمانے کی مشکلات اور حوادثِ لیل و نہار میں میری مدد فرما۔ دنیا کی ہولناکیوں اور آخرت کی سختیوں اور مشکلات سے مجھے نجات عطا فرما۔ زمین میں ظالموں کے شر سے میری مدد فرما۔

یا بارِالٰہا! جس سے میں خوفزدہ ہوں، تو میری سرپرستی فرما۔ جس سے میں ڈرتا ہوں، میری حفاظت فرما۔ میری جان و دین کو اپنی پناہ میں رکھ۔ دورانِ سفر میری حفاظت فرما۔ میرے خاندان، میرے مال اور میری اولاد میں سے مجھے بہترین جانشین عطا فرما۔ مجھے عطا کئے گئے رزق میں برکت نازل فرما۔ مجھے اپنی بارگاہ میں ذلیل جبکہ لوگوں کی نگاہوں میں عزت دار بنا۔ مجھے جن و انس کے شر سے سلامتی عطا فرما۔ مجھے میرے گناہوں کی وجہ سے ذلیل و رسوا نہ فرما۔ میرے بُرے باطن کی وجہ سے مجھے رسوا نہ فرما۔ اعمال کے ذریعے میری آزمائش نہ فرما۔ اپنی نعمتوں کو مجھ سے سلب نہ فرما اور مجھے اپنے غیر کی سرپرستی میں نہ دے۔

اے اللہ! مجھے اپنے قرابت داروں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ کہ وہ مجھ سے قطع رحمی کریں۔ نہ ہی اجنبیوں کے حوالے کرنا، نہ ہی کمزوروں کے حوالے فرمانا، حالانکہ تو میرا سرپرست ہے اور میرے امور کی باگ ڈور تیرے پاس ہے۔ میں تیری بارگاہ میں شکایت کرتا ہوں اپنی مسافرت کی اور گھر سے دور ہونے کی۔

جن لوگوں کے حوالہ میرے امور کی باگ ڈور دی ہے، مجھے کم قیمت سمجھنے کی، اے رب! مجھ پر اپنا غضب نازل نہ فرما۔ البتہ تیرے غضب کے علاوہ مجھے کسی سے خوف نہیں ہے۔ علاوہ ازیں کہ تیری عافیت کی وسعتیں میرے شامل حال ہیں۔ میں تیرے اس نور کے طفیل سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے سے زمین اور آسمان روشن ہیں، تاریکیاں چھٹی ہوئی ہیں اور اولین و آخرین کے امور کی اصلاح بھی اسی سے ہے۔ مجھے اپنی حالتِ غضب میں موت نہ دینا اور مجھ پر اپنا غضب نازل نہ فرمانا۔

اس لئے کہ تیرے اختیار میں ہے کہ غضب کرنے سے پہلے راضی ہو جائے۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اے مکہ مکرمہ، مشعر الحرام، بیت عتیق اور اس خانۂ کعبہ کے مالک جس میں تو نے برکت قرار دی ہے اور اس کو لوگوں کیلئے پُرامن جگہ قرار دیا ہے۔

اے وہ ذات جو اپنے حلم کی وجہ سے بڑے بڑے گناہوں سے درگزر کرتی ہے، اے وہ ذات جس نے اپنے فضل سے نعمتوں کے وسیع سلسلے پھیلا رکھے ہیں، اے وہ ذات جو اپنے کرم سے اجرِ جزیل عطا فرماتی ہے، اے میری مشکل گھڑی میں پناہ گاہ! روزِ آخرت میں میرا زادِ راہ تو ہی ہے۔ اے میری تنہائیوں میں میرے مونس و مددگار، اے میرے ولی اور سرپرست، اے میرے اور میرے آباء و اجداد حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرات اسحاقؑ

ویعقوبؑ کے پروردگار، اے جبرائیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ کے رب، اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی برگزیدہ آلؑ کے رب، اے تورات، انجیل، زبور اور قرآنِ عظیم کے نازل کرنے والے، اے کٰھٰیٰعٓصٓ، طٰہٰ و یٰسین اور قرآنِ حکیم کے نازل کرنے والے۔

اے وہ ذات جب زندگی کی دشوارگزار راہیں مجھے عاجز کردیں اور زمین اپنی تمام تر وسعتوں کے ساتھ مجھ پر تنگ ہوجائے تو اس وقت تو میری پناہ گاہ ہے۔ اگر تیری رحمت میرے شامل حال نہ ہوتی تو میں کب کا ہلاک ہو چکا ہوتا اور دشمنوں کے مقابلہ میں تو ہی مدد کرنے والا ہے۔ اگر تو میری مدد نہ فرماتا تو میں کب کا مغلوب ہو چکا ہوتا۔

اے وہ ذات جس نے خود کو بلندی اور رفعت سے مخصوص کر رکھا ہے اور اولیاء کو اپنی عزت سے بزرگوار ٹھہرنے میں گرامی قدر بنایا۔ اے وہ جس کے سامنے بادشاہوں کے گلوں میں ذلت و رسوائی کا طوق ڈالا گیا ہے اور وہ اس کی سطوت کے سامنے لرزہ براندام ہیں، اے وہ ذات جو آنکھوں کی خیانت اور دل کے بھیدوں، اس غیب سے جسے روزگار زمانہ لاتا ہے، سب سے آگاہ ہے۔ اے وہ ذات جسے خود اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اے وہ جس نے زمین کو پانی پر جمایا اور آسمان کے ذریعے سے ہوا کو پابند کیا۔ اے وہ ذات جو باعزت ناموں والا ہے، اے ختم نہ ہونے والے احسان کے مالک، اے وہ ذات جس نے لق و دق صحرا میں حضرت یوسفؑ کی نجات کیلئے قافلہ کو روانہ کیا اور ان کو کنویں سے نجات دی، اُن کو غلامی کے بعد بادشاہی عطا کی۔ اے وہ ذات جس نے حضرت یوسفؑ اور حضرت یعقوبؑ کو اس حال میں پلٹایا کہ غم یوسفؑ میں ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور وہ نابینا ہوگئے۔

اے حضرت ایوبؑ سے مصیبتوں کو دور کرنے والے، اے ذبیح اسماعیل سے ابراہیم کے ہاتھ کو روکنے والے، اس بڑھاپے اور عمر کے ختم ہوجانے کے بعد، اے وہ ذات جس نے حضرت ذکریا کی دعا مستجاب کرتے ہوئے حضرت یحییٰ سے نوازا اور ان کو تنہا نہیں چھوڑا۔ اے حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے نکالنے والے، اے وہ ذات جس نے دریا کو دولخت کر کے بنی اسرائیل کو نجات دی اور فرعون اور اُس کے لشکر کو غرق کیا۔

اے وہ ذات جس نے ہواؤں کو بارانِ رحمت کی بشارت دینے والی بنایا، اے وہ ذات جس نے مخلوق میں سے نافرمانی کرنے والوں پر عتاب کرنے میں جلدی نہیں کی، اے وہ ذات جس نے طویل انکار کے بعد جادوگروں کو نجات دی، حالانکہ وہ تیری نعمتوں سے فیضیاب ہو رہے تھے اور تیرا رزق کھا رہے تھے جبکہ عبادت تیرے غیر کی کرتے تھے۔ وہ اس کی مخالفت کرتے تھے، اس کی ضد میں آتے تھے اور اُس کے رسولوں کو جھٹلاتے تھے۔

اے اللہ! اے وہ پہلے جس کیلئے ابتداء نہیں اور ہمیشہ رہنے والے تیرے لئے انتہا نہیں۔ اے زندہ اور اے ہمیشہ رہنے والے، اے مُردوں کو زندہ کرنے والے، اے وہ ذات جو ہر نفس کو اپنے کئے کی ضرور سزا دے گا، اے وہ ہستی جس نے شکر کی کمی کے باوجود مجھے محروم نہیں کیا، میری بڑی خطاؤں پر بھی مجھے رسوا نہیں کیا۔ مجھے نافرمانی کرتے دیکھنے کے باوجود مجھے ذلیل و رسوا نہیں کیا۔ اے وہ ذات جس نے بچپن میں میری حفاظت فرمائی۔

اے وہ ذات جو بڑھاپے میں رزق عطا فرماتا ہے، اے وہ ذات جس کی عطاؤں کو میں شمار نہیں کرسکتا اور جس کی نعمتیں بغیر عوض کے ہیں۔ اے وہ ذات جو مجھ سے اچھائی اور احسان سے پیش آیا جبکہ میں تجھ سے برائی، گناہ اور نافرمانی سے پیش آتا ہوں۔ اے وہ ذات جس نے شکرگزاری کی شناخت سے پہلے مجھے ایمان کی ہدایت فرمائی۔

اے وہ ذات جسے حالتِ بیماری میں پکارا تو مجھے شفا بخشی۔ عریان تھا تو مجھے لباس پہنایا۔ بھوکا تھا تو مجھے کھانا کھلایا۔ پیاسا تھا تو مجھے سیراب کیا۔ ذلیل و رسوا تھا تو محترم اور گرامی قدر بنایا۔ جاہل تھا تو زیورِ علم سے آراستہ کیا۔ اکیلا تھا تو افرادی قوت سے نوازا۔ گھر سے دور تھا تو مجھے وطن کی طرف لوٹایا۔ دست نگر تھا تو مجھے دوسروں سے بے نیاز فرمایا۔ اُس سے مدد کا طلبگار ہوا تو میری مدد فرمائی۔ دوسروں سے بے نیاز کیا، پھر مجھ سے نعمتوں کو سلب نہیں کیا اور ان تمام نعمتوں کے متعلق سوال نہیں کیا لیکن خود سے ہی مجھے عطا کیا۔

پس حمد تیرے ساتھ ہی خاص ہے۔ اے میری خطاؤں سے درگزر کرنے والے، پریشانیوں کو دور کرنے والے، میری پکار کو قبول کیا اور میرے عیوب کو چھپایا، میرے گناہوں کو معاف کیا، میری حاجت کو پورا کیا، میرے دشمنوں کے مقابلہ میں میری مدد فرمائی۔ اے میرے مولا! اگر تیری نعمتوں کو،

تیرے احسانات کو اور تیری گرانقدر عطاؤں کو شمار بھی کرنا چاہوں تو انہیں شمار نہیں کر سکتا۔

اے میرے اللہ! تو ہی نے تو مجھے انعامات سے نوازا، تو نے ہی مجھ پر احسانات کئے، تو نے ہی مجھ سے اچھائی کی، تو نے ہی مجھے فضیلت بخشی، تو نے ہی مجھ پر احسان کیا، تو نے ہی کامل کیا، تو نے ہی مجھے رزق دیا، تو نے ہی مجھے اپنی عطاؤں سے نوازا، تو نے مجھے دوسروں سے بے نیاز کیا، تو ہی میری کفایت کیلئے کافی ہے۔

تو نے میری پردہ پوشی کی، تو نے مجھے معاف فرمایا، تو نے ہی مجھ سے درگزر کیا۔ تو نے ہی مجھے ٹھہرایا، تو نے ہی مجھے عزت بخشی اور تو نے ہی میری اعانت فرمائی۔

تو نے ہی پشت پناہی کی، تو نے ہی تائید کی، تو نے ہی مدد فرمائی، تو نے ہی شفا بخشی، تو نے ہی ہمت وسلامتی عطا کی، تو نے ہی عزت سے سرفراز کیا۔ اے میرے پروردگار! تو متبرک اور بلندتر ہے، ہمیشہ کیلئے تعریف تیرے ہی لئے سزاوار ہے، مسلسل شکر تیرے ذات سے ہی مخصوص ہے۔

اے میرے معبود! پھر میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس مجھے معاف فرما۔ میں نے ہی خطا کی۔ وہ میں ہی ہوں جس نے غفلت برتی۔ جہالت سے کام لینے والا میں ہی ہوں۔ میں ہی گناہ پر کمربستہ ہوا۔ مجھ سے ہی بھول ہوئی۔ میں نے ہی تیرے غیر پر اعتماد کیا۔ میں ہی شعوری طور پر گناہ بجالایا۔ وعدہ دینے والا میں ہی ہوں۔ وعدہ خلافی کرنے والا بھی میں ہی ہوں اور وعدہ توڑنے والا بھی میں ہوں۔

اے میرے معبود! میں اپنے پاس موجود تیری نعمتوں کے متعلق اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کی فہرست لے کر تیری بارگاہ میں آیا ہوں، پس تو مجھے معاف فرما۔ اے وہ ذات جسے اپنے بندوں کے گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتے، البتہ وہ لوگوں کی اطاعت سے بے نیاز ہے اور بندوں میں سے جو بھی اعمالِ صالح بجالائے، اُسے اپنی اعانت اور رحمت سے کامیاب فرماتا ہے۔ پس حمد تیرے ہی ساتھ خاص ہے۔

اے معبود! تو نے مجھے حکم فرمایا، میں نے تیری نافرمانی کی اور تو نے مجھے نہی کی، میں مرتکب ہوا۔ پس میں ایسے ہو گیا ہوں کہ نہ بے گناہ ہوں کہ عذر خواہی کروں اور نہ ہی اس طرح طاقت وقدرت میں ہوں کہ تجھ سے مدد چاہوں۔

پس اے میرے مولا! میں کس شے یا چیز کو لے کر تیرا سامنا کروں؟ کیا اپنے کانوں پر بھروسہ کرتے ہوئے تیرا سامنا کروں یا اپنی بصارت کے ساتھ، یا اپنی زبان کے ساتھ، یا اپنے بازوؤں کے ساتھ؟ کیا میرے پاس موجود سب کچھ تیرا نہیں ہے؟ اے میرے مولا! میں نے ان سب سے تیری نافرمانی کی ہے۔ پس تیری حجت اور راستہ میرے لئے واضح ہے۔

اے وہ ذات جس نے مجھے آباء واجداد اور ماؤں کی ڈانٹ اور قبیلہ اور بھائیوں کی سرزنش سے اور بادشاہوں کے عتاب سے محفوظ رکھا۔ اے میرے مولا! جس طرح تو مجھے جانتا ہے، اگر وہ مجھ سے مطلع ہو جاتے تو ہرگز مجھے فرصت نہ دیتے اور مجھے دور کر دیتے۔ مجھ سے رابطہ قطع کر لیتے۔

اے مولا وآقا! اسی لئے میں تیری بارگاہ میں ذلیل ورسوا اور کم مائع حاضر ہوں۔ نہ بے گناہ ہوں کہ توبہ کروں اور نہ طاقت ور ہوں کہ مدد کا طلبگار بنوں اور نہ ہی حجت ودلیل رکھتا ہوں کہ اس سے استدلال کروں۔ یہ کہنے کی حالت میں بھی نہیں ہوں کہ گناہگار نہیں ہوں۔ بدعملی انجام نہیں دی۔ اے میرے مولا! اگر میں انکار بھی کروں تو یہ انکار مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور یہ انکار کیسے ممکن ہے حالانکہ میرے تمام اعضاء وجوارح میرے اعمال پر گواہ ہیں۔

بلاشبہ مجھے یقین کامل ہے کہ تو مجھ سے بڑے بڑے امور کے متعلق ضرور پوچھے گا، جبکہ تو ایسا عادل حاکم ہے جو ستم روا نہیں رکھتا۔ تیری عدالت مجھے ہلاک کرنے والی نہیں ہے۔ اس کے باوجود تیرے عدل سے بھاگتا ہوں۔ اے میرے مولا! اگر تو مجھے عذاب بھی دے تو وہ یقیناً اتمامِ حجت کے بعد میرے گناہوں کی وجہ سے ہے۔ لیکن اگر مجھے معاف کر دے تو یہ تیرے حلم، سخاوت اور کرامت کی وجہ سے ہے۔

تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ تیری ذات پاک ہے۔ البتہ میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تو پاک ہے۔ میں مغفرت کا طلب گار ہوں۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ تو پاک و پاکیزہ ہے۔ تحقیق میں موحدین میں سے ہوں۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے۔ میں ڈرائے جانے والوں میں سے ہوں۔

تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے۔ بے شک میں تیری بارگاہ سے اُمید رکھنے والوں میں سے ہوں۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے۔ میں رغبت رکھنے والوں میں سے ہوں۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تیری ذات پاک ہے۔ میں تیری بارگاہ سے سوال کرنے والوں میں سے ہوں۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے۔ میں تیری تسبیح اور تہلیل کرنے والا ہوں۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو پاک و پاکیزہ ہے۔ میں تکبیر کہنے والا ہوں۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو میرا اور میرے آباء واجداد اوّلین کا بھی رب ہے۔

اے پروردگار! یہ میری ثنا ہے تیری بزرگوار بارگاہ میں اور میرا اخلاص تیری وحدانیت کا ذکر کرتے ہوئے میں اقرار کرتا ہوں، تیری نعمتوں کو گنتے ہوئے، اگرچہ میں اقرار کرتا ہوں کہ ان نعمتوں کو زیادہ، وسیع، پے در پے، ظاہر اور دائمی ہونے کی وجہ سے میں شمار نہیں کر سکتا۔ زندگی کے آغاز سے جب تو نے مجھے پیدا کیا، خلق کیا ہے، مجھے فقر سے بے نیاز اور بدحالی کو برطرف، وسائلِ زندگی کی فراوانی اور مصیبتوں کو دور، مشکلات میں آسانی اور بدن کو صحت اور دین میں سلامتی کو مرحمت فرما۔ اگر تمام دنیا والے اوّلین و آخرین میری مدد کریں، تب بھی تیری نعمتوں کو شمار کرنے سے میں بھی اور وہ بھی قاصر ہیں۔

اے میرے عظیم، کریم اور رحیم رب! تیری ذات پاکیزہ اور عظیم الشان ہے۔ تیری نعمتوں کو گنا نہیں جا سکتا، تیری مدحت کی انتہا تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ تیری نعمتوں کا بدلہ نہیں دیا جا سکتا۔ محمدؐ و آلِ محمدؑ پر درود بھیج۔ ہم پر اپنی نعمتوں کو کامل اور اپنی اطاعت کرنے میں سعادت مند فرما۔ تیری ذات پاک ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

اے اللہ! تو مضطر اور مجبور لوگوں کی پکار کو قبول کرتا ہے جب وہ تجھے پکاریں۔ مشکل گھڑی میں راہِ نجات اور مصیبت زدہ کی فریادرسی، بیمار کو شفا، محتاج کو غنی، شکستہ دل کو تقویت، چھوٹوں پر رحم کرنے والا اور بڑوں کا مددگار ہے۔ جو کسی قسم کا سہارا نہیں رکھتے، تو اُن کی پناہ گاہ ہے۔ تجھ سے بڑھ کر کوئی قوت والا نہیں۔

تو عظیم الشان اور بڑا ہے۔ اے اسیروں کو رہائی دینے والے، اے چھوٹے بچوں کو رزق دینے والے، اے ڈرے ہوئے اور پناہ کے طلبگار کو محفوظ کرنے والے، اے وہ ذات جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ ہی وزیر، محمدؐ و آلِ محمدؑ پر درود بھیج۔ اس گھڑی میں افضل ترین وہ چیز جو اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو دی ہے، مجھے بھی عطا فرما۔ جیسے بخشی گئی نعمت اور بار بار عطا کرنا، آزمائش جسے دوسری طرف پلٹا دیتا ہے، مصیبت کی گھڑی سے راہِ نجات پیدا فرماتا ہے اور پکار کو سنتا ہے۔

نیکی کو قبول کرتا ہے اور بُرے کاموں کو معاف کر دیتا ہے۔ بے شک تو مہربان اور جاننے والا ہے، ہر چیز پر قادر ہے۔

اے پروردگار! تو سب سے قریب ہے جسے پکارا گیا ہے۔ تو جلدی سے قبول کرتا ہے۔ تو عظیم الشان ہے۔ تو سب سے زیادہ وسیع پیمانے پر عطا کرتا ہے۔ تو سوال کئے جانے پر سب سے بہتر سنتا ہے۔ اے دنیا و آخرت میں مہربان اور دونوں جہانوں کے بخشنے والے! تیری طرح کسی سے سوال نہیں کئے گئے۔ جس طرح تیری بارگاہ سے اُمیدیں وابستہ کی گئیں، کسی اور سے نہیں کی گئیں۔ تجھے پکارا تو تو نے قبول فرمایا۔ تیری بارگاہ سے سوال کیا، پس تو نے عطا کر دیا۔ میں تیری طرف راغب ہوا، پس تو نے مجھ پر رحم فرمایا۔ تجھ پر بھروسہ کیا، تو نے نجات بخشی۔ جب میں تیری بارگاہ میں پناہ گزین ہوا تو تو نے سرپرستی کی۔

پروردگار! اپنے بندے اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی طیب و طاہر اولاد پر درود و سلام بھیج اور اپنی نعمتوں کو ہمارے لئے کامل فرما۔ اپنی عطاؤں کو مبارک قرار دے۔ ہمیں اپنے شکر گزاروں میں سے قرار دے۔ اپنی نعمتوں کو یاد کرنے والوں سے قرار دے۔ اے جہانوں کے پروردگار! قبول فرما۔

اے پروردگار، اے وہ ذات جو مالک ٹھہرا، پس قدرت مند ہوا اور قدرت مند ٹھہرا۔ پس غالب ہوا۔ نافرمانی کی گئی، پس تو نے پردہ پوشی کی۔ تجھ سے مغفرت طلب کی گئی، پس تو نے معاف فرمایا۔ اے رغبت کرنے والوں کی آخری پناہ گاہ اور اُمیدواروں کی آخری اور انتہائی منزل، اے وہ ذات جس کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور تیری رحمت اور حلم کی وسعتیں ہر آنے والے کو گھیرے ہوئے ہیں۔

اے اللہ! میں اس گھڑی میں تیری طرف متوجہ ہوا ہوں جس کو تو نے شرف بخشا اور عظمت دی۔ اپنے نبیؐ اور رسولؐ اور تیری مخلوق میں سے بہترین وجود، اپنی وحی کے امین جو بشارت دینے والے، ڈرانے والے اور روشن چراغ ہیں۔ حضرت محمدؐ کے ذریعے سے، وہ ذات جس کے وجود سے مسلمین پر انعام کیا اور اُن کو عالمین کیلئے رحمت قرار دیا ہے۔

اے پروردگار! محمدؐ و آلِ محمدؐ پر ایسے درود بھیج جس طرح حضرت محمدؐ اس کے اہل ہیں۔ اے عظیم الشان محمدؐ اور ان کی برگزیدہ اور تمام پاک و پاکیزہ اولاد پر درود بھیج۔ اپنے دامن عفو سے ہمیں سرفراز فرما۔ تو ہی وہ ذات ہے جس کی بارگاہِ رحمت میں مخلوق کی انواع و اقسام کی آہ و بکا بلند ہے۔ ہمیں بھی اس گھڑی میں ہر خیر و سعادت سے، جسے اپنے بندوں میں تقسیم کرتے وقت، اپنے مکمل حصہ سے سرفراز فرما۔ اس طرح اپنے اس نور سے جس سے بندوں کو ہدایت کرتا ہے، اپنی وسیع و عریض رحمت سے، عافیت اور سلامتی کے لباس سے مزین فرما۔ نازل شدہ برکت سے، وسیع و عریض رزق سے اے بہترین رحمت کرنے والے۔

اے پروردگار! اس گھڑی میں مجھے نجات پانے والوں، فلاح پانے والوں اور فائدہ اٹھانے والوں میں سے قرار دے۔ ہمیں مایوس لوگوں سے قرار نہ دے۔ ہمیں اپنی رحمت سے محروم نہ فرما۔ تیری بارگاہِ فضل و کرم سے لگی اُمیدوں کو خالی نہ لوٹا۔

ہمیں مایوس نہ پلٹا اور نہ ہی اپنے دروازے سے واپس جانے والے لوگوں میں سے قرار دے۔

اے اللہ! اپنی رحمت سے محروم لوگوں میں سے قرار نہ دے اور اپنے فضل و کرم سے، اپنی عطاؤں سے ہماری اُمیدوں کو مایوس نہ فرما۔ اے سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے، اے سب سے زیادہ عزت والے، ہم بڑے اطمینان سے تیری بارگاہ میں آئے ہیں، تیرے بیت اللہ الحرام میں آئے ہیں، پس مناسکِ حج بجالانے میں ہماری مدد فرما۔ ہمارے حج کو کامل فرما۔ ہم سے درگزر فرما۔ ہمیں عافیت و سلامتی سے نواز۔ ہم ذلت و رسوائی کے اعتراف کے ساتھ تیری بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتے ہیں۔

اے پروردگار! اس گھڑی میں جو کچھ تیری بارگاہ سے مانگا ہے، عطا فرما۔ تجھ سے مکمل سرپرستی کا طلبگار رہوں، میری کفالت فرما، اس لئے کہ تیرے علاوہ میرا کوئی سرپرست نہیں۔ تیرے علاوہ میرا کوئی رب نہیں ہے۔ تیرا حکم ہمارے اوپر نافذ ہے۔ تیرا علم ہمیں چہار سو گھیرے ہوئے ہے۔ ہمارے بارے میں تیرے فیصلے عدل کے معیار پر ہیں۔ ہمارے لئے اچھائی کو مقدر فرما اور ہمیں نیک لوگوں سے قرار دے۔

اے پروردگار! اپنی جود و بخشش سے، اپنے عظیم الشان اجر، عالی شان کرامت اور ہمیشہ رہنے والی آسائشوں کو ہمارے لئے معین فرما۔ ہمارے تمام گناہوں سے درگزر فرما۔ ہمیں ہلاک ہونے والوں کی ہلاکت سے بچا۔ اپنی مہربانیوں اور رحمتوں کو ہم سے نہ پلٹا، اے بہترین رحم کرنے والے۔

اے پروردگار! اس وقت ہمیں ایسے لوگوں میں سے قرار دے کہ جو کچھ انہوں نے مانگا، سو تو نے عطا کر دیا۔ تیرا شکر بجالائے تو تو نے اپنی عطاؤں میں اضافہ فرمایا۔ تیری بارگاہ میں تائب ہو کر آئے، پس تو نے توبہ قبول فرمائی۔ تیرے حضور میں اپنے گناہوں سے نادم ہوئے تو تو نے انہیں معاف فرما دیا۔

اے صاحبِ جلال و کرم! اے پروردگار! ہمیں توفیقات مرحمت فرما اور ہماری تائید فرما۔ ہمیں محفوظ فرما۔ ہماری آہ و زاری کو قبول فرما۔ اے بہترین وہ جس سے سوال کیا گیا ہے اور اے بہترین رحم کرنے والے! جب تجھ سے رحم طلب کیا جائے، اے وہ ذات جس سے آنکھ جھپکنے کی حرکت اور آنکھوں کے اشارے اور جو کچھ نہاں خانوں میں مستقر ہے، نہ وہ جو دلوں میں چھپا رکھا ہے، مخفی نہیں ہے۔ تیرا علم ان تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہے۔ تیرے حلم کی وسعتیں ان کے شامل حال ہیں۔ تیری ذات پاک اور بلند مرتبہ ہے۔ ان سب سے جو ظالمین کرتے ہیں، بہت زیادہ بلند، تمام زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے،

سب تیری تسبیح وتقدیس میں مصروف ہیں۔

پس حمد،عزت اور بلندی تیرے ہی ساتھ خاص ہے۔اے صاحب جلالت واکرام اور فضل واحسان، بڑی بڑی نعمتوں والے،تو سخاوت کرنے والا کریم ہے،تو مہربان اور رحیم ہے۔میرے رزق میں اضافہ فرما،میرے بدن اور دین میں عافیت اوسلامتی عطا فرما۔میرے خوف کوامن وسلامتی میں بدل دے۔جہنم کی آگ سے مجھے آزادی عطا فرما۔اے اللہ! مجھے تدریجی موت سے محفوظ فرمااور مجھے کسی قسم کے دھوکے میں نہ رکھاور جن وانس میں سے فاسقوں کے شر سے مجھے دور رکھ۔

پھر سید الشہداءعلیہ السلام نے آواز بلند کی، اس حال میں کہ پورا چہرہ آسمان کی طرف ہے اور آنکھوں سے دومشکوں سے نکلنے والے پانی کی طرح آنسو جاری تھے۔

اے سب سے زیادہ سننے والے، سب سے بہتر دیکھنے والے، اے سب سے جلدی میں حساب کرنے والے، اے بہترین رحم کرنے والے، محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیج۔اے پروردگار! میں درخواست گزار ہوں کہ فلاں حاجت پوری ہو۔اگر وہ حاجت پوری ہوجائے ، پھر اگر باقی چیزوں سے محروم بھی کردے تو پروانہیں۔اگر اس مطلوبہ چیز کوروک لے تو باقی تیری عطائیں مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچاسکتیں۔اے پروردگار! میں سوال کرتا ہوں کہ جہنم کی آگ سے نجات عطا فرما۔تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں،تو وحدہٗ لاشریک ہے۔بادشاہی تیری ذات کیلئے سزاوار ہے۔حمد بھی تیرے ہی ساتھ خاص ہے۔تو ہرچیز پر قدرت رکھتا ہے،اے رب،اے رب۔

روایت ہے کہ حضرتؑ دعا کے بعد بار بار یارب یارب کہہ رہے تھے۔جولوگ امام حسینؑ کے اطراف واکناف میں اپنی اپنی دعاؤں میں مصروف تھے، اپنی دعاؤں کوبھول کر سید الشہداءعلیہ السلام کے ساتھ دعا میں مصروف ہوگئے اور آمین کہنے لگے۔لوگ امام علیہ السلام کی دعا پر ہی اکتفا کررہے تھے۔ اتنے میں سید الشہداءعلیہ السلام کے رونے کے ساتھ لوگوں کے رونے کی آوازیں بھی بلند ہوئیں۔چونکہ سورج غروب ہورہا تھا،لہٰذا لوگ سید الشہداءعلیہ السلام کی سرپرستی میں منیٰ سے کوچ کرگئے۔

دعا کا کچھ حصہ یوں نقل ہوا ہے:

اے پروردگار! میں ثروت مند ہونے کے باوجود فقیر ہوں۔پس میں کیونکر فقیری میں محتاج نہ ہوں۔اے پروردگار! میں علم کی دولت کے باوجود جاہل ہوں، پس میں کیونکر جہالت میں جاہل نہ رہوں۔اے پروردگار! تیری تدبیروں میں اختلاف اور مقدرات کا جلدی انجام پانا تیرے عارف بندوں کو روکے ہوئے ہے کہ وہ تیرے علاوہ کسی اور کی بخشش پر اُمید رکھیں یا مشکلات میں تیرے لطف سے نا اُمید ہوں۔

اے پروردگار! میں ملائمت کا سزاوار ہوں جبکہ تیری بارگاہ سے کرم وبزرگواری کی توقع ہے۔اے پروردگار! میرے ضعیف اور ناتوان وجود سے پہلے ہی خود کولطف ومہربانی سے متصف فرمایا ہے، اب میرے ضعیف وجود کے بعد مجھے ان دونوں چیزوں سے محروم رکھے گا۔

اے پروردگار! اگر کوئی نیکی مجھ سے انجام پائے تو یہ فقط تیرے فضل وکرم اور تیرے احسانات کی وجہ سے ہے۔اگر مجھ سے بُرا کام سرزد ہوتو وہ تیری عدالت کی وجہ سے ہے۔تو میرے لئے حجت ہے۔اے اللہ! تو مجھے کیسے بغیر کسی سرپرست کے چھوڑے گا جبکہ تو خود میری سرپرستی کا ذمہ دار ہے۔میں کیونکر ظلم برداشت کروں جبکہ تو میرا ناصر ومددگار ہے۔میں کیونکر نا اُمید اور مایوس بنوں جبکہ تو میرے لئے بہت زیادہ مہربان ہے۔

اب میں تیری بارگاہ میں اپنی فقیری کی وجہ سے متوسل ہوں اور کیسے متوسل نہ ہوں جبکہ تجھ تک رسائی ممکن نہیں ہے یا میں اپنے بُرے حالات کی شکایت کیسے کروں جبکہ تو میرے حالات سے واقف ہے یا میں کس طرح حالِ دل بیان کروں جبکہ تیرے لئے سب کچھ واضح ہے، یا یہ کیونکر ممکن ہے کہ تو میری اُمیدوں کو مایوسیوں میں بدل دے جبکہ میری اُمیدیں تیری بارگاہ میں پہنچادی گئی ہیں، یا تو میرے حالات کو کیسے درست نہیں کرسکتا جبکہ میں کھڑا ہی

تیری وجہ سے ہوں۔

بارِالٰہا! میری کثرتِ جہالت کے باوجود تو کس طرح مجھ پر مہربان ہے۔ میرے پست اور گھٹیا کردار کے باوجود تو مجھ پر کس قدر رحم کرتا ہے۔ اے پروردگار! تو میرے کس قدر قریب ہے جبکہ میں تجھ سے دور ہوں۔ تو مجھ پر کس قدر مہربان ہے اور وہ کون ہے جس نے مجھے تجھ سے چھپا رکھا ہے (اور تیرے دیدار سے محروم ہوں)۔ اے میرے معبود! آثار کے اختلافات اور حالات کے ردوبدل سے جان گیا ہوں کہ میرے بارے میں تو چاہتا ہے کہ تو اپنی ہر چیز کے ذریعے سے پہچان کروائے تا کہ میں تیرے حوالہ سے کسی چیز میں جاہل نہ رہوں۔ اے میرے معبود! جب بھی مجھے اپنی کم مائیگیوں نے خاموش کیا، تیرے کرم نے مجھے زبان بخشی اور جب بھی مجھے اپنی ذاتی اوصاف نے مایوس کیا، تیرے احسانات نے مجھے اُمیدوار کیا۔

اے میرے معبود! تیرا حکم، نافذ العمل، غالب ارادہ، کسی بولنے والے کیلئے بولنے کی اور کسی صاحبِ حال کے حالات بیان کرنے کی گنجائش ہی کہاں چھوڑتے ہیں۔

اے پروردگار! کتنی بار اپنی اطاعت کی بنیاد کھڑی کی اور حالات میں یقین محکم پیدا کیا لیکن تیرے نظامِ عدل نے میرے اعتماد کو منہدم کر دیا ہے بلکہ تیرے فضل ومہربانی نے مجھے ان سے دور کر دیا۔ اے اللہ! تو مجھے اچھی طرح جانتا ہے، اگر چہ میں اطاعت گزاری میں تسلسل نہیں پیدا کر سکا لیکن میرے دل میں تیری محبت ہمیشہ موجزن رہی ہے۔ اے میرے اللہ! میں کیسے ارادہ نہ کروں حالانکہ تو غالب ہے۔ میں کیسے عزم اور ارادہ نہ کروں حالانکہ تو حکم کرنے والا ہے۔

اے معبود! آثار میں فکر کرنا تیرے دیدار سے دوری کا سبب ہے، پس مجھے اپنی خدمت پر مامور فرما جو مجھے تیرے قریب کر دے۔ وہ شے مجھے تیرے قریب کیونکر کرے گی جو اپنے وجود کیلئے تیری محتاج ہے۔ کیا تیرے غیر کیلئے ایسا وجود وظہور ہے جو تیرے لئے نہیں ہے کہ وہ تیرے وجود کیلئے ظاہر کرنے والا ہو۔ تو کب غائب تھا کہ تیرے وجود کیلئے کسی رہنما کے محتاج ہوں۔ تو دور کب تھا کہ آثار کے وسیلہ سے تجھ تک پہنچیں۔ اندھی ہو وہ آنکھ جو تجھے اپنے لئے رقیب نہ دیکھے۔ اس بندہ کا معاملہ نقصان میں رہا جس میں تیری محبت کا حصہ نہ ہو۔

اے معبود! تو نے آثار کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرمایا، پس مجھے جامہ نور اور بصیرت ہدایت کی طرف رہنمائی فرما کہ اس کے ذریعہ تیری طرف رجوع کروں جس طرح میں اس میں داخل ہوا ہوں کہ اس کی طرف دیکھنے سے راز محفوظ رہے اور میری ہمت اس پر اعتماد کرنے سے برتر ہو۔

اے معبود! میری پستی تیرے سامنے ہے اور میرے حال سے تو واقف ہے۔ تجھ سے تیری ذات تک رسائی کا طالب ہوں۔ تجھ سے ہی رہنمائی چاہتا ہوں، پس ہدایت دے اپنی مشعل سے اپنی ذات کی طرف، اپنی بارگاہ سے مجھے اپنا سچا بندہ قرار دے۔

بارِالٰہا! مجھے اپنے علم کے خزانے سے علم عطا فرما۔ اپنے پردے سے مجھے چھپا لے۔

بارِالٰہا! مجھے اپنے حقیقی مقربین میں شمار فرما۔ اے معبود! مجھے اہلِ جذب کی راہ پر گامزن فرما۔ اے معبود! مجھے اپنے اختیار کے ساتھ، غیر کے اختیار سے، اپنی تدبیر کے ساتھ غیر کی تدبیر سے بے نیاز فرما اور اضطرار سے قرار عطا فرما۔

بارِالٰہا! مجھے نفس کی ذلت سے باہر نکال۔ میری موت سے پہلے مجھے شرک اور شک سے پاک رکھ۔ مدد کا طالب ہوں، نصرت فرما۔ تجھ پر بھروسہ ہے، مجھے تنہا نہ چھوڑ۔ تجھ سے سوال کرتا ہوں محروم نہ فرما۔ تیرے فضل کا طالب ہوں، نا اُمید نہ فرما۔ تجھ سے نسبت دیتا ہوں، دور نہ فرما۔ تیرے در پر بیٹھا ہوں، نا اُمید نہ فرما۔ تیری رضا مقدس ہے، اسے کسی علت کی ضرورت نہیں تو اس کیلئے میری جانب کیسے علت ہوگی؟

اے میرے معبود! تیری ذات بے نیاز ہے، یہاں تک کہ منافع خور تیری طرف بڑھتے ہیں۔ تو مجھے کیسے سودوزیاں سے بے نیاز نہیں کرے گا۔

بارِالٰہا! قضا وقدر نے مجھے خواہشمند بنا ڈالا ہے۔ شہوت کی طرف رغبت نے مجھے قید کر دیا ہے۔ پس میری مدد فرما اور مجھے بابصیرت بنا اور اپنے کرم سے مجھے

بے نیاز کر دے تا کہ میں تلاش اور طلب سے بے نیاز ہو جاؤں۔

تیری ذات وہ ہے جس نے اپنے اولیاء کے قلوب کو نور سے منور کیا کہ تجھے پہچان لیا اور توحید کا اقرار کیا۔تو وہ ہے جس نے اغیار کو اپنے دوستوں کے دلوں سے خارج کیا کہ انہوں نے تیرے سوا کسی سے محبت نہیں کی اور غیر کی پناہ میں نہ گئے۔تو ان کا مونس ہے۔ جب دنیا والے وحشت زدہ ہوں، تو ان کا ہادی ہے، جب ان پر نشانیاں عیاں ہوئیں۔

جس نے تجھے کھویا، اُسے کیا ملا؟ جس نے تجھے پایا، اُس نے کیا کھویا؟ نقصان اٹھایا جو تیرے غیر پر راضی ہوا اور یقیناً خسارے میں رہا، جو تیرا باغی ہوا۔ تیرے غیر کی اُمید کیسے کی جائے جبکہ تو نے اپنا احسان نہیں روکا اور تیرے غیر سے کیسے طلب کریں جبکہ تو نے اپنی بخشش کی عادت نہیں بدلی۔

اے وہ ذات جس نے اپنے عاشقوں کو محبت کی حلاوت کا ذوق عطا کیا، پس وہ تعلق کے ساتھ اُس کی بارگاہ میں رہے۔ اے وہ ذات جس نے اپنے اولیاء کو ہیبت کی پوشاک زیب تن کی اور وہ اس کے سامنے گناہوں کی بخشش کے طلبگار ہوئے۔ یاد کرنے والوں سے قبل تو یاد کرنے والا ہے۔تو احسان کے ساتھ آغاز کرتا ہے۔ عبادت گزاروں کی توجہ سے پیشتر تو اپنی عطا کے ساتھ سخاوت کرنے والا ہے۔ طلب کرنے والوں کی التجا سے پہلے تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔ پھر کیوں قرض خواہ ہم سے مانگ سکتا ہے۔

اے میرے معبود! مجھے بلا اپنی رحمت سے تا کہ میں تیری بارگاہ میں آؤں اور مجھے اپنی محبت کے جذبے کے ساتھ اپنی طرف کھینچ تا کہ اپنے دل کو تیرے حضور میں پیش کروں۔ اے میرے معبود! میری اُمید تجھ سے منقطع نہیں ہونی چاہئے کہ میں تیری نافرمانی کروں جس سے میرا خوف مجھ سے جدا نہیں ہونا چاہئے۔ میں تیری اطاعت کروں۔ دنیا والوں نے مجھے تیری طرف دھکیلا ہے۔ مجھے میرے علم نے تیرے کرم کے نزدیک کیا ہے۔ بارِالٰہا! میں کیونکر نا اُمید ہو جاؤں جبکہ تو میری آرزوؤں کا مرکز ہے اور میں کیسے شک میں مبتلا ہو جاؤں جبکہ تجھ پر میرا بھروسہ ہے۔ اے معبود! کیسے عزت کا دعویٰ کروں جبکہ خاک و ذلت کو میری فطرت میں رکھا ہے اور عزت کا دعویٰ کیوں نہ کروں جبکہ مجھے تجھ سے نسبت ہے۔

بارِالٰہا! فقر کا احساس کیوں نہ کروں جبکہ تو نے فقیروں میں میرا مسکن بنایا ہے یا احساسِ فقر کیوں کروں جبکہ تو نے اپنے کرم سے مجھے غنی کر دیا ہے۔

تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔تو نے ہر چیز کے سامنے اپنی ذات کو آشکار کر دیا ہے تو کوئی شے تجھ سے جاہل کیوں رہے؟

تیری ذات وہ ہے جس نے ہر چیز کے ذریعہ اپنی معرفت کروائی ہے۔ پس میں نے ہر چیز میں تجھے عیاں دیکھا۔تو ہر چیز کیلئے ظاہر ہے۔

اے وہ ذات جو اپنی مہربانی سے پائیدار رہا۔ اس کے نتیجہ میں عرش اپنی ذات میں پنہاں ہوا اور آثار کو بذریعہ آثار مٹا دیا۔ منتشر اور غیر محور اشیاء کو افلاک و انوار کے ذریعہ محور بخشا۔ اے وہ ذات جس نے عرش کے نورانی پردوں کو ایسا پیچیدہ بنایا جس کے دیکھنے سے آنکھیں عاجز ہیں۔

اے وہ ذات جو کمال ہے حسن و نورانیت کی۔ تجلی نے اس کی عظمت سب پر سایہ فگن کی ہے۔تو کیسے چھپتا جبکہ تو ظاہر ہے۔ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ تو غائب ہے جبکہ تو حاضر ہے اور نظر رکھے ہوئے ہے۔تو ہر چیز پر قادر ہے۔ سب تعریفیں فقط تیری ذات کیلئے سزاوار ہیں۔ (بحار۹۸:۲۱۶)

فصل دوم

آنحضرتؑ کے خطبات

☆ توحید کے بارے میں

☆ نصیحت کے بارے میں

☆ بعض مواعظ حسنہ کے بارے میں

☆ بعض مواعظ حسنہ کے بارے میں

☆ لوگوں کو جہاد کی دعوت دینے کیلئے

- ☆ اپنی توصیف میں
- ☆ اہلِ بیتؑ کے حق کو بتاتے ہوئے
- ☆ ظلم کے خلاف لوگوں کو آمادہ کرتے ہوئے
- ☆ عراق جاتے ہوئے
- ☆ ایک منزل پر
- ☆ نمازِ ظہر سے قبل حُر کے لشکر سے ملاقات کے وقت
- ☆ نمازِ عصر سے قبل حُر کے لشکر سے خطاب
- ☆ منزلِ بیضہ
- ☆ کربلا میں داخل ہوتے وقت
- ☆ شبِ عاشور
- ☆ روزِ عاشور
- ☆ صبح عاشور
- ☆ روزِ عاشور جب آپؑ محاصرہ میں تھے
- ☆ روزِ عاشور
- ☆ صبح عاشور
- ☆ روزِ عاشور اصحابِ باوفا سے
- ☆ روزِ عاشور نمازِ ظہر کے بعد اصحابِ باوفا سے

ا۔ توحید کے بارے میں آنحضرتؑ کا خطبہ

اے لوگو! ایسے لوگوں سے دور ہی رہو جو دین سے نکل گئے اور اللہ جل شانہٗ کو اپنے جیسا سمجھنے لگے۔ ان کی باتیں ایسے ہیں جیسے اہل کتاب سے کفار باتیں کرتے ہیں، حالانکہ وہی سب کچھ ہے، کوئی شے اُس کی طرح نہیں۔ وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ آنکھیں اُس کو دیکھ نہیں سکتیں جبکہ وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے۔ وہی مہربان اور تمام امور کا جاننے والا ہے۔

وہ ذات جس نے جبروت اور وحدانیت کو اپنے ساتھ خاص کر رکھا ہے جبکہ خواہش، ارادہ، قوت اور دانش کو استعمال میں لایا ہے۔ کسی بھی چیز میں اس سے جھگڑنے والا ہے ہی نہیں۔ کوئی ایسا نہیں کہ اس سے برابری کرے۔ اس کی کوئی ضد نہیں جو اس سے مقابلہ کرے۔ کوئی اس کا ہمنام نہیں جو اس سے مشابہت پیدا کرے اور نہ ہی کوئی اس کی مثل ہے کہ اس سے ہم شکل قرار پائے۔

پے در پے اُمور اس میں کمی بیشی نہیں کر سکتے۔ گردشِ ایام اس میں تبدیلی نہیں لا سکتے۔ حوادثِ زمانہ اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ اس کا وصف بیان کرنے والے اس کی عظمت کی گہرائیوں کو نہیں پا سکتے۔ اس کے جبروت کی بلندیوں کو دلوں سے محسوس نہیں کر سکتے کیونکہ اشیاء میں کوئی بھی اس کی طرح نہیں ہے۔ علماء بھی اپنی عقل کی بلند پروازوں کے باوجود اسے نہیں پا سکتے۔

منکرین اپنی تمام تر سوچ و بچار کے باوجود اس کے وجود کی تصدیق کئے بغیر نہیں رہ سکتے کیونکہ مخلوقات کی صفات میں سے کسی کے ساتھ بھی توصیف نہیں کر سکتے۔ وہ واحد اور بے نیاز ہے۔ جو کچھ بھی انسانی تصور میں آتا ہے، وہ اس ذات کے علاوہ ہے۔

وہ بھی کوئی رب ہے جسے درک کیا جا سکے! وہ بھی کوئی رب ہے جسے ہوا یا غیر ہوا گھیر لیں! وہ ہر چیز میں ہے، نہ اس طرح کہ اس کے حصار میں ہے

اور وہ تمام چیزوں سے جدا بھی ہے مگر نہ اس طرح کہ وہ اس سے مخفی ہیں۔ وہ بھی کوئی قادر ہے کہ کوئی اس کی ضد ہو اور اس سے مقابلہ کرے یا کوئی اُس کی برابری کرے۔ اس کی قیومیت گزرے ہوئے ایام کی طرح نہیں ہے اور اس کی توجہ کوئی خاص جہت نہیں رکھتی۔

جس طرح وہ آنکھوں سے مخفی ہے، عقل کی گہرائیوں سے بھی پوشیدہ ہے۔ جس طرح اہلِ زمین سے پوشیدہ ہے، اہلِ آسمان سے بھی ایسے ہی مخفی ہے۔ اس سے قرابت گویا اس کا گرامی قدر بنا دینا ہے۔ اس سے دوری گویا گھٹیا قرار دینا ہے۔ اس کا کوئی مکان نہیں ہے اور نہ ہی زمانے اس کو اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں۔ کوئی بھی اس کے اُمور میں مداخلت نہیں کرسکتا۔ اس کی بلندی سے مراد یہ نہیں کہ وہ کسی ٹیلے پر ہے۔ اس کا آنا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا نہیں ہے۔ وہ عدم سے وجود بخشتا ہے اور وجود کو نیستی میں بدل دیتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کیلئے بھی دو متضاد صفات ایک وقت میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اس کے بارے میں غور وخوض اس وجود کے متعلق ایمان تک پہنچانا ہے۔ اس کے بارے میں ایمان اور اعتقاد فقط اس کے وجود تک پہنچاتا ہے۔ (یعنی اس کی ذات کے متعلق غور وخوض اس کے وجود کو ثابت کرتا ہے لیکن پھر بھی اس کی ذات سے پردہ نہیں اٹھاتا)۔

اس کی وجہ سے صفات متصف ہوتی ہیں، نہ یہ کہ اس کی توصیف صفات سے کی جائے۔ چیزوں کی پہچان اسی کے دم سے ہے نہ یہ کہ وہ چیزوں سے پہچانا جائے۔ یہ ہے اللہ جل جلالہٗ کہ کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے۔ وہ پاک ہے۔ اس کی مانند کوئی چیز نہیں ہے۔ وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ (تحف العقول:۲۴۴)

۲۔ موعظہ میں آپؑ کا خطبہ

میں تجھے اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور قیامت کی ہولناکیوں سے بھی بچنے کی وصیت کرتا ہوں۔ میں اس دن کی علامات تجھے بتاتا ہوں، جس طرح اس سے ڈرایا گیا ہے گویا اسی طرح اس کا آنا خوفناک ہے۔ اس کا آنا انتہائی اجنبی انداز میں ہے۔ وہ بے حد تلخ اور ناگوار لقمہ ہے۔ وہ ہمہ وقت تمہارے دلوں سے چسپاں ہے۔ وہ تمہارے اور تمہارے اعمال کے درمیان حائل ہے۔

ایسی صورتحال میں اپنے بدنوں کی صحت اور طولانی عمر کو غنیمت شمار کرتے ہوئے نیکیوں میں جلدی کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دم تم پر موت آن پڑے اور تم کو منوں مٹی تلے سلادے۔ بلندی سے پستی کی طرف دھکیل دے اور اُنس وراحت بھری دنیا سے وحشت زدہ گھروں میں لے جائے۔ آرام اور روشنی سے تاریکی وظلمت میں لے جائے اور کھلے مکان سے تنگ مکان میں منتقل کردے۔ ایسا مکان کہ جس سے نہ کسی رشتہ دار سے ملاقات ممکن ہوسکتی ہے اور نہ ہی کسی بیمار کی عیادت کی جاسکتی ہے، نہ ہی کسی بلانے والے کو جواب دیا جاسکے۔

خدا مجھے اور آپ کو قیامت کی ہولناکیوں میں مدد فراہم کرے اور ہمیں اس سے نجات عطا فرمائے۔ ہمیں اور تمہیں اجر جزیل سے نوازے۔

اے اللہ کے بندو! اگر ایسے ہی ہے (تو جان لو) کہ دنیا کی زندگی بہت مختصر ہے جبکہ سفر طولانی ہے۔ پس ہمارے لئے بہتر ہے کہ ہمیں ایسے کاموں میں مصروف ہونا چاہئے جو غموں سے آزاد کردیں اور دنیا کی تباہ کاریوں سے بچنے کیلئے خود کو مصیبتوں کے حوالے کردیں۔ ہاں! ایسا کیونکر نہ ہو، درآنحالیکہ انسان اس دارِ فانی کے بعد اپنے اعمال کا گروی ہے۔ حساب وکتاب کیلئے اسکو کھڑا کیا جائے گا۔ اس دن اس کا کوئی دوست ہوگا جو اس کی مدد کرے اور نہ ہی کوئی مددگار ہوگا جو اس سے دفاع کرے۔ جو آدمی دنیا میں ایمان نہ لایا ہو یا ایمان لانے کے بعد نیکیاں نہ بجالایا ہو تو قیامت میں یہ ایمان اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ کہو! آپ انتظار میں رہئے، ہم بھی منتظر ہیں۔

میں تمہیں تقویٰ اور پرہیز گاری کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ ہر تقویٰ اختیار کرنے والے شخص کا خود خدا ضامن ہے کہ ناپسندیدہ چیز کے بدلہ پسندیدہ چیز عطا کرتا ہے۔ ایسی جگہوں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے توقع نہیں ہوتی۔

ڈرو اور ایسے لوگوں میں سے بنو جو بندوں کو گناہوں سے ڈراتے ہیں اور خود گناہوں کے عتاب سے محفوظ ہیں۔ پس اللہ تبارک وتعالی اپنی جنت

کے متعلق دھوکہ نہیں کھا سکتا اور جو کچھ اس کے پاس ہے، اس کا حصول اطاعت وفرمانبرداری کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ (تحف العقول:۲۳۹)

۳۔ بعض مواعظ حسنہ میں آپؑ کا خطبہ

اے لوگو! اچھے کاموں میں سبقت لو اور نیک کاموں میں جلدی کرو۔ اگر اچھے کاموں میں جلدی نہیں کرو گے تو کسی قسم کے اجر وثواب کو نہیں پا سکو گے۔ اپنے بارے میں اچھی شہرت اور اپنی تعریف کو اچھائی سے حاصل کرو، نہ کہ کسی مذمت گر کے احسان سے۔ جب بھی کسی ایسے شخص کے ساتھ نیکی کرو جو اس نیکی کا شکر ادا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس نیکی کا اجر خود اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ یاد رہے کہ اس کی عطا زیادہ اور اس کا اجر عظیم ہے۔

جان لو کہ لوگوں کا تم سے رجوع کرنا اللہ کی نعمت ہے۔ لہٰذا اس نعمت سے روگردانی کرنے کی صورت میں وہ پریشانی میں تبدیل ہو جائے گی۔

جان لو کہ ہر نیکی کا کام تعریف اور اجر اپنے ساتھ لاتا ہے۔ ہاں! ہر اچھے کام کی پہچان یہ ہے کہ جب بھی اسے دیکھو گے، اسی طرح حسین پاؤ گے کہ دیکھنے والے کو مسرور کر دیا ہے۔ اسی طرح برائی کی پہچان یہ ہے کہ دیکھنے میں پست ہے، دل متنفر اور آنکھیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔

اے لوگو! جو بھی سخاوت کرتا ہے، وہ خوش رہتا ہے اور جس نے بخل سے کام لیا، وہ ذلیل ہوا۔ بہترین سخاوت کرنے والا وہ ہوتا ہے جو بغیر لالچ کے سخاوت کرے۔

بہترین معاف کرنے والا وہ ہے جو طاقتور ہونے کے باوجود معاف کر دے۔ صلہ رحمی تب ہوتی ہے جب دوسرے اس سے قطع رحمی کریں۔ پھل دار درخت تب ہی تو پھل دیتے ہیں کہ ان کی جڑیں زمین میں ہیں اور شاخیں بڑھتی رہتی ہیں۔ جو بھی اپنے مؤمن بھائی کیلئے نیکی میں جلدی کرے، وہ قیامت میں اس کو ضرور دیکھے گا اور اگر کوئی اپنے بھائی کیلئے توفیق الٰہی کے تحت تعاون کرے، وہ دنیا میں ہی اس کا صلہ دیکھتا ہے۔ جو کوئی اپنے مؤمن بھائی کی مشکل گھڑی میں امداد کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے دنیا اور آخرت کی مصیبتیں دور کر دیتا ہے۔ جو دوسرے کے ساتھ نیکی کرے گا، خدا اس کے ساتھ نیکی کرتا ہے اور وہ نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (کشف الغمہ:۲:۲۹)

۴۔ بعض مواعظ حسنہ میں آپؑ کا خطبہ

بردباری اور حلم سے کام لینا زینت ہے اور وفاداری سے کام لینا جوانمردی ہے۔ صلہ رحمی نعمت ہے اور تکبر سے کام لینا گویا خود کو حد سے خارج کر دینا ہے۔ جلد بازی نادانی ہے اور نادانی کمزوری ہے۔ خود پسندی لڑکھڑا جانے کا باعث بنتی ہے اور پست کی محفل بہت بڑا شر ہے۔ فاسق وفاجر لوگوں کی محفل شکوک وشبہات پیدا کر دیتی ہے۔ (بحار:۷۸:۱۲۴)۔

۵۔ جنگِ صفین کیلئے لوگوں کو جہاد کی دعوت دینے کیلئے آنحضرتؑ کا خطبہ

اے اہلِ کوفہ! آپ بافضیلت دوست ہیں۔ آپ ہمارے لئے اندرونی لباس ہیں نہ ظاہری لباس۔ سنو! اس چیز کے احیاء کیلئے، اس چیز کے آسان بنانے کیلئے جس سے وحشت زدہ ہو، الفت اور محبت کے حصول کیلئے جس سے تم دور جا چکے ہو، آؤ مل کر اس کیلئے کوشش کریں۔

ہاں! یہ ضرور ہے کہ شر اور بدی جنگِ عظیم ہے اور اس کا لقمہ بہت دردناک ہوتا ہے۔ جنگ کے گھونٹ موت کا پیغام ہوتے ہیں۔ لہٰذا جو بھی خود کو جنگ کیلئے تیار کرے اور جنگ کیلئے زادِ راہ اکٹھا کرے، ہنگامِ جنگ میں زخم اس کو تکالیف نہیں پہنچا سکتے، حقیقت میں وہی شخص کامیاب ہے۔

جو لوگ قبل از وقت جنگ کا بازار گرم کر دیتے ہیں اور بصیرت کے علاوہ جنگ شروع کر دیں، وہ ایسے ہیں گویا اپنی قوم کو فائدہ نہیں پہنچاتے بلکہ خود کو ہلاکت کے حوالے کرتے ہیں۔ میں بارگاہِ ایزدی سے سوال کرتا ہوں کہ آپ کی صفوں میں اتحاد قائم فرمائے۔ (وقعۂ صفین:۱۱۴)

۶۔ معاویہ کے سامنے اپنی توصیف میں آپؑ کا خطبہ

موسیٰ بن عقبہ روایت کرتے ہیں کہ معاویہ سے کہا گیا کہ لوگ امام حسین علیہ السلام

کے بارے میں ایک خاص احترام رکھتے ہیں، لہٰذا امام حسین علیہ السلام کو تقریر کی دعوت دو۔ یقیناً دورانِ تقریر انؑ کی زبان میں لکنت آئے گی، لہٰذا وہ لوگوں کی نگاہوں سے گر جائیں گے۔ معاویہ نے کہا کہ امام حسن علیہ السلام کے بارے میں بھی ہم اسی قسم کی رائے رکھتے تھے، ان کو بھی تقریر کی دعوت دی اور جب انہوں نے تقریر کی تو لوگوں کی نگاہوں میں باعزت ٹھہرے بلکہ ہم رسوا ہوئے۔ لیکن لوگوں نے معاویہ کی ایک نہ مانی اور اصرار کیا، یہاں تک کہ معاویہ نے مجبوراً امام حسین علیہ السلام کو تقریر کی دعوت دی۔

امام حسین علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے۔ حمدِ باری تعالیٰ اور اُس کی تعریف بجالانے کے بعد پیغمبرِ اسلام پر درود بھیجا۔ اتنے میں سنا گیا کہ ایک آدمی نے کہا کہ یہ خطبہ پڑھنے والا آدمی کون ہے؟ امامؑ نے فرمایا:

ہم اللہ تعالیٰ کا کامیاب گروہ ہیں۔ ہم پیغمبرِ اسلام کی وہ عترت ہیں جو مقربین درگاہِ الٰہی ہیں۔ اُس کے پاک و پاکیزہ اہلِ بیتؑ ہیں۔ ہم ان دو گرانقدر چیزوں میں سے ایک ہیں جسے پیغمبرِ اسلام نے قرآن کے ساتھ دوسرا قرار دیا ہے۔ وہ قرآن جس میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔ اس کو باطل ثابت کرنے والا نہ آگے سے کوئی آسکتا ہے اور نہ ہی پیچھے سے۔ قرآن کی تفسیر کی ذمہ داری ہم پر چھوڑی گئی ہے۔ اس کی تاویل ہمارے لئے مشکل نہیں ہے۔ ہم قرآن کے حقائق کی پیروی کرتے ہیں۔

پس ایسی صورتحال میں آپ ہماری پیروی کریں کیونکہ ہماری اطاعت واجب قرار دی گئی ہے، اس لئے کہ ہماری اطاعت اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

''اللہ کی، رسولؐ کی اور اپنے میں سے ولی امر کی پیروی کرو۔ اگر کسی چیز میں جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسولؐ کی طرف لوٹاؤ''۔ دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے: ''اور اگر متنازعہ فیہ کو رسولؐ اور اولی الامر کی طرف لوٹائیں تو حقائق کی جستجو رکھنے والے ضرور سمجھ جائیں گے، اور اگر اللہ کا فضل و کرم اور اُس کی رحمت آپ کے شاملِ حال نہ ہوتی تو چند ایک لوگوں کے علاوہ شیطان کی پیروی کر رہے ہوتے''۔

اے لوگو! شیطان کی آواز پر کان دھرنے سے میں تم کو ڈراتا ہوں، اس لئے کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تم جنگ بدر میں قریش کے اس گروہ کی طرح ہو جسے شیطان نے کہا تھا کہ آج کوئی بھی تم پر غالب نہ آئے، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لیکن جیسے ہی دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو شیطان الٹے پاؤں فرار ہو گیا اور بولا کہ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر تم بھی شیطان کے ہم آواز بنے تو دیکھو گے کہ کس طرح تلواریں تم پر برستی ہیں، کس طرح نیزے وارد ہوتے ہیں اور کس طرح تیروں کا نشانہ بنتے ہو۔ اس قسم کی شکست کے بعد اسلام لانے یا شکست سے پہلے نیکی نہ انجام دینے کو ہرگز قبول نہ کرنا۔

یہاں پر معاویہ نے کہا: اے ابی عبداللہ! کافی ہے۔ (احتجاج: ۲۹۹، بحار ۴۴: ۲۰۵)

۷۔ مقامِ منیٰ میں اہلِ بیتؑ کے حق کو بتاتے ہوئے آپؑ کا خطبہ

سلیم بن قیس کہتے ہیں: امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد امت میں فتنہ وفساد بہت زیادہ پیدا ہو گیا تھا۔ صورتحال یہ تھی کہ ہر اللہ کا دوست اپنی موت کے بارے خائف تھا یا شہر سے نکالے جانے کے ڈر میں مبتلا تھا جبکہ ہر اللہ کا دشمن انتہائی آزادی سے اپنے خیالات کا اظہار کر رہا تھا۔

بہر حال مرگِ معاویہ سے ایک سال پہلے امام حسین علیہ السلام، جناب عبداللہ بن عباس اور عبداللہ ابن جعفر کو ہمراہ لئے حج بیت اللہ کیلئے مشرف ہوئے تو امام علیہ السلام نے بنی ہاشم کے مردوں، عورتوں اور غلاموں کے علاوہ اپنے آپ کو پہچاننے والے لوگوں کو اور اپنے اہلِ بیتؑ کو اکٹھا کیا، یہاں تک کہ سات سو سے بھی زیادہ لوگ، جن میں اکثر تابعین تھے اور تقریباً ۲۰۰ آدمی اصحابِ پیغمبرؐ میں سے تھے، یوں خطبہ دیا۔ حمدِ الٰہی کے بعد فرمایا:

بہر حال اس سرکش اور تجاوز کرنے والے (معاویہ) نے ہم اور ہمارے شیعوں پر ایسے ایسے ظلم روا رکھے ہیں کہ جن کے متعلق تم خود شاہد ہو۔ اس کے مظالم کے متعلق تم تک پوری خبریں پہنچ چکی ہیں۔ ایسی صورتحال میں تم سے پوچھتا ہوں۔

اگر میں سچ بولوں تو میری تصدیق کرو اور اگر خلافِ واقعہ بیان کروں تو میری تکذیب کرو۔ سب سے پہلے میں اللہ اور رسولِ خدا اور سے اپنی قرابت داری کے حق کے متعلق سوال کرتا ہوں۔ میری باتوں کو غور سے سنو اور ضبطِ تحریر میں لاؤ۔ جب بھی تم اپنے اپنے شہروں میں، اپنے قبیلے کے افراد کے پاس جاؤ تو ان میں سے جن لوگوں کے متعلق تم یقین اور وثوق رکھتے ہو، ہمارے ان حقوق کے متعلق پردہ اٹھاؤ کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حق کہنہ ہو کر ختم ہو جائے یا اہلِ باطل اس پر غالب آ جائیں۔ ہاں! یہ بات مسلّم ہے کہ خدا اپنے نور کو مکمل کر کے ہی رہے گا، چاہے کافروں کیلئے سخت ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔

سلیم بن قیس کہتے ہیں: جو کچھ قرآن میں ان کے والدین اور اہلِ بیتؑ اطہار کے بارے نازل ہوا ہے، جو کچھ پیغمبرؐ نے ان کے بارے ارشاد فرمایا، انہوں نے بیان کر دیا۔

ہر بات پر صحابہ کرام اس طرح تائید کرتے رہے کہ ہاں! ہم نے یہ بات سنی تھی اور گواہی دیتے ہیں جبکہ تابعی یوں تائید کرتے کہ ہم نے اپنے موردِ وثوق صحابہ کرام سے سنی ہے۔ پھر امام علیہ السلام یوں گویا ہوئے: خدا کی قسم! یہ باتیں اپنے قابلِ اعتماد دوستوں کو بتاؤ۔

سلیم بن قیس کہتے ہیں کہ سب سے سخت اور رقت آمیز گفتگو یہ تھی:

فرمایا: خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ جب پیغمبرؐ اسلام نے صحابہ کرام کے درمیان برادری قائم کی تو اس وقت علی علیہ السلام کو اس طرح اپنا بھائی بنایا: فرمانے لگے کہ اے علیؑ! دنیا اور آخرت میں میں تمہارا اور تم میرے بھائی ہو۔

تمام حاضرین نے بیک زبان تائید کی۔

پھر فرمایا: خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ جب پیغمبرؐ اسلام نے اپنی مسجد تعمیر کرنے کیلئے زمین خریدی، پھر مسجد تعمیر کی، پھر مسجد کے اطراف میں دس گھر بنائے جن میں سے نو گھر اپنے لئے اور ایک گھر جو درمیان میں تھا، ہمارے والد گرامی کیلئے بنایا۔ پھر مسجد کی طرف تمام کھلنے والے دروازوں کو بند کر دیا، سوائے میرے والدِ گرامی کے دروازے کے۔ جب لوگوں نے اس حوالہ سے باتیں کیں تو فرمایا کہ جس طرح نہ میں نے تمہارے دروازے اپنی مرضی سے بند کیے، اسی طرح علی علیہ السلام کا دروازہ بھی اپنی مرضی سے کھلا نہیں رکھا بلکہ یہ سب کچھ حکمِ خداوندی کے تحت ہوا ہے۔ پھر سوائے علی علیہ السلام کے تمام کو مسجد میں سونے سے منع فرما دیا جبکہ اُسی مسجد میں پیغمبرؐ اسلام کیلئے اولادیں پیدا ہوئیں۔

اس بات پر بھی سب نے تائید کی۔

کیا تم جانتے ہو کہ جب عمر بن خطاب نے اپنے گھر سے مسجد کی طرف ایک چھوٹا سا سوراخ رکھنے پر اصرار کیا لیکن پیغمبرؐ اسلام نے ایک نہ مانی بلکہ یوں خطبہ ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں ایسی پاک و پاکیزہ مسجد تیار کروں جس میں علیؑ اور انؑ کے دو بیٹے فقط رہ سکتے ہیں۔

پھر بھی سب لوگوں نے تائید کی۔

میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم نہیں جانتے کہ پیغمبرؐ اسلام نے غدیر خم میں میرے والد گرامی کو یوں منصوب کیا کہ بلند آواز میں انؑ کی ولایت کا اعلان کیا اور فرمایا کہ ضروری ہے کہ حاضرین وغائبین کو اطلاع کر دیں۔

پھر سب لوگوں نے تائید کی۔ پھر فرمایا:

خدا کی قسم! کیا تم نہیں جانتے ہو کہ پیغمبرؐ اسلام نے غزوۂ تبوک میں میرے والد گرامی سے یوں فرمایا تھا کہ آپ کی میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کی حضرت موسیٰ سے تھی اور میرے بعد تمام مؤمنین کے ولی و سرپرست ہیں۔

پھر بھی سب نے تائید کی۔ پھر فرمایا:

خدا کی قسم کھا کے بتاؤ کہ کیا اہلِ نجران کے ساتھ مباہلہ کرنے کیلئے پیغمبرؐ اسلام سوائے ہم پنجتن کے کسی کو بھی ہمراہ لے کر گئے تھے؟

پھر بھی سب نے تائید کی۔ اس کے بعد فرمایا:

خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ جنگ خیبر میں پیغمبرؐ اسلام نے علمدار علی علیہ السلام کو بنایا اور فرمایا کہ آج پر چم ایسے شخص کو دے رہا ہوں کہ جسے اللہ اور اللہ کا رسولؐ دوست رکھتے ہیں اور وہ خدا اور رسولِ خداؐ کو دوست رکھتا ہے۔ مزید اس کی نشانی یہ ہے کہ پلٹ پلٹ کر حملے کرتا ہے اور میدانِ جنگ سے فرار کرنے والا بھی نہیں ہے۔ یقیناً خدا اُس کے ہاتھوں ہی اسلام کو فتح دیتا ہے۔

پھر بھی سب نے تائید کی۔ پھر فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ رسولِ خداؐ نے میرے والد کو سورۃ برأت مکہ پہنچانے کیلئے بھیجا اور فرمایا کہ اس سورۃ کو خود میں یا کوئی میرے جیسا ہی مکہ میں لوگوں تک پہنچا سکتا ہے۔

اس پر بھی سب نے تائید کی۔ پھر آپؑ نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ ہر مشکل گھڑی میں پیغمبرؐ نے میرے والدِ گرامی کو آگے کیا کیونکہ ان کے بارے میں وثوق رکھتے تھے۔ کبھی بھی پیغمبرؐ نے انؑ کو نام سے نہیں پکارا بلکہ کہتے تھے: ''اے بھائی علیؑ''، یا کہتے تھے کہ میرے بھائی کو بلاؤ۔

اس پر پھر سب نے تائید کی۔ اس کے بعد آپؑ یوں مخاطب ہوئے:

کیا تم جانتے ہو کہ پیغمبرؐ اسلام نے ان کے اور حضرت جعفر، حضرت زید کے درمیان قضاوت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اے علیؑ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تم میرے بعد تمام مؤمنوں کے ولی اور سرپرست ہو۔

پھر سب نے تائید کی۔ پھر فرمایا:

کیا تم نہیں جانتے کہ میرے والد گرامی ہر دن اور رات میں پیغمبرؐ اسلام سے تنہائی میں ملاقات کرتے تھے۔ جب بھی انہوں نے سوال کیا، پیغمبرؐ اسلام نے جواب دیا اور جب بھی وہ خاموش ہوئے، رسولِ خداؐ نے گفتگو کا آغاز فرمایا۔

اس کی بھی سب نے بھرپور تائید کی۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا:

کیا تم نہیں جانتے کہ پیغمبرؐ اسلام نے علی علیہ السلام کو جنابِ جعفر اور حضرت حمزہ پر یوں کہہ کر برتری دی کہ اے فاطمہؑ! تمہارا اپنے خاندان میں سب سے اچھے آدمی کے ساتھ عقد کیا ہے جو اسلام، حلم اور علم میں سب سے افضل ہے۔

اس پر بھی سب نے تائید کی۔ پھر فرمایا:

کیا تم نہیں جانتے کہ پیغمبرؐ اسلام کا ارشاد ہے کہ میں پوری انسانیت کا سید و سردار ہوں جبکہ علیؑ تمام عرب کے سردار ہیں۔ حضرت فاطمہؑ تمام اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں جبکہ حسنؑ اور حسینؑ میرے دو بیٹے جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

اس پر پھر سب نے تائید کی۔ اس کے بعد فرمایا:

کیا تم نہیں جانتے کہ پیغمبرؐ اسلام نے اپنے آپ کو غسل دلوانے کیلئے علی علیہ السلام کو حکم دیا اور یہ بھی فرمایا کہ جبرائیل آپؑ کی مدد کریں گے۔ سب نے کہا: جی ہاں! یہ درست ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا:

کیا تم نہیں جانتے کہ پیغمبرؐ اسلام نے اپنی زندگی کا آخری خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ایک کتاب اللہ اور دوسرے اپنے اہلِ بیتؑ۔ پس ان دونوں سے تمسک رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔

سلیم بن قیس کہتے ہیں: جو کچھ علیؑ اور اہلِ بیتؑ اطہار کے بارے میں قرآن اور روایات میں بیان ہوا تھا، امام علیہ السلام نے سب کچھ بیان کرتے ہوئے لوگوں سے ان پر اقرار لیا اور جواب میں صحابہ کرام یوں کہتے کہ ہاں! ہم نے خود پیغمبرؐ اسلام سے سنا جبکہ تابعین کہتے تھے کہ ہم نے فلاں فلاں موثق آدمیوں سے سنا ہے۔

پھر امام حسین علیہ السلام نے صحابہ کرام کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: کیا پیغمبرؐ اسلام نے یہ فرمایا تھا کہ وہ آدمی جھوٹ بولتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ مجھے دوست رکھتا ہے جبکہ حضرت علی علیہ السلام کو دشمن رکھتا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ علی علیہ السلام کو دشمن رکھتا ہو جبکہ مجھے دوست رکھتا ہو؟ کسی نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ تو فرمانے لگے: چونکہ علی علیہ السلام مجھ سے ہیں اور میں علی علیہ السلام سے ہوں۔ جو علی علیہ السلام سے محبت رکھتا ہو، وہ مجھ سے بھی محبت رکھتا ہے اور مجھے دوست رکھنے والا گویا اللہ کو دوست رکھتا ہے۔ جو علی علیہ السلام سے بغض رکھتا ہو، وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور مجھ سے بغض رکھنے والا اللہ تعالیٰ سے بغض رکھتا ہے۔

یہاں پر بھی تمام حاضرین نے تائید کی اور کہا کہ ہاں! ہم نے سنا ہے اور پھر منتشر ہوگئے۔ (تحف العقول: ۲۳۷، احتجاج: ۲۹۶)

۸۔ ظلم کے خلاف لوگوں کو آمادہ کرتے ہوئے آپؑ کا خطبہ

اے لوگو! جس چیز سے خدا نے اپنے اولیاء کو نصیحت کی، اس سے عبرت حاصل کرو۔ جس طرح مسیحی راہبوں کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عیسائیوں کے علماء نے لوگوں کو گھٹیا اور برے کاموں سے نہیں روکا۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر ہوگئے، ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ ابن مریم نے لعنت کی کیونکہ وہ گناہگار اور حد سے تجاوز کرنے والے تھے۔ وہ ان کو برے کاموں سے روکتے نہیں تھے اور کس طرح وہ برے کام کرتے تھے۔

خدا کی انہیں سرزنش کرنے کی دلیل یہ ہے کہ وہ ظلم ہوتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے لیکن اس کو روکنے کیلئے اقدام نہیں کرتے تھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ لذاتِ دنیوی سے محظوظ ہوں اور دشمن کی دشمنی سے بھی محفوظ رہیں۔ جبکہ ارشادِ باری تعالیٰ یوں ہے:

''لوگوں سے نہ ڈرو، فقط مجھ سے ڈرو''۔ مزید فرماتے ہیں: ''ایمان دار مؤمن مرد اور عورتوں میں سے بعض دوسروں پر فضیلت رکھتے ہیں اور دوسرے بعض نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے اہم فریضے سے خدا نے ابتداء فرمائی ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسا وظیفہ انجام پا جائے تو واجبات پر عمل آسان اور تمام مشکلیں حل ہو جاتی ہیں کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کی دعوت دیتا ہے کہ ظلم کا جواب دو اور ظالم کی مخالفت کرو۔ یاد رکھو! صدقات اور بیت المال کو بعض جگہوں سے وصول کرنا اور پھر اس کو درست جگہوں پر خرچ کرنا بھی ہے۔

اے لوگو! تم علم، اچھائی اور نصیحت لینے میں معروف ہو (شہرت رکھتے ہو) اور دینی حوالہ سے لوگوں کے دلوں میں احترام اور اثر رکھتے ہو، شریف لوگ تمہاری قدر کرتے ہیں اور کمزور لوگ بھی تمہارا احترام کرتے ہیں۔ تمہارے برابر والے لوگ بھی تم کو مقدم رکھتے ہیں جبکہ تم ان پر کسی قسم کا حق نہیں رکھتے۔ تم اس وقت حاجتوں کو پورا کرتے ہو جب طلبگار مایوس ہو چکے ہوتے ہیں۔ تم بادشاہوں اور بزرگوں کی طرح راہ چلتے ہو۔

یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ تم سے الٰہی مقاصد کیلئے قیام کرنے کی توقع کی جارہی ہے، اگرچہ تم بہت سے حقوقِ خداوندی سے کوتاہی برتتے ہو اور حقوقِ آئمہؑ کو بہت خفیف شمار کرتے ہو۔ بہت سے کمزوروں کے حقوق کو ضائع کر چکے ہو جبکہ اپنے حقوق کو اپنے گمانوں کے مطابق طلب کرتے ہو۔ نہ ہی مال خرچ کرتے ہو اور نہ ہی جس مقصد کیلئے خلق کئے گئے ہو، اپنی جانوں کو خطرات میں ڈالتے ہو۔ نہ ہی خدا کی خاطر رشتہ داروں سے مخالفت مول لیتے ہو۔

اس کے باوجود اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس میں ٹھہرائے جانے کی توقع رکھتے ہو اور رسولوں کے جوار (ہمسائیگی) کی توقع رکھتے ہو۔ اس کے عذاب سے محفوظ رہنے کا خیال دل میں رکھتے ہو۔ اے خدا پر احسان کرنے والو! میں تمہارے عذاب میں مبتلا ہونے کے متعلق ڈرتا ہوں کیونکہ تم اس مقام و مرتبہ پر فائز ہو چکے ہو جس سے دوسرے محروم ہیں۔ معروف بزرگوں کا احترام نہیں کرتے ہو جبکہ تم خدا کی وجہ سے ہی لوگوں کے درمیان محترم ہو۔

تم خود دیکھ رہے ہو کہ خدا سے کئے وعدوں کو توڑا جارہا ہے۔ قوانین خدا کی مخالفت کی جارہی ہے جبکہ تم کسی قسم کی پریشانی ظاہر نہیں کررہے ہو۔

اپنے آباء واجداد کی ہتک پر تو فوراً احتجاج کرتے ہو، پیغمبرؐ اسلام کے اصولوں کو انتہائی کم مایۂ سمجھ کر توڑا جارہا ہے جبکہ تم اس کو کسی قسم کی اہمیت نہیں دے رہے ہو۔ اندھے، گونگے اور معذور لوگ مختلف شہروں میں بغیر کسی سرپرست کے پڑے ہیں، ان پر کسی قسم کا رحم نہیں کیا جارہا ہے اور نہ ہی تم لوگ اپنی حیثیت کے مطابق فعالیت کررہے ہو۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں معروف لوگوں کی بھی مدد نہیں کرتے ہو۔ سازش کرتے ہوئے لوگوں کی لگامیں ڈھیلی کررہے ہو۔ اللہ تعالیٰ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دے چکا ہے۔ البتہ تم اس سے غافل ہو۔

سب سے بڑی مصیبت تم علمائے کرام کیلئے ہی ہے کیونکہ تمہاری موقعیت اور مقام زیر بحث ہے۔ لیکن افسوس! تم اس صورتحال کو درک نہیں کررہے۔ حق تو یہ ہے کہ امورِ مملکت کی باگ ڈور ایسے علمائے ربانی کے پاس ہونی چاہئے جو اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام کے امین ہیں۔ تم سے یہ حیثیت چھینی جاچکی ہے۔ جیسے ہی یہ مقام تم سے چھینا گیا، حق کے اطراف سے بھاگ گئے ہو یا حق سے متفرق ہوگئے ہو۔ دلائل واضح کے باوجود سنتِ پیغمبرؐ میں اختلاف پر اتر آئے ہو۔

اگر مصیبت پر صبر سے کام لیتے اور خدا کی خاطر مشکلات تحمل سے حل کرتے تو آج امورِ مملکت کی باگ ڈور تمہارے پاس ہوتی۔ تمام امور کو گردش میں لانے والے تم ہی ہو لیکن تم نے ظالموں کو اپنے اوپر مسلط کرلیا اور امور کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں تھمادی ہے تاکہ وہ غلطیوں کا ارتکاب کرتے چلے جائیں اور شہوتوں میں اندھے ہوکر چلتے جائیں۔ تم لوگوں نے موت سے فرار کرتے ہوئے اور چند روزہ زندگی کی رعنائیوں کی خاطر ان کو مسلط کیا ہے۔

ان کوتاہیوں کی وجہ سے ہی تو تم نے کمزور لوگوں کو ان کے حوالے کردیا ہے تاکہ وہ بعض لوگوں کو غلام اور دوسرے بعض کو معاشی مسائل میں جکڑ کر ذلیل ورسوا کردیں۔ بارگاہِ خدائے جبار میں گستاخی کرتے ہوئے محض نفس کی خاطر حکومتی فیصلے کریں یا حکومت چلائیں!

انہوں نے ہر شہر میں نمائندے مقرر کرلئے ہیں جو ان کی مرضی کی تقریریں کرتے ہیں اور تمام مملکتِ اسلامیہ ان کے قدموں میں ہے جس میں وہ تمام سیاہ وسفید کے مالک ہیں۔ تمام لوگوں کو انہوں نے اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ ہر وہ ہاتھ جو ان کا راستہ روک سکتا ہے، فی الحال وہ خود سے دفاع نہیں کرسکتا۔ البتہ ایک ایسا طبقہ یا گروہ انہوں نے تیار کرلیا ہے جو سخت گیر اور خواہ مخواہ دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر ضعیف اور کمزور پر ظلم کرتا ہے۔ یا ایسا گروہ جو موت وحیات کے مالک پر عقیدہ نہیں رکھتا۔ تعجب ہے اور کیوں متعجب نہ ہوں حالانکہ مملکت ایک ایسے ستمگر، دھوکہ باز اور ظالم کے ہاتھوں میں ہے جو مؤمنین پر بغیر کسی رحم کے حکومت کررہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی ہمارے درمیان حاکم ہے اور خود اپنے حکم کے مطابق وہی ہمارے درمیان قاضی ہے۔

اے پروردگار! تو جانتا ہے کہ یہ ساری تحریک، حکومت وقدرت کے حصول کیلئے بھی نہیں ہے اور نہ ہی مالِ دنیا اکٹھا کرنے کیلئے، بلکہ یہ سب کچھ فقط اس لئے ہے کہ تیرے دین کے معارف لوگوں کو دکھلائیں اور مملکتِ اسلامیہ میں جدید اصلاحات کو متعارف کروائیں تاکہ تیرے مظلوم بندے سکون کا سانس لیں اور واجبات، احکامات اور تیری سنتوں پر عمل ہو۔

ایسی صورتحال میں اگر تم میری مدد نہیں کروگے تو گویا ظالم قدرت پیدا کرلیں گے اور یاد رکھو وہ تمہارے نبیوں کے جلائے ہوئے چراغوں کو گل کرنے کے درپے ہیں۔ خدا ہمارے لئے کافی ہے اور ہم اُسی پر توکل کرتے ہیں۔ اُسی کی طرف آہ وزاری کرتے ہیں اور وہ ہی ہماری پناہ گاہ اور ہماری بازگشت اسی کی طرف ہے۔ (تحف العقول: ۲۳۷)

۹۔ عراق جاتے ہوئے آنحضرتؑ کا خطبہ

تمام تعریفیں اُسی کیلئے ہیں۔ وہ جو چاہتا ہے، وہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر نہ قدرت ہے اور نہ طاقت۔ محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود وسلام ہو۔ فرزندِ آدمؑ کے ساتھ موت ایسے ہی لگی ہوئی ہے جیسے جوان عورت کے گلے ساتھ گلوبند لگا ہوتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ کے حضرت یوسفؑ سے ملنے کے اشتیاق سے کہیں بڑھ کر مجھے اپنے اسلاف سے ملنے کا اشتیاق ہے۔ ہاں! میرے لئے شہادت کی جگہ منتخب کرلی گئی ہے۔

گویا میں دیکھتا ہوں کہ میری ہڈیوں کو چبانے کیلئے کربلا کے درمیان بھیڑیئے دوڑے چلے آرہے ہیں۔ وہ اپنے خالی پیٹوں کو ان سے بھریں گے۔لیکن تقدیر کے لکھے سے راہِ فرار ممکن نہیں ہے۔

اللہ کی خوشی ہی ہم اہلِ بیتؑ کی خوشی ہے۔لہٰذا ہم اس کی ہر مصیبت پر صبر سے کام لیں گے۔ وہ یقیناً صبر کرنے والوں کو اجر سے نوازتا ہے۔پیغمبرؐ اسلام کے بدن کا ٹکڑا ان سے دورنہیں رہ سکتا۔وہ بہشت میں سارے اکٹھے ہوں گے۔پیغمبرؐ اسلام یقیناً خوش ہوں گے کیونکہ خدا سے کئے وعدے کوعملی شکل میں دیکھیں گے۔

کون ہے جومیرے اہداف سے متفق ہے اورکون ہے جوخودکولقاءِ الٰہی کیلئے آمادہ کر چکا ہے؟ آؤ ہمارے ساتھ چلو، انشاءاللہ کل صبح میں سفر کا آغاز کروں گا۔(لہوف:۲۵)

۱۰۔ راستے کی منازل میں سے ایک پر آپؑ کا خطبہ

اللہ کے نام کے ساتھ جونہایت بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ مجھے حضرت مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر کے قتل کی انتہائی دردناک خبر موصول ہوئی ہے اور ہمارے شیعوں ہی نے ہماری حمایت سے ہاتھ اٹھالیا ہے۔لہٰذا تم میں سے بھی کوئی جانا چاہتا ہے تو وہ جاسکتا ہے۔میری طرف سے اُس پر کوئی حق نہیں ہے۔(طبری ۷:۲۹۴، ارشاد:۲۲۳)

۱۱۔ نمازِظہر سے پہلے جنابِ حُر کے لشکر سے ملاقات کرتے وقت آنحضرتؑ کا خطبہ

حمد اورثنائے الٰہی کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے خطوط موصول ہونے اورتمہارے قاصدوں کی دعوت پر تمہارے پاس آیا ہوں۔تمہارے قاصدوں نے یوں پیغام پہنچائے ہیں کہ ہم فی الحال امام اور ہادی سے محروم ہیں،لہٰذا آپؑ ہمارے پاس تشریف لائیں۔شاید آپؑ کی وجہ سے ہی خدا ہمیں حق اور ہدایت کی راہ پر چلنے کی توفیق عطافرمائے۔(بحار۴۴:۳۷۶،خوارزمی درمقتل:۲۳۱)

اب اگرتم اس قول وقرار پر باقی ہوتو مجھے بتاؤ، میں تمہارے وعدے اوروثوق سے مطمئن ہونا چاہتا ہوں۔لیکن اگرتم اپنے وعدوں پر کاربندنہیں ہواور میرا آنا تمہارے لئے مشکلات کاباعث ہےتو میں ابھی جہاں سے آیا ہوں، وہاں لوٹ جانے کیلئے تیارہوں۔(بحار۴۴:۳۷۶،طبری ۷:۲۹۷)

۱۲۔ جنابِ حُر کے لشکر سے عصر کی نماز سے پہلے آپؑ کا خطبہ

اے لوگو! اگرتم اللہ سے ڈرتے ہواوراہلِ حق کو پہچانتے ہوتو خدا تم سے راضی ہوگا۔وہ اہلِ بیتؑ محمدؐ ہم ہی ہیں۔ہم امرولایت میں زیادہ حق رکھتے ہیں،اُن لوگوں کی نسبت جو بے جاحکومت کادعویٰ کررہے ہیں۔وہ کسی قسم کاحق نہیں رکھتے اورتم پر بھی ظلم وستم روارکھے ہیں۔

لیکن پھر بھی اگرمیرے آنے کوناپسند کرتے ہو،میرے حق سے چشم پوشی کرتے ہواوراپنے ارسال شدہ خطوط میں درج آراء سے منحرف ہوگئے ہوتو میں واپس لوٹ جانے کوتیارہوں۔(بحار۴۴:۳۷۶)

۱۳۔ منزلِ بیضہ پر آپؑ کا خطبہ

اے لوگو! بے شک رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگرکوئی ایسے جابر بادشاہ کو دیکھے جوحرام خدا کوحلال اوراللہ سے کئے اپنے عہد کوتوڑنے والا ہواور سنتِ رسولؐ کی مخالفت کرنے والا ہو،لوگوں کے درمیان گناہ اوردشمنی سے حکومت کرتا ہوتو وہ اپنے قول یافعل سے اس جابرحکمران کی مخالفت نہ کرے، خدا اُس کوجہنم میں ڈالنے کامکمل حق رکھتا ہے۔

اے لوگو! خبردار رہنا، اس حکمران طبقے نے رحمان کی اطاعت کوچھوڑ کر شیطان کی اطاعت کواپنے لئے لازم قرار دیا ہے۔فساد کی ترویج سے حدودِ الٰہی کومعطل کررکھا ہے۔غنائم کواپنے ہی ساتھ مخصوص کرچکے ہیں۔حرام خدا کوحلال اورحلال خدا کوحرام کرچکے ہیں۔لہٰذا اسلامی معاشرہ کی رہبری اورقیادت

کیلئے ان سے کہیں زیادہ حقدار ہوں۔ بہر حال تمہارے خطوط کی عبارات سے اور قاصدوں سے تو یہی مطلب نکلتا ہے کہ تم میری بیعت کرتے ہو اور تم مجھے دشمنوں کے سامنے تنہا چھوڑ کر میری حمایت اور مدد سے ہاتھ نہیں اٹھاؤ گے۔

اب اگر تم لوگ میری بیعت پر باقی ہو تو جان لو کہ بہت بڑی سعادت حاصل کر چکے ہو۔ ہاں! میں، حسینؑ ابن علیؑ اور ابن فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ، میری جان تم لوگوں کے ساتھ ہے اور میرے اہلِ خانہ تمہارے اہلِ خانہ کے ہمراہ ہیں۔ تمہیں چاہئے کہ مجھے اپنے لئے اسوہ قرار دو۔

اگر تم ایسا نہ کرو بلکہ مجھ سے عہد شکنی کر کے اپنی بیعت سے بھی منحرف ہو گئے ہو تو سنو کہ یہ کوئی پہلی بار نہیں ہوا۔ تحقیق تم نے تو میرے والد، بھائی اور چچازاد مسلم سے بھی ایسے ہی کیا ہے۔ دھوکے کے ساتھ ان سے عہد شکنی کر چکے ہو۔ اپنے حصہ اور حق کو حاصل کرنے میں خطا کر چکے ہو بلکہ اپنا نصیب ضائع کر چکے ہو۔ جو بھی کسی سے عہد شکنی کرتا ہے گویا خود سے عہد شکنی کرتا ہے۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا۔ تم پر سلام اور اللہ کی رحمتیں ہوں۔ (ابن اثیر در کامل ۳: ۲۸۰، انساب الاشراف ۳: ۱۷۱)

۱۴۔ کربلا میں داخل ہوتے وقت آپؑ کا خطبہ

روایت ہے کہ جب عبید اللہ ابن زیاد کی طرف سے جنابِ حر کو خط ملا جس میں لکھا تھا کہ امام حسین علیہ السلام سے سختی سے پیش آؤ۔ وہی خط جنابِ حر نے امام حسین علیہ السلام کو پڑھایا۔ پھر امام حسینؑ کو سفر جاری رکھنے سے روکنے کی کوشش کی۔ امام علیہ السلام اٹھے اور ایک خطبہ دیا۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد یوں فرمایا: تحقیق جو کچھ ہم پر نازل ہوا ہے، اُسے دیکھ رہے ہو (یا جو مصیبت ہم پر آئی ہے، اُس کو دیکھ تو رہے ہو)۔ ہاں! روزمرہ حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ دنیا نے بُرے انداز میں کروٹ بدلی ہے۔ دنیا کی اچھائیاں پس پشت کر دی گئی ہیں۔

اخلاقِ حسنہ اور فضائل انسانی برتن میں لگے پانی سے بھی کم رہ گئے ہیں۔ معاشرہ انتہائی ذلت و رسوائی کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں کیا جا رہا جبکہ باطل پر عمل کرنے سے روکا نہیں جا رہا۔ ایسی صورتحال میں مؤمن سزاوار ہے کہ اپنے رب سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کرے۔ ہاں! ایسی صورتحال میں موت کو بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو بہت بڑی بدبختی اور ذلت سمجھتا ہوں۔

ایک اور روایت میں یوں ہے:

بے شک یہ دنیا انتہائی منفی انداز میں بدلی ہے جس میں اچھائیاں رخصت ہو گئی ہیں۔ دنیا میں اچھائیاں برتن میں لگے پانی کی مقدار کے برابر ہیں اور معاشرہ انتہائی ذلت و رسوائی کی زندگی گزار رہا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں کیا جا رہا اور باطل پر عمل کرنے سے روکا نہیں جا رہا۔ ایسی صورتحال میں مؤمن کو حق ہے کہ اپنے رب سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کرے۔ البتہ ایسی صورتحال میں موت کو سعادت سمجھتا ہوں جبکہ ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو بہت بڑی ذلت سمجھتا ہوں۔

ہاں! لوگ دنیا کے غلام ہیں۔ دین کی حیثیت ان کے نزدیک لقلقہ زبان سے زیادہ نہیں ہے۔ وہاں وہاں وہ دین کے محافظ ہیں جہاں جہاں سے ان کو دنیا حاصل ہوتی ہے اور جب امتحان کی گھڑی آتی ہے تو بہت کم دین دار نظر آتے ہیں۔

(لہوف: ۳۴، کشف الغمہ ۲: ۳۲، بحار ۴۴: ۳۸۱)

۱۵۔ شبِ عاشور میں اپنے اصحاب کے سامنے آپؑ کا خطبہ

میں اللہ سبحانہٗ کی بہترین انداز میں تعریف کرتا ہوں اور میں راحت اور رنج والم میں بھی اُسی کی تعریف بجالاتا ہوں۔ اے پروردگار! میں تیری اس بات پر حمد بجالاتا ہوں کہ تو نے ہمیں نبوت کے ساتھ عزت بخشی۔ علومِ قرآن کی ہمیں تعلیم دی۔ دینِ حنیف اسلام میں فقاہت بخشی اور ہمیں حق سننے والے

کان، چشم بینا اور دل عطا کیے ہیں اور ہمیں مشرکوں میں سے قرار نہیں دیا۔

میں اپنے اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب نہیں جانتا جبکہ اپنے اہلِ بیتؑ سے بہتر کسی کے اہلِ بیت نہیں جانتا۔ میری طرف سے اللہ تعالیٰ تم کو بہترین جزائے خیر سے نوازے۔

مجھے اپنے جد رسولؐ اللہ نے خبر دی تھی کہ مجھے عراق آنے پر مجبور کیا جائے گا اور مجھے کربلا نامی جگہ پر اتارا جائے گا اور وہیں پر ہی شہید کر دیا جاؤں گا۔ اب وقتِ شہادت آن پہنچا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ کل صبح ہی دشمن جنگ کا آغاز کر دے گا۔ لہٰذا میں تم سب کو آزاد کرتا ہوں اور اپنی بیعت تمہاری گردنوں سے اٹھالیتا ہوں۔ تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ رات کی تاریکی سے استفادہ کرو اور تم میں سے ہر ایک میرے خاندان سے کسی ایک آدمی کا ہاتھ تھام کر کسی شہر کی طرف چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو جزائے خیر سے نوازے۔

یہ لوگ صرف میرے خون کے پیاسے ہیں، اگر مجھے حاصل کر لیں گے تو دوسروں سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ اللہ تم سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ (لہوف: ۷۹)

۱۶۔ عاشور کے دن اپنے اصحاب سے آپؑ کا خطاب

امام سجاد علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حسین بن علی علیہما السلام پر عاشور کے دن جنگ تیز تر ہوگئی تو اصحابِ حسین علیہ السلام میں سے بعض متوجہ ہوئے کہ بعض لوگ جنگ میں شدت سے گھبرائے گھبرائے لگتے ہیں۔ البتہ خود امام حسین علیہ السلام اور انؑ کے بعض خاص ساتھی جیسے جیسے وقتِ شہادت قریب تر ہو رہا ہے، وہ خوش و کرم اور پُر سکون دکھائی دے رہے ہیں۔ ان میں سے بعض اصحاب نے دوسرے اصحاب کو کہا کہ فلاں کو دیکھیں کہ اُس کو موت کی پروا تک نہیں ہے۔ اتنے میں امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اے عظیم الشان لوگوں کے بیٹو! صبر و تحمل سے کام لو۔ موت فقط ایک پل ہے جو تم کو سختیوں سے نجات دے کر وسیع اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں تک پہنچاتی ہے۔

آخر تم میں سے وہ کون ہے جو زندان سے ایک عالیشان محل کی طرف منتقل نہیں ہونا چاہتا جبکہ تمہارے دشمن ایک محل سے زندان اور عذاب والی جگہ منتقل ہو رہے ہیں۔

میرے والد گرامی پیغمبرؐ اسلام سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ دنیا مؤمن کیلئے پنجرہ ہے، زندان ہے اور کافر کیلئے جنت ہے۔ ہاں! موت ایک پل ہے جو مؤمنین کو جنت کی طرف منتقل کرے گا جبکہ کافروں کو جہنم میں منتقل کرتا ہے۔ میں نے جھوٹ سنا ہے اور نہ ہی جھوٹ بول رہا ہوں۔ (معانی الاخبار: ۲۸۹)

۱۷۔ صبح عاشور آنحضرتؑ کا خطبہ

روایت ہے کہ صبح عاشور لشکر عمر بن سعد امام حسین علیہ السلام کے خیام کے اطراف میں گردش کر رہا تھا کہ اتنے میں امام علیہ السلام نے اپنا گھوڑا طلب فرمایا اور اُس پر سوار ہوئے اور یوں بلند آواز میں پکارا:

''اے اہلِ عراق!''

لوگوں کی اکثریت سن رہی تھی۔ آپؑ نے فرمایا:

اے لوگو! میری بات کو سنو اور جلدی نہ کرو، یہاں تک کہ میں تمہیں بہترین چیز کی نصیحت کروں تاکہ کل کسی قسم کا بہانہ نہ پیش کر سکو۔ اگر میرے ساتھ

انصاف کرو گے تو ہمیشہ کیلئے سعادت مند ٹھہرو گے اور اگر میرے ساتھ انصاف نہ کرو گے تو ضرور آپس میں مشورہ کرو یعنی اپنی آراء کو یکجا کرو، پھر میرے بارے میں کچھ فیصلہ کرنا تا کہ میرے قتل میں شریک ہونے سے بچ جاؤ۔ ہاں! پھر مجھے کسی قسم کی مہلت نہ دینا۔ جان لو کہ میری سرپرست وہ ذاتِ گرامی ہے جس نے قرآن نازل فرمایا ہے اور وہی صالحین کا سرپرست ہے۔

پھر حمدِ باری تعالیٰ میں جو کچھ مناسب تھا، بیان فرمایا۔ پھر ملائکہ اور حضرت محمدؐ اور انبیاء پر اس طرح درود و سلام بھیجے گویا ان سے پہلے اور بعد میں یوں فصیح و بلیغ گفتگو کسی سے نہیں سنی گئی۔ پھر یوں گویا ہوئے:

اے لوگو! میرے نسب میں غور کرو اور دیکھو کہ میں کون ہوں۔ پھر اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھو اور خود کو ملامت کرو۔ آیا میرا قتل تمہارے لئے جائز ہے؟ آیا میری ہتکِ حرمت کرنا تمہارے لئے درست ہے؟ کیا میں تمہارے نبیؐ کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا میں نبیؐ کے وصی کا بیٹا نہیں ہوں اور اُن کے چچا کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا میرے والدِ گرامی پہلے مؤمن اور اپنے رب سے جو کچھ پیغمبرؐ اسلام لائے ہیں، اُس کی تصدیق کرنے والے نہیں ہیں؟

کیا سید الشہداء حضرت حمزہ میرے چچا نہیں ہیں؟ آیا جعفر طیار جو جنت میں محوِ پرواز ہیں، میرے چچا نہیں ہیں؟ آیا یہ حدیث تم نے نہیں سنی کہ پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا ہے کہ میں اور میرا بھائی جوانانِ جنت کے سردار ہیں؟

ہاں! اگر تم میری باتوں کی تصدیق کرتے ہو اور میں حق کہہ رہا ہوں تو خدا کی قسم! جب سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کو ناپسند فرماتا ہے، ہرگز جھوٹ نہیں بولا ہے اور اگر مجھے جھٹلاتے ہو تو اس وقت بھی تم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ اگر اُن سے پوچھا جائے تو یقیناً جواب دیں گے یا تم کو اطلاع دیں گے۔ جابر بن عبداللہ انصاری، ابا سعید خدری، سہل بن سعد ساعدی، زید بن ارقم اور انس بن مالک جیسے لوگ ہیں جو تم کو اطلاع دیں گے کہ خود انہوں نے پیغمبرؐ اسلام سے یہ حدیث میرے اور میرے بھائی حسن علیہ السلام کے بارے میں سنی ہے۔ آیا یہ سب کچھ تمہیں میرا خون بہانے سے نہیں روکتا؟

اگر اس قسم کے موارد میں شک اور تردد ہے تو کیا اس بات میں بھی شک میں ہو کہ میں تمہارے نبی کی بیٹیؑ کا فرزند ہوں؟ خدا کی قسم! مشرق و مغرب میں تم میں اور تمہارے غیر میں میرے علاوہ نبی کی بیٹیؑ کا فرزند کوئی نہیں ہے۔ افسوس ہے تم پر۔ آیا مجھے کسی کے قتل کرنے کے جرم میں یا میں نے کسی کا مال ضائع کیا ہے یا مجھے کسی کو زخمی کرنے کے جرم میں قصاص کے طلبگار ہونے کے ناطے قتل کرنا چاہتے ہو؟

اتنے میں لشکر پر مکمل سکوت طاری ہو گیا۔ پھر یوں فرمایا:

اے شبث بن ربعی، اے حجار بن ابجر، اے قیس بن اشعث، اے یزید بن حارث، کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پک چکا ہے اور پتے سبز ہو چکے ہیں۔ البتہ آپ جب کوفہ آئیں گے تو گویا لشکر کو آمادہ و تیار پائیں گے۔ گویا آپ آمادہ شدہ لشکر کی طرف آئیں گے۔

خدا کی قسم! میں ہرگز تم جیسے ذلیل لوگوں میں اپنا ہاتھ نہیں دوں گا اور غلاموں کی طرح تمہارے پرچم تلے بھی نہیں آؤں گا۔

پھر فرمایا:

اے اللہ کے بندو! میں اپنے اور تمہارے رب سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھے قتل کرو اور اپنے اور تمہارے رب سے ہر اُس متکبر سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو روزِ قیامت پر ایمان نہیں رکھتا۔ (بحار ۶:۶۵)

۱۸۔ عاشور کے دن آپؑ کا خطبہ جب ہر طرف سے محاصرہ میں تھے

روایت ہے کہ جب عمر بن سعد نے جنگ کیلئے اپنا لشکر تیار کر لیا اور امام حسین علیہ السلام کو اپنے محاصرے میں لے لیا، گویا اطراف سے ایک حلقہ سا بنا لیا تو اتنے میں امام حسین علیہ السلام نکلے اور لوگوں کے قریب آئے۔ امام علیہ السلام نے لوگوں سے چاہا کہ خاموشی اختیار کریں لیکن لوگ نہ مانے یا خاموش ہونے سے انکار کر دیا۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا:

افسوس ہے تم پر! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ میری باتیں سننے کیلئے خاموشی کیوں نہیں اختیار کرتے، حالانکہ میں نے راہِ ہدایت کی ہی دعوت دینی ہے۔ ہاں! جو بھی میری اطاعت کرے گا، وہ ہدایت یافتہ ہوگا اور جو مجھ سے دشمنی برتنے والا ہے، وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ جو میری نافرمانی کرتا ہے، وہ ہلاک ہونے والوں میں ہے۔ میری بات پر کان نہ دھر کر گناہ گار رہو۔ تمہارے شکم حرام سے پُر ہیں اور تمہارے دلوں پر گمراہی کی مہر لگ چکی ہے۔ تمہارے لئے خرابی ہے۔ تم خاموش ہو کر میری بات نہیں سنتے۔

اس وقت عمر سعد کی فوج آپس میں ملامت کرنے لگی۔ اُس نے سرزنش کی اور کہا کہ خاموش ہو جاؤ۔ امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور فرمایا:

''تمہارے ہاتھ کٹ جائیں اور کوتاہ ہو جائیں۔ جب تم حیران و پریشان تھے، مجھ سے نصرت کے خواہاں ہوئے اور میں تمہاری مدد کیلئے آیا۔ تم نے اپنی تلواریں ہمارے خلاف ننگی کیں۔ ہمارے اور تمہارے دشمنوں نے فتنہ کی آگ بھڑکائی اور نہ اُن سے تمہیں کوئی انصاف کی اُمید ہے۔ صرف دنیا کی حرام خوراک تمہیں کھلاتے ہیں۔ پست ترین زندگی جس کی تم طمع رکھتے ہو، تمہیں مہیا کرتے ہیں۔ وہ عمل جو ہمارے غیر کی طرف سے انجام دیا گیا ہو، وہ قبولیت کو نہیں پہنچے گا۔

کیا تمہارے لئے یہ روزِ سیاہ نہیں کہ تم ہمیں ناپسند کرتے ہو اور ہمیں ترک کرتے ہو، دشمن کی حمایت کیلئے اپنے آپ کو آمادہ کئے ہوئے ہو جبکہ تلواریں نیام کے اندر تھیں اور نہایت آرام و سکون سے رہ رہے تھے۔ لیکن اب ہمارے خلاف سرعت و جلد بازی دکھا رہے ہو جیسے مکھیاں تیزی سے اُڑتی ہیں اور پروانوں کی طرح ہمیں گھیرے ہو، پس تمہارے چہرے مسخ ہوں۔

تم اس اُمت کے باغی ہو اور جمہور سے جدا ہونے والے ہو۔ کتاب کو پس پشت ڈالنے والے، شیطانی وسوسے میں مبتلا، گناہ پر کمر بستہ، کتابِ خدا میں تحریف کنندہ، سنتِ پیغمبر کو نابود کرنے والے، انبیاء کی اولاد کے قاتل، اوصیاء کی عشرت کو مارنے والے، زنا زادوں کو اپنے نسب میں شامل کرنے والے، مؤمنوں کو اذیت دینے والے، تمسخر اڑانے والوں کے سردار جنہوں نے قرآن مذاق میں پکڑا۔

تم حرب کی اولاد ہو۔ اس کے ماننے والے اس پر اعتماد کرتے رہے اور ہماری بے حرمتی کرتے ہو۔ ہاں! خدا کی قسم! تمہاری عہد شکنی مشہور ہے اور تم خیانت کار ہو۔ تمہارے اصول و فروع کا مدار اسی پر ہے جو تمہیں وراثت میں ملی ہے۔

تمہارے دل اس پر قائم ہیں۔ تمہارے دلوں پر پردے پڑ چکے ہیں۔ تم نجس ترین چیز سے مشابہ ہو اور غاصب کا لقمہ ہو۔ آگاہ رہو! خدا کی لعنت ہے پیمان شکنوں پر جنہوں نے قسم کھائی اور تاکید کے بعد توڑا۔ جس پر خدا کو اپنا وکیل قرار دیا تھا، خدا کی قسم! تم وہی گروہ ہو۔

اس حرام زادے نے جو حرام زادے کا بیٹا ہے، مجھے دو باتوں پر مجبور کیا ہے کہ یا قلیل گروہ کی مدد سے جنگ کروں یا ذلت کے ساتھ بیعت کروں۔ افسوس! میں ذلت کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے بھی پسند نہیں فرمایا۔ نیز پیغمبرؐ اور اصلابِ پاک نے جس کے دامن پاکیزہ اور غیرت مند، جنہوں نے کبھی ذلت پسند نہیں کی، ذلیلوں کی فرمانبرداری کو برگزیدہ لوگوں کی موت کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔

آگاہ رہو! میں نے تمہارے لئے کوئی بہانہ اور کوئی عذر نہیں چھوڑا ہے اور تم کو نصیحت کی ہے۔ آگاہ رہو! میں اسی گروہ کے ساتھ، ان قلیل دوستوں اور تھوڑے سے اصحاب کی مدد سے جنگ کروں گا۔

اس کے بعد ان اشعار کی قرأت فرمائی:

اگر ہم کامیاب ہوئے تو کامیابی ہماری پرانی عادت ہے

اگر ہم پر تسلط حاصل کرو گے تو بھی ہم شکست خوردہ نہ ہوں گے

خوف و ہراس کا ہمارے اندر کوئی وجود نہیں۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ ہم جائیں تاکہ دوسروں کی دولت باقی رہے۔

آ گاہ رہو! پھر تم زیادہ دیر سکون سے نہ رہ سکو گے۔ بس اتنا کہ گھڑ سوار گھوڑے پر سوار ہو اور تم کو مصائب کے گرداب ایسے چکر دیں گے کہ تم پریشانی کے بھنور میں پھنس جاؤ گے۔ یہ وہ عہد ہے جو میرے والدؑ بزرگوار نے میرے جدِ بزرگوارؐ سے مجھ تک پہنچایا ہے۔ تم اور تمہارے ساتھی مل کر اپنے معاملے درست کرلو اور اپنی آنکھیں کھولو اور میرے ساتھ جو تم چاہو کرلو۔ میں نے اپنے اور تمہارے پالنے والے اللہ پر بھروسہ کیا ہے۔ کوئی جاندار نہیں مگر اس کی زمامِ اختیار اُس کے دستِ قدرت میں ہے۔ بے شک میرا رب صراطِ مستقیم پر ہے۔

پھر دستِ مبارک کو آسمان کی جانب بلند کیا اور فرمایا:

پروردگار! ان پر بارانِ رحمت بند کردے۔ ان پر جناب یوسفؑ کے زمانے کی طرح خشک سالی اور قحط مسلط فرما۔ ان پر بنی ثقیف کے جوان مقرر فرما تا کہ تلخ ترین جام سے ان کو سیراب کرے۔ ان میں سے کسی کو قتل کئے بغیر نہ چھوڑے مگر یہ کہ قتل کے بدلے قتل کرے۔ ضرب کے بدلے ضرب لگائے۔ ان سے میرا، میرے دوستوں کا، میرے اہلِ بیتؑ کا، میرے شیعوں کا انتقام لے کیونکہ انہوں نے ہمیں دھوکہ دیا، ہمیں ذلیل کیا۔ تو ہمارا پروردگار ہے۔ تجھ پر بھروسہ ہے۔ تیری طرف متوجہ ہیں اور تیری طرف بازگشت ہے۔

پھر فرمایا: عمر سعد کہاں ہے؟ عمر کو میرے پاس بلاؤ۔ اُس کو بلایا گیا اور وہ بد بخت ملنا پسند نہیں کرتا تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

اے! تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے اور تیرا گمان ہے کہ یہ زنازادہ ابن زنازادہ تجھے شہرِ رے اور گرگان کا فرمانروا بنائے گا۔ خدا کی قسم تو اس پر ہرگز کامیاب نہ ہوگا۔ یہ ایسا عہد ہے جو وفا نہ ہوگا۔ تو کر جو کرنا چاہتا ہے۔ میرے بعد تو کبھی دنیا و آخرت دونوں میں خوش نہ ہوگا اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا سر نیزہ پر شہر کوفہ میں نصب ہے۔ بچے اس پر پتھر مار رہے ہیں اور اس کو اپنا نشانہ قرار دیا ہے۔ (لہوف: ۴۲، تحف العقول: ۲۴۰)

۱۹۔ آپؑ کا خطبہ عاشورا کے دن

روایت میں ہے کہ امام علیہ السلام تلوار پر ٹیک لگائے بلند آواز سے فرما رہے ہیں:

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! پہچانتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں، کیا تم نہیں جانتے ہو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نانا ہیں؟ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم نہیں جانتے ہو کہ میری والدہ جناب فاطمہؑ، دختر پیغمبرِ اسلام ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں! ہم جانتے ہیں۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں، کیا تم یہ بھی نہیں جانتے ہو کہ میرے والد بزرگوار علی علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں! یہ بھی سچ ہے۔

پھر فرمایا: میں قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ تمام خواتین میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی خدیجہ بنت خویلد میری نانی ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ بھی سچ ہے۔ پھر فرمایا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو سید الشہداء حضرتِ حمزہؑ میرے چچا تھے۔ انہوں نے کہا: ہاں! ہم جانتے ہیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ جنابِ جعفر طیارؑ جو جنت میں فرشتوں کے ساتھ محوِ پرواز ہیں، میرے چچا ہیں؟ سب نے کہا: ہاں! ہم جانتے ہیں۔

پھر فرمایا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو یہ تلوار جو میں کمر میں باندھے ہوئے ہوں، رسولِ خدا کی تلوار ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ بھی درست ہے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ عمامہ جو میں نے باندھ رکھا ہے، کیا رسولِ خدا کا عمامہ نہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ علیؑ اوّل الاسلام، سب سے زیادہ اعلم، سب سے زیادہ حلیم ہیں، تمام مؤمنین ومؤمنات کے ولی ہیں؟ کہا: جی ہاں۔

پھر میرا خون بہانا اپنے لئے حلال کیوں سمجھتے ہو؟ کل قیامت کے دن میرے والد حوضِ کوثر سے لوگوں کو ایسے ہٹائیں گے جس طرح بیگانہ اونٹوں کو پانی سے ہٹایا جاتا ہے۔ قیامت کے دن لوائے حمد میرے والد کے دستِ مبارک میں ہوگا۔

انہوں نے کہا: یہ سب ہم جانتے ہیں مگر آپؑ کو ہم نہیں چھوڑیں گے جب تک پیاسا نہ مار دیں۔

آپؑ نے اپنی ریش مبارک کو دستِ مبارک میں تھاما۔ اس وقت آپؑ کی عمر ستاون برس تھی۔ پھر فرمایا:

غضبِ خدا نے یہود پر شدت اختیار کی جب انہوں نے کہا: عزیز اللہ کا بیٹا ہے۔ شدید ہوا غضبِ خدا جب نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ سخت ہوا غضبِ خدا مجوس پر جب انہوں نے خدا کو چھوڑ کر آگ کو پوجنا شروع کیا۔ اللہ کے غضب نے جوش مارا جب ایک قوم نے اپنی نبی کو قتل کیا۔ غضبِ الٰہی شدید ہوا جب اس قومِ نابکار نے اپنے نبی کے فرزند کو قتل کرنا چاہا۔ (امالی: ۱۳۵)

۲۰۔ عاشورا کی صبح کو امام علیہ السلام کا خطبہ

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے دنیا کو پیدا کیا اور اس کو دارِ فانی و زوال قرار دیا۔ اپنے بسنے والے کیلئے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلنے والا بنایا۔ مغرور ہے وہ جسے دنیا دھوکہ دے۔ شقی وہ ہے جسے دنیا اپنا عاشق بنادے۔ پس ہوشیار ہو کہ دنیا تجھے مغرور نہ بنائے کیونکہ یہ ہر اُمیدوار کو نا اُمید کرتی ہے اور ہر طمع کرنے والے کی لالچ کو خاک میں ملاتی ہے۔

تم ایسی بات پر جمع ہوئے جو خدا کی ناراضگی کا سبب ہے اور تمہاری طرف سے اُس نے رُخِ رحمت پھیر لیا ہے۔ تم پر اُس کا عذاب ہے اور اپنی رحمت سے تمہیں برطرف کیا ہے۔ بہترین رب ہمارا رب ہے۔ بدترین بندے تم ہو۔

تم نے اطاعت کا اقرار کیا۔ رسالتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔ پھر تم نے ان کے خاندان اور اولاد پر حملہ کیا۔ ان کے قتل کا ارادہ کرتے ہو۔ شیطان تم پر غالب ہے۔ ذکرِ خدا کو بھول چکے ہو۔ بربادی ہے تمہارے لئے اور تمہارے ارادوں کیلئے۔ ہم اللہ کیلئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہ وہ قوم ہے جو ایمان کے بعد کافر ہوگئی۔ ظالم قوم ہدایت سے دور ہے۔

عمر سعد نے کہا: خرابی ہو تمہارے لئے۔ یہ اُس باپ کا بیٹا ہے کہ اگر یہ تم میں ایک دن مزید گزارے تو بھی اس کا کلام ختم نہ ہوگا۔ ان سے تم بھی گفتگو کرو۔

شمر ملعون آگے بڑھا اور کہا: اے حسینؑ! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ ہمیں سمجھائیں تاکہ ہم سمجھیں۔ آپؑ نے فرمایا:

اللہ کا خوف کرو۔ مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میرا قتل تمہارے لئے حلال نہیں، نہ میری ہتک حرمت جائز ہے۔ میں تمہارے نبیؐ کا نواسہ ہوں اور میری نانی خدیجہ تمہارے نبیؐ کی زوجہ ہیں۔ شاید تمہارے پاس اپنے نبیؐ کی یہ حدیث پہنچی ہوگی:

''حسنؑ اور حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں''۔ (بحار ۵:۴۵)

۲۱۔ عاشورا کے دن اصحابِ باوفا سے آپؑ کا خطبہ

روایت ہے کہ عمر ابن سعد نے ایک تیر امام حسین علیہ السلام کی طرف چلایا اور کہا: تم گواہ رہنا امیر کے پاس کہ میں سب سے پہلا تیر چلانے والا ہوں۔ پس اشقیاء کی طرف سے بارش کے قطروں کی طرح تیر آئے۔ پس امامِ عالی مقام علیہ السلام نے اصحابِ باوفا سے فرمایا:

اے نیک بختو! اٹھو، موت کیلئے، جو ضروری ہے ہر زندہ کیلئے۔ تمہارے لئے یہ تیر پیغام ہے۔ خدا کی قسم! جنت اور دوزخ کے درمیان موت حائل ہے۔ یہ موت تمہیں جنت میں پہنچائے گی اور تمہارے دشمنوں کو جہنم رسید کرے گی۔ (لہوف: ۴۳)

۲۲۔ اصحابِ باوفا سے عاشورا کی نماز کے بعد آپؑ کا خطبہ

اے نیک بختو! جنت کے دروازے کھلے ہیں، نہریں جاری ہیں۔ اس میں پھل درختوں پر تیار ہیں۔ یہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور شہداء جو راہِ خدا میں قتل ہوئے ہیں، آپ کو خوش آمدید کہنے کے منتظر ہیں۔ ایک دوسرے کو آپ لوگوں کی آمد کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ پس اللہ اور رسولؐ کے دین کی حمایت کرو اور حرمِ رسولؐ اللہ کا دفاع کرو۔ (مقتل الحسینؑ)

فصل سوم (۱)

آنحضرت کے اقوال

- تقویٰ کی فضیلت میں
- عبادت میں لوگوں کی اقسام کے بارے میں
- اپنی معرفت کے بارے میں
- امام کی معرفت کے بارے میں
- امام کی معرفت میں
- اپنی ہم نشینی کی ترغیب کیلئے
- سیکھنے کے بارے میں
- جہاد کی اقسام کے بارے میں
- بڑائی اور بے نیازی کے بارے میں
- بخشش کے بارے میں
- سلام کرنے کے بارے میں
- سلام کرنے کے بارے میں
- معافی کے بارے میں
- نیک کام میں اچھے اور بُرے کے ساتھ شامل ہونا
- عملِ خیر کی ترغیب کے بارے میں
- اطاعت، قدرت کے مطابق
- قبولیت کی نشانیوں کے بارے میں
- صبر کے بارے میں
- عقلِ کامل کے بارے میں
- بھائیوں کی اقسام کے بارے میں

ا۔ تقویٰ کی فضیلت میں آپ کا فرمان

اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے کہ جو وہ ناپسند کرتا ہے، اُس کو پسندیدہ چیز کے ساتھ بدل دے اور اُسے وہاں سے رزق دے جہاں کا گمان بھی نہ ہو۔ (تحف العقول: ۲۴۰، بحار الانوار ۷۸: ۱۲۱)

۲۔ عبادت میں لوگوں کی اقسام کے بارے میں

ایک قوم رغبت سے اللہ کی عبادت کرتی ہے، یہ تاجرانہ عبادت ہے۔ایک قوم ڈرکر عبادت کرتی ہے، یہ غلامانہ عبادت ہے۔ایک قوم اللہ کی عبادت شکر کیلئے کرتی ہے، یہ آزادوں کی عبادت ہے اور یہی سب سے افضل عبادت ہے۔ (تحف العقول:۲۴۶، بحارالانوار۷۸:۱۱۷)

۳۔ اپنی معرفت کے بارے میں آپ کا فرمان

ہم اہلِ بیت ِ نبوت ہیں، رسالت کے کان ہیں اور ملائکہ کے آنے جانے کی جگہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ہم سے آغاز کیا اور ہم پر ہی اختتام ہو گا۔(کامل ابن اثیر۳:۲۶۲)

۴۔ امام کی معرفت کے بارے میں آپ کا فرمان

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے پاس گئے اور فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت کیلئے خلق کیا۔جب پہچانا تو عبادت کی۔اس کی عبادت نے ماسوااللہ کی عبادت سے بے نیاز کیا۔

ایک شخص نے سوال کیا: معرفتِ خدا کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہر زمانے کے لوگوں کو وقت کے امام کی معرفت ہونا چاہئے کیونکہ اس کی اطاعت ان پر واجب ہے۔(نزہۃ الناظر:۸۰، علل الشرائع:۹، کنز الفوائد:۱:۱۵۱، بحار۵:۲۱۲)

۵۔ امام کی معرفت کے بارے میں آپ کا فرمان

امام کیا ہے؟ کتاب اللہ پر عامل ہو، عدل و انصاف اُس کا پیشہ ہو، حق کا پیروکار ہو۔اپنے آپ کو اللہ کے فرامین کیلئے وقف کرے۔(تاریخ طبری۷:۲۳۵)

۶۔ اپنی ہم نشینی کی ترغیب کیلئے آپ کا فرمان

جو ہمارے پاس آئے، وہ چار خصلتوں میں سے ایک خصلت سے خالی نہ ہوگا: محکم آیت، عادلانہ حکم، مفید دوستی اور علماء کی صحبت۔(کشف الغمہ۲:۳۲)

۷۔ سیکھنے کے بارے میں آپ کا فرمان

علم کی تدریس معرفت کی آبیاری ہے۔طویل تجربہ سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔شرافت تقویٰ میں ہے۔قناعت جسم کیلئے راحت کا سبب ہے۔(نزہۃ الناظر:۸۸)

۸۔ جہاد کی اقسام کے بارے میں آپ کا فرمان

جہاد کی چار اقسام ہیں۔دو جہاد فرض ہیں، ایک جہاد سنت ہے جو واجب سے پیوستہ ہے اور ایک جہاد مستحب ہے۔

دوواجب میں ایک جہادِ نفس ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے خلاف، یہ سب سے عظیم
جہاد ہے، نیز جہاد جو کفار کے مقابلہ میں ہو، فرض ہے۔

وہ جہاد جو مستحب ہے مگر فرض کے ساتھ پیوستہ ہے، دشمن کے خلاف جہاد کرنا ہے۔یہ پوری اُمت پر فرض ہے۔اگر جہاد ترک کریں تو عذاب نازل ہوتا ہے۔یہ عذاب اُمت کی وجہ سے ہے۔یہ جہاد صرف امام پر مستحب ہے کہ وہ اُمت کے ساتھ دشمن کے مقابل آکر ان سے جہاد کرے۔

وہ جہاد جو مستحب ہے، ہر سنت کا احیاء وزندہ کرنا ہے۔اس کے قیام کیلئے کوشش کرنا ہے۔عمل اور کوشش اس راہ میں افضل اعمال ہیں کیونکہ اس سے

سنت زندہ ہوتی ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کسی نیک عمل کی بنیاد رکھے، اس کو ثواب ہے اور جو اس پر عمل کرتا ہے، قیامت تک اس کے ثواب کے برابر اجر ملتا ہے اور عامل کے اجر میں کمی نہیں ہوتی۔ (تحف العقول:۲۴۳)

۹۔ بڑائی اور بے نیازی کے بارے میں

رشتہ داروں پر احسان اور ان کی کوتاہیوں کو نظر انداز کرنا، خواہشات کی قلت، جو اپنی ذات کیلئے کافی ہے، اُس پر خوش رہنا بڑائی اور بے نیازی ہے۔ (بحارالانوار۷۸:۱۰۲)

۱۰۔ بخشش کے بارے میں آپ کا فرمان

جو تیرا عطیہ قبول کرے، اُس نے تیری بخشش میں تیری مدد کی۔ (بحارالانوار۷۸:۱۲۷)

۱۱۔ سلام کرنے کے بارے میں آپ کا فرمان

سلام کرنے سے پہلے کسی کو گفتگو کی اجازت مت دو۔ (تحف العقول:۲۴۶)

۱۲۔ سلام کرنے کے بارے میں آپ کا فرمان

سلام کیلئے ستر (۷۰) نیکیاں ہیں۔ انہتر (۶۹) سلام کرنے والے کو اور ایک نیکی جواب دینے والے کو ملتی ہے۔ (تحف العقول:۲۴۸، بحارالانوار۷۸:۱۲۰)

۱۳۔ معافی کے بارے میں آپ کا فرمان

بہترین معافی انتقام کی طاقت رکھتے ہوئے معاف کرنا ہے۔ (نزہتہ الناظر:۸۱)

۱۴۔ نیک کام میں اچھے اور بُرے کے ساتھ شامل ہونے کے بارے میں

آپ کی خدمت میں ایک شخص نے کہا: نیکی نا اہل سے کی جائے تو ضائع ہوجاتی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:
''ایسا نہیں۔ نیکی کی مثال موسلہ دھار بارش کی سی ہے جو نیک و بد دونوں پر برستی ہے''۔ (تحف العقول:۲۴۵)

۱۵۔ عملِ خیر کی ترغیب کے بارے میں آپ کا فرمان

اُس شخص کی طرح عمل کرو جو یہ جانتا ہو کہ گناہ پر موأخذہ کیا جائے گا تو اس کو نیک کام کے برابر جزا ملے گی۔ (کنزالفوائد۲:۳۲، بحارالانوار۷۸:۱۲۷)

۱۶۔ اطاعت، قدرت کے مطابق ہے

خدا نے کسی کی طاقت کم نہیں کی مگر اس سے اطاعت کو کم کیا اور جس کی قدرت کم کی تو اُس کی تکلیف کو اُس سے اٹھالیا۔ (تحف العقول:۲۲۴۶)

۱۷۔ قبولیت کی نشانیوں کے بارے میں آپ کا فرمان

قبولیت کی نشانیاں یہ ہیں کہ عقل مندوں کی ہم نشینی اختیار کرے۔ جہالت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ غیر کافروں سے مناظرہ و جھگڑا کرے۔ انسان کے عالم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ اپنے قول کا پاس رکھے اور صحیح راستوں (حقائق) پر غور کرے۔ (تحف العقول:۲۴۷)

۱۸۔ صبر کے بارے میں آپ کا فرمان

اس چیز پر صبر کر جو تجھے پسند نہیں، جن موارد پر تیرا حق رکھا گیا ہے اور صبر کر ان پر جسے تو پسند کرتا ہے اور جس طرف تیری خواہشات تجھے بلائیں۔(مقصد الراغب:۱۳۷)

۱۹۔ عقلِ کامل کے بارے میں آپ کا فرمان

عقل کامل نہیں ہوتی جب تک حق کی پیروی نہ کرے۔(اعلام الدین:۲۹۸)

۲۰۔ بھائیوں کی اقسام کے بارے میں آپ کا فرمان

بھائیوں کی چار اقسام ہیں: ایک بھائی وہ جو تیرے لئے اور تو اُس کیلئے۔

۲۔ ایک بھائی وہ جس کیلئے صرف تم ہو۔

۳۔ ایک بھائی وہ جو تیرا مخالف اور

۴۔ ایک بھائی وہ جس کیلئے نہ تم ہو اور نہ وہ تمہارے لئے ہے۔

وہ بھائی جو تیرے لئے اور تو اُس کیلئے ہو، وہ ہے جو اخوت کے بھائی کی بقاء کا طالب ہو اور اخوت کے بعد بھائی کی موت کا طالب نہ ہو۔ یہ تیرے لئے اور تو اُس کیلئے ہے۔ جب یہ بھائی چارہ مکمل ہو تو دونوں کی زندگی پاکیزہ ہوگی اور جب دونوں کے خیالات تناقض ہوں تو بھائی چارہ ختم ہو جاتا ہے۔

وہ بھائی جو تیرے لئے ہے، وہ ہے جو لالچ سے خالی ہے۔ تیری نسبت سے اپنے تن من دھن کی طرف سے تیری جانب متوجہ ہے۔ جب بھائی اور دنیا سامنے آجائے تو بھائی کی طرف راغب ہے۔ اُس کا وجود تیرے ہاتھ میں ہے۔

وہ بھائی جو تیرے خلاف ہے، وہ انتظار کرتا ہے کہ کب تو مصائب و آلام سے دوچار ہوتا ہے اور دوستوں کے درمیان تجھے جھٹلاتا ہے، تجھے حسد کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اُس پر خدا کی لعنت ہو۔

وہ بھائی نہ تو اُس کا بھائی ہے، نہ وہ تیرا بھائی ہے۔ وہ عقل و خرد سے عاری ہے اور نادان ہے۔ وہ اپنے آپ کو تجھ سے برتر سمجھتا ہے اور جو تیرے پاس ہے، اُس پر حریصانہ نظر رکھتا ہے اور اُس کا طلب گار ہے۔(تحف العقول:۲۴۷)

فصل سوم (۲)

آنحضرتؑ کے اقوال

- جس سے حاجت طلب کی جائے
- سائل کو رد نہ کرنے کے بارے میں
- ترکِ سوال کے بارے میں
- حُسنِ معذرت کے بارے میں
- خدا کی نافرمانی ترک کرنے کے بارے میں
- اللہ کی نافرمانی ترک کرنے کے بارے میں
- غیروں کے بارے میں اچھی بات کرنے میں

- گناہ سے ڈرنے کے بارے میں
- ظلم سے ڈراتے ہوئے
- دوست اور دشمن کے بارے میں
- نرمی کرنے کا حکم
- بعض گروہوں کے ساتھ بیٹھنے کے بارے میں
- شکر کے بارے میں
- دنیادار بندوں کے بارے میں
- مال جمع کرنے کی مذمت میں
- بیکار باتوں کی مذمت میں
- بیکار مناظرہ کی مذمت میں
- استدراج کے بارے میں
- روزی تقسیم کرنے کی کیفیت کے بارے میں
- غیبت کے بارے میں

۲۱۔ آپؑ کا فرمان، جس سے حاجت طلب کی جائے

اپنی حاجت تین شخصیات سے طلب کر، دیندار سے، مروّت والے سے، جوانمرد سے جو شریف الانسب سے ہو۔ دیندار اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے، صاحبِ مروّت اپنی مروّت کی وجہ سے حیاء کرتا ہے اور صاحبِ حسب جانتا ہے کہ تو ناپسند نہیں کرتا۔ اپنی حاجت روائی کیلئے اُس سے طلب کرے، وہ تیری آبرو کی حفاظت کرتا ہے اور تیری حاجت پوری کئے بغیر نہیں لوٹاتا۔ (درۃ الباہرہ:۲۴، مقصد الراغب:۱۳۶)

۲۲۔ سائل کو ردنہ کرنے کے بارے میں

حاجت مند نے تیرے سامنے اپنی آبرو کی حفاظت نہ کرتے ہوئے سوال کیا ہے، پس تو اپنی آبرو کی حفاظت کرتے ہوئے رد نہ کر۔ (کشف الغمہ ۲:۳۲)

۲۳۔ ترکِ سوال کے بارے میں آپؑ کا فرمان

اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کیلئے دستِ سوال دراز کرنے سے باز رہ۔ (تحف العقول:۲۴۷)

۲۴۔ حُسنِ معذرت کے بارے میں آپؑ کا فرمان

بہت سے گناہ کرنا عذر خواہی سے بہتر ہے۔ (اعلام الدین:۲۹۸)

۲۵۔ خدا کی نافرمانی ترک کرنے کے بارے میں

جو خدا کی رضا لوگوں کی نافرمانی میں طلب کرے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے اُمور میں اُس کی کفایت کرے گا اور لوگوں کی رضا خدا کی نافرمانی کر کے طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے لوگوں کے حوالہ کرے گا۔ (اختصاص:۲۲۵، بحارالانوار ۷۸:۱۲۶)

۲۶۔ اللہ کی نافرمانی ترک کرنے کے بارے میں

جو اپنا معاملہ خدا کی نافرمانی پر رکھے تو جو اُمید وہ رکھتا ہے، حاصل نہ ہوگا اور جس سے وہ ڈرتا ہے، وہ اُسے جلدی پالے گا۔ (کنز الفوائد ۲:۳۲، بحارالانوار ۷۸:۱۲۷)

۲۷۔ غیروں کے بارے اچھی بات کرنے میں

جب تیرا مؤمن بھائی غائب ہو تو وہی بات کر جو تو اپنے بارے میں پسند کرتا ہے، جب تو اُس سے غائب ہو۔ (تحف العقول:۲۴۸)

۲۸۔ گناہ سے ڈرنے کے بارے میں

تم اُن لوگوں میں ہونے سے ڈرو جو لوگوں کو گناہ سے ڈراتے ہیں اور اپنے گناہوں کے عذاب سے مطمئن ہیں۔ اللہ تعالیٰ جنت کے بارے میں دھوکہ نہیں کھاتا۔ جو اللہ کے پاس ہے، وہ اُس کی اطاعت کے بغیر نہیں ملتا۔ (تحف العقول:۲۴۰)

۲۹۔ ظلم سے ڈراتے ہوئے آپؑ کا فرمان

ظلم سے بچو۔ خدائے بزرگ و برتر کے سوا کوئی تمہارا مددگار نہیں ہے۔ (بحار ۷۸:۱۱۸)

۳۰۔ دوست اور دشمن کے بارے میں آپؑ کا فرمان

ہر وہ شخص جو مجھے برائی سے روکتا ہے، مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو مجھ سے دشمنی رکھتا ہے، مجھے برائی پر اُکساتا ہے۔ (نزہتہ الناظر: ۸۸، اعلام الدین: ۲۹۸)

۳۱۔ نرمی کرنے کے حکم میں آپؑ کا فرمان

جس کی رائے کارگر نہ ہو اور چارۂ کار ثمر بار نہ ہو تو نرمی اُس کو کھولنے کی چابی ہے۔ (اعلام الدین: ۲۹۸)

۳۲۔ بعض گروہوں کے ساتھ بیٹھنے کے بارے میں

پست لوگوں کے ساتھ بیٹھنا شر ہے اور فاسقوں کے ساتھ بیٹھنا خطرہ ہے۔ (نزہتہ الناظر: ۸۱)

۳۳۔ شکر کے بارے میں آپؑ کا فرمان

نعمت کے حصول پر شکر کرنا اور شکر کی توفیق پر شکر کرنا مزید نعمتوں کو دعوت دینا ہے۔ (مقصد الراغب: ۱۳۴)

۳۴۔ دنیادار بندوں کے بارے میں آپؑ کا فرمان

بے شک انسان دنیا کا بندہ ہے اور دین صرف زبان کا ذائقہ ہے۔ جہاں معیشت کی ریل پیل ہے، وہاں لوگوں کا ہجوم ہے۔ جب آزمائش میں ڈالا جائے تو دیندار بہت کم ہو جاتے ہیں۔ (تحف العقول: ۲۴۵، کشف الغمہ ۲:۳۲، نزہتہ الناظر: ۸۷)

۳۵۔ مال جمع کرنے کی مذمت میں

جب تیرا مال تیرا نہ رہا تو تو بھی اُس کیلئے باقی نہ رہ کیونکہ وہ تیرے لئے باقی نہ رہے گا۔ اسے کھا قبل اس کے کہ وہ تجھے کھا جائے۔ (نزہتہ الناظر: ۸۵، مقصد الراغب: ۱۳۷)

۳۶۔ بیکار باتوں کی مذمت میں

جو تجھ سے متعلق نہیں، وہ بات مت کر کیونکہ میں اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ جہاں تجھ سے تعلق ہو، وہاں بھی گفتگو سے پرہیز کر یہاں تک کہ مناسب موقع ہو۔ کتنے ہی گفتگو کرنے والے ہیں جنہوں نے حق کی بات کی مگر اُن کے مذاق اُڑائے گئے۔ (کنز الفوائد ۲:۳۲، بحار الانوار ۷۸:۱۲۷)

۳۷۔ بیکار مناظرہ کی مذمت میں

بُردبار اور بیوقوف سے مناظرہ مت کر۔ بُردبار تجھے معاف کرے گا اور بیوقوف تجھے اذیت دے گا۔ (کنز الفوائد ۲:۳۲، بحار الانوار ۷۸:۱۲۷)

۳۸۔ استدراج کے بارے میں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دھوکہ دینے والے کیلئے استدراج یہ ہے کہ وہ اسے فراوانی سے دیتا ہے اور اس سے شکر کی توفیق سلب کرتا ہے۔ (تحف العقول: ۲۴۶)

۳۹۔ روزی تقسیم کرنے کی کیفیت کے بارے میں

لوگوں کا رزق چوتھے آسمان پر ہے۔ اللہ تعالیٰ اندازہ سے نازل فرماتا ہے اور اندازہ سے پھیلاتا ہے۔ (تحف العقول: ۲۴۲)

۴۰۔ غیبت کے بارے میں آپؑ کا فرمان

غیبت نہ کرو۔ یہ دوزخ کے کتوں کی خوراک ہے۔ (تحف العقول: ۲۴۵، بحار ۷۸:۱۱۷)

اظہار تشکر و التماس دعا

جن احباب نے اس کار خیر میں تعاون فرمایا ہے

خداوند منان سے دعا ہے اُن کو صحت و تندرستی اور ان کے کاروبار میں مزید ترقی عطا فرمائے۔

قارئین سے التماس ہے

کہ ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص

کی تلاوت کا ثواب جملہ مومنین و مومنات

اور بالخصوص ادارہ کے معاونین کے مرحومین کو اہداء فرمائیں

آپ بھی اس کار خیر میں مالی و فنی تعاون کے ذریعہ شریک ہو سکتے ہیں

محتاج دعا

صادق عباس (فاضل قم)

info@islaminurdu.com